يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

رسالہ مشتمل بر ذکر میلاد و فضائل و آداب حضرت سرورِ عالم، سید العرب والعجم باعثِ ایجادِ کونین رسول الثقلین سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین!

مسمّٰی بہ

انوار احمدی

صفر المظفر ۱۳۹۵ھ

مؤلفہ

عالیجناب مولانا مولوی حاجی حافظ عارف باللہ محمد انوار اللہ صاحب خان بہادر حیدر آبادی رحمۃ اللہ

محمد اسلم علوی سنی دار الاشاعت ڈجکوٹ روڈ لائل پور

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

رسالہ مشتمل بہ ذکر میلاد و فضائل و آداب حضرت سرورِ عالم سید العرب والعجم باعثِ ایجادِ کونین رسول الثقلین سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین!

مسمّٰی بہ

انوار احمدی

صفر المظفر ۱۳۹۵ھ

مؤلفہ

عالیجناب مولانا مولوی حاجی حافظ عارف باللہ محمد انوار اللہ صاحب خان بہادر حیدر آبادی رحمۃ اللہ

محمد اسلم علوی سنی دار الاشاعت ڈجکوٹ روڈ لائل پور

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ط

اما بعد بندہ بے بضاعت محمد انوار اللہ ابن مولانا و مرشدنا مولوی حافظ ابی محمد شجاع الدین صاحب قندھاری دکنی محبان بارگاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتا ہے، کہ جس زمانہ میں کہ آقائے دارین نے بنظر کمال بندہ پروری اس ناچیز کی حضوری افضل البلاد مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا میں منظور فرمائی تھی، چند روز ایسے گذرے، کہ کوئی کام درس و تدریس وغیرہ کا متعلق نہ رہا۔ چونکہ نفس ناطقہ بیکار نہیں رہتا، یہ بات دل میں آئی، کہ چند مضامین میلاد شریف و فضائل و معجزات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کتب احادیث و سیر سے منتخب کرکے منظوم کئے جائیں۔ ہر چند فن شاعری میں نہ کسی سے تلمذ ہے نہ مہارت، نہ اہل ہند کے محاورات سے واقفیت، مگر صرف اس لحاظ سے، کہ یہ خدمت غالباً مناسب مقام ہے، اور تعجب نہیں، کہ اہل اسلام کو اس سے کچھ فائدہ بھی حاصل ہو۔ چند اشعار لکھے، اور ہنوز مقصود تک نہ پہنچا تھا۔ کہ ان اشعار کی شرح کرنے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوا کہ جب تک ماخذ ان مضامین کا بیان نہ کیا جائے، قابل اعتماد نہ سمجھے جائیں گے چنانچہ اسی مدت حضوری میں چند اشعار کی شرح لکھی گئی تھی کہ پھر یہ حرمان نصیب مہاجرت صوری میں مبتلا ہوا۔ جب مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً میں حاضر ہوا اور ان اشعار کی تالیف کا ذکر پیش گاہ اقدس قدوۃ المحققین ہادی منازل تحقیق مرشدنا مولانا حضرت حاجی

Marfat.com

شاہ امداد اللہ صاحب قدس سرہ العزیز میں آیا۔ ارشاد ہوا، کہ ہم ان اجزا کو اول سے آخر تک سنیں گے۔ چنانچہ کمال شوق سے وہ تمام اجزا حضرت نے سماعت فرمائے۔ چونکہ بزرگان دین کو ذکر سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل دلچسپی اور نسبت عشقیہ ہوتی ہے، حضرت ممدوح اکثر مضامین پر نہایت محظوظ ہوتے، غرض پوری کتاب کو سماعت فرمانے کے بعد اس کا نام انوار احمدی تجویز فرمایا۔ اپنی خوشنودی کے اظہار سے اس کو مسجل فرمایا۔ چنانچہ تبرکاً وہ تحریرات درج ذیل ہیں۔ وہ اجزا اب تک یوں ہی رکھے ہوئے تھے، اور مشاغل ضروریہ سے اس قدر فرصت نہ ملی، کہ ان کی تکمیل ہو سکے۔ ان دنوں بعض احباب خیرخواہ قوم وملت نے اس بات پر زور دیا، کہ جس قدر شرح لکھی جا چکی ہے، وہی طبع کرا دی جائے۔ چونکہ حضرت ممدوح کا ارشاد بھی اس کے چھپوانے کے لئے تھا۔ اس لئے امتثالاً للامر اس کتاب ناقص کے طبع کا ارادہ کیا گیا۔ اور چند قصائد و غزلیات بھی اس کے ساتھ ملحق کر دئے گئے۔ اگرچہ وہ اس قابل نہیں، کہ اہل کمال کے روبرو پیش کئے جائیں، مگر چونکہ اسی زمانہ حضوری میں عرض کئے گئے تھے، اس لئے خالی از مناسبت نہیں۔ فقط

نقل تحریر حضرت مولانا ممدوح قدس سرہ العزیز

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ ان دنوں میں ایک عجیب و غریب کتاب لاجواب مسمّی بہ انوار احمدی المصنفہ حضرت علامۂ زمان و فرید دوران عالم باعمل و فاضل بے بدل جامع علوم ظاہری و باطنی عارف باللہ مولوی محمد انوار اللہ حنفی چشتی سلمہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ فقیر کی نظر سے گزری، اور بلسانِ حق ترجمان مصنف علامہ کی اول سے آخر تک بغور سُنی تو اس کتاب کے ہر ہر مسئلہ کی تحقیق محققانہ حقانی میں تائید ربانی پائی گئی۔ کہ اس کا ایک ایک جملہ اور فقرہ امداد مذہب اور مشرب اہل حق کی کر رہا ہے۔ اور حق کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مصنف کے علم اور عمل اور عمر میں برکت دے۔ اور نعماء عرفانی اور دولت قربت ربانی سے مشرف فرماکر مراتب علیا کو پہنچادے، اور اس کتاب کو مقبول کرے۔ تا طالبان حق اس سے مستفید ہوتے رہیں۔ آمین یارب العالمین؛ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!

کاتب الحروف فقیر حقیر امداد اللہ حنفی چشتی عفی اللہ عنہ

فقیر امداد اللہ چشتی ۱۳۲۸

ایضاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ الذی ھدانا بمصادیق من اراد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین و الصلوٰۃ والسلام علیٰ من بشرنا بمقبولیتہ اتفاق العالمین وعلیٰ الہ واصحابہ الطاھرین المطھرین والائمۃ المجتھدین المطاعین امابعد فیقول الفقیر امداد اللہ الحنفی مذھباً والجشتی مشرباً والتھانوی ثم المکی موطناً جعلہ اللہ المدنی مدفناً انی سمعت ھٰذا الکتاب من اولہ الیٰ اٰخر بحث الاداب ووجدتہ موافقا للسنۃ السنیہ فسمیتہ **بالانوار الاحمدیہ** وانما ھٰذا مذھبی وعلیہ مدار مشربی یقبلہ اللہ بقبول المقبولین وجعلہ ذخیرۃ لیوم الدین اٰمین؛ وبارک اللہ فی علم المصنف القمقام وشرفہ بنعمہ حسن الختام اٰمین؛ بجاہ طٰہٰ ویٰس نظم

حیا بالنور قرتہ نور ، المصنف کاسمہ انوار

ارجوا ان تنفع ولاشک ، تطمئن القلوب بالاذکار

فہرست مضامین کتاب انوار احمدی

صفحہ	مضمون
۱	صالحین کے ذکر سے رحمت الٰہی کا نزول
۲	اجازت اشعار حسنہ
۳	صحیح حدیثیں سوائے صحاح ستہ کے
۵	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اشعار نعتیہ و قصیدہ بانت سعاد سے خوش ہونا
۸	اشعار نعتیہ میں معشوقہ کا ذکر
۱۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازلاً و ابداً محمد و محمود ہیں
۱۵	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت آسمان و زمین میں
۱۷	نام کی وضع میں وصفی معنی کا لحاظ
۱۹	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صالحین کا ذکر کفارہ گناہ ہے
۲۰	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ذکر حق تعالیٰ ہے
۲۲	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے اطمینان قلب
۲۳	فضیلت نام مبارک و نجات بطفیل نام
۲۵	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر
۲۶	حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت
۲۸	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر علامت محبت و ایمان
۲۹	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ عالم کی پیدائش کے باعث ہیں
۳۱	نام مبارک سے رفع وحشت
۳۵	حدیث لولاک
۳۸	مردہ کا زندہ ہونا نام مبارک سے
۳۹	نام مبارک اماکن علویہ میں
۴۲	آپ کے اوصاف اور فضائل کسبی نہیں
۴۳	خاتم النبیین دوسرا شخص نہیں ہوسکتا
۵۶	فضائل درود شریف اجمالاً
۵۸	درود شریف پڑھنے کا اہتمام
۶۲	درود شریف کے لکھنے والے فرشتے
۶۹	درود شریف پڑھنے والوں کے لئے ملائکہ کی دعا
۷۰	درود شریف کے ساتھ ملائکہ کا عروج
۷۰	درود شریف کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہونا

Marfat.com

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۲	عرض سلام بوساطت جبریل علیہ السلام	۱۴۸	کثرت درود اہلسنت کی علامت ہے
۷۲	درود شریف کا پیش ہونا بوساطت فرشتہ	۱۴۸	سلام
۷۵	بلاواسطہ درود شریف کا سماعت فرمانا	۱۵۵	نماز میں سلام بطور انشاء
۷۷	سماع موتی	۱۷۵	قیام وقت سلام
۷۹	کلام میں عقل کی رعایت	۱۷۶	اکرامی قیام
۸۷	حق تعالے کا درود بھیجنا	۱۸۵	جنازہ کے لئے قیام
۸۷	صلوٰۃ کے معنی	۱۸۸	ادب
۹۴	ثناء و تعظیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸۹	تعظیم و توقیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۹۸	حقائق اشیاء	۱۹۳	سجدہ حیوانات
۱۰۵	فائدہ جلیلہ	۱۹۷	مثلیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۱۰۶	تعداد ملائکہ	۲۰۴	عمرؓ کا سجدہ کرنا
۱۱۱	ایک ضمیر میں خدا و رسولؐ کا ذکر	۲۰۷	مسئلہ مساوات میں ابن قیم کی تقریر
۱۱۵	تاکید استمرار صلوٰۃ	۲۱۰	فضیلت صحابہ
۱۱۷	حسن خطاب صلوٰۃ	۲۱۱	لا ترفعوا اصواتکم کی تفسیر
۱۱۷	شرافت مومن	۲۱۶	باادب لوگوں کی مدح
۱۲۴	زیادتی و کمی ایمان	۲۱۹	حضرتؐ کا نام لے کر پکارنے کا حال
۱۳۷	صلوٰۃ سے وجوب ثابت ہے	۲۲۱	راعنا کہنے کی ممانعت
۱۴۰	اوقات درود شریف	۲۲۴	آیۂ ولا ان تنکحوا کی تفسیر

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۲۲۶	آیۂ لا تدخلوا بیوت النبی کی تفسیر
۲۲۸	انّ الّذین یؤذون اللہ ورسولہٗ
۲۳۱	لا یؤمنون حتّٰی یحکموک
۲۳۵	طہارت برائے سلام
۲۳۶	توراۃ کا ادب
۲۳۸	قبلہ کا ادب
۲۴۱	آداب صحابہؓ
۲۴۱	ادب صدیق اکبرؓ
۲۴۲	ادب علیؓ کرم اللہ وجہہ
۲۴۵	ادب امام شافعیؒ
۲۴۷	قباثؓ کا ادب
〃	عباسؓ کا ادب
〃	براءؓ کا ادب
۲۵۰	عثمانؓ کا ادب
۲۵۴	ابوہریرہؓ کا ادب
۲۵۵	اسلعؓ کا ادب
۲۵۷	عموماً صحابہ کا ادب
۲۶۱	مناظرہ امام مالکؒ وابو جعفرؒ
۲۶۴	عمرؓ کا ادب
۲۶۷	توسل
۲۶۸	دعائے قضاء حاجات
۲۶۹	لفظ سیدنا
۲۷۳	سوائے انبیاء کے کسی پر درود جائز نہیں
۲۷۷	جس کا نام محمدؐ ہو اس کی تعظیم
۲۸۱	تعظیم وبرکت نام مبارک
۲۸۲	تقبیل وقت سماع نام مبارک
۲۸۸	بے ادبی کی ابتداء
۲۹۳	خوارج کی بے ادبی اور ان کا حال
۳۲۰	وہابیان نجد کا حال

Marfat.com

عارف کامل علامہ انوار اللہ خاں حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: حضرت مولانا انوار اللہ خاں ۲۴ ربیع الثانی ۱۲۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا عبد العلیم مذاقی فرنگی محلی اور ان کے نامور صاحبزادے مولانا عبد الحی سے علوم کی تحصیل کی، اور مدارج کمال کو پہنچے۔ ساری عمر خدمت و اشاعت دین میں بسر کی۔ **سلسلۂ ارادت:** آپ کو حضرت شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بہت لگاؤ تھا۔ اور آپ ان ہی کے خلفاء میں سے ہیں۔ ۱۲۹۵ ہجری میں نظام کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۳۳۰ ہجری میں محکمہ احتساب سپرد ہوا۔ ۱۳۳۲ھ میں فضیلت جنگ کا خطاب پایا۔ اور وزیر اوقاف مقرر ہوئے۔ مولانا کی زندگی عبادت و ریاضت سے پر نور تھی۔ درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ کی طرف خاص توجہ تھی۔ آپ کی وفات ۱۳۳۵ھ میں واقع ہوئی۔

تصنیفات: (۱) کتاب العقل۔ اس میں عقل کی حقیقت کھول دی گئی ہے، کہ دینی ابواب میں کہاں تک چل سکتی ہے۔ اور حکمت قدیمہ اور فلسفۂ جدیدہ کا اثر جو مسائل دینیہ پر پڑتا ہے ان کے جوابات عقل سے دیئے گئے ہیں (۲) افادۃ الافہام۔ ہر دو حصہ جو کہ ۷۴۵ صفحات پر مشتمل ہے یہ کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ازالۂ اوہام کا محققانہ اور مہذبانہ جواب اور قادیانیت کی شورش و فتنہ انگیزی کی تردید میں لاجواب کتاب ہے۔ (۳) انوار الحق۔ اس میں بھی مرزائیت کی تردید ہے (۴) حقیقۃ الفقہ۔ اس میں حنفی مذہب کی حقیقت اور امام اعظم ابو حنیفہ کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے (۵) مقاصد الاسلام۔ یہ کتاب آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اور مختلف مسائل دینیہ پر بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی بہت سی تصانیف ہیں جو اب تک ہماری نظر سے نہیں گذریں۔ البتہ انڈیا کی بڑی بڑی لائبریریوں اور خصوصاً حیدرآباد دکن میں موجود ہیں۔ زیر نظر کتاب ۱۳۳۳ھ میں حیدرآباد دکن میں شائع ہوئی جسے ہم پہلی مرتبہ پاکستان میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں

محمد اسلم علوی مالک "سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ" ڈجکوٹ روڈ۔ لائل پور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انوارِ احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر حق اس نظم میں ہیں وہ مضامین لپذیر
چونکہ منصوصات سے ہیں وہ تمامی مستنیر

جن سے اترے رحمت اور ہوویں دل اعدا پہ تیر
اہل ایماں مان لیں گے ان کو دل سے ناگزیر

گرچہ ہیں اشعار پر شاعری اس میں نہیں
ترجمہ منقول کا ہے خود سری اس میں نہیں

قولہ جن سے اترے رحمت امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں سفیان ابن عینیہ کا قول نقل کیا ہے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ جب عموماً صالحین کے ذکر کے وقت نزول رحمت ہو تو قیاس کرنا چاہیے کہ سید الصلحا و الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے وقت کس قدر جوش رحمت ہوتا ہوگا۔ قولہ ہوویں دل اعدا پہ تیر۔

Marfat.com

کما فی روایۃ الترمذی فی شمائل النبوۃ وکذا فی سننہ والنسائی والبزار کلہم من
حدیث عبدالرزاق عن جعفر بن سلیمان عن ثابت عن انس رض انہ صلی اللہ علیہ وسلم
دخل مکۃ فی عمرۃ القضاء وابن رواحۃ یمشی بین یدیہ وہو یقول

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ   الیوم نضربکم علی تنزیلہ
ضربا یزیل الہام عن مقیلہ   ویذہل الخلیل عن خلیلہ

فقال عمر یا ابن رواحۃ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ وسلم وفی حرم اللہ تقول شعرا
فقال لہ صلی اللہ علیہ وسلم خل عنہ یا عمر فہی فیہم اسرع من نضح النبل کذا فی المواہب
اللدنیہ وشرحہ للزرقانی یعنے مواہب لدنیہ اور اسکی شرح زرقانی میں روایت ہے
انس رض سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ قضا کرنے کے لئے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے
اس وقت کی یہ حالت تھی کہ حضرت کے آگے آگے ابن رواحہ رض یہ اشعار پڑھتے جاتے
تھے جس کا یہ ترجمہ ہے۔ ہٹو اے اولاد کفار حضرت کے راستہ سے آج ہم تمکو حضرت کی
کتاب کے حکم پر وہ مار مارینگے۔ کہ سروں کو گردنوں سے جدا کردے اور دوست کو دوست
سے بھلا دے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن رواحہ رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
روبرو اور حرم میں تم اشعار پڑھتے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے
عمر رض ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو کہ ان کے اشعار کفار کے دلوں میں تیر سے جلد تر سرایت
کرتے ہیں انتہی اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ اس قسم کے اشعار کہنا جہاد لسانی
ہے کما فی المشکوۃ عن کعب بن مالک انہ قال للنبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان اللہ تعالی قد انزل فی الشعر ما انزل النبی صلی اللہ
وسلم ان المومن یجاھد بسیفہ ولسانہ والذی نفسی بیدہ لکانما ترمونھم

به نضح النبل رواه فی شرح السنه وفی الاستیعاب لابن عبدالبر انه
قال یارسول الله ماذا تری فی الشعر فقال ان المومن یجاهد بسیفه
ولسانہ ترجمہ کعبؓ ابن مالک نے عرض کی یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے شعر کی
برائی میں آیہ شریفہ نازل کی یعنی الشعراء یتبعهم الغاون مقصود یہ کہ اب شعر کہنا
درست نہ ہوگا فرمایا کہ ایمان والے تلوار سے اور زبان سے جہاد کرتے ہیں قسم ہے
اللہ تعالیٰ کی کفار کے مقابلہ میں تمہارا شعر پڑھنا مثل تیر اندازی کے ہے۔ ابن
عبدالبر نے استیعاب میں لکھا ہے۔ کہ کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ کہ شعر کے باب
میں کیا حکم ہے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ نے کہ بلاشک مومن اپنی تلوار اور
زبان سے جہاد کرتا ہے الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل اور
اُن مخالفین کے جوابات میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرتے ہوں
اشعار کا لکھنا جہاد لسانی ہے جو تیر کا کام کرتا ہے۔ قولہ چونکہ منصوصات الخ
اس کتاب میں التزام اس امر کا کیا گیا ہے۔ کہ حتی الامکان احادیث وآثار کا
مضمون لکھا جائے مگر کہیں کہیں بطور نکات کے اور مضامین بھی جو منقول
ہی سے مستفاد ہیں بڑھائے گئے۔ باقی رہی یہ بات کہ سوائے صحاح ستہ کے
اور کتب حدیث سے بھی احادیث اس میں نقل کئے گئے ہیں۔ سو اس کی وجہ یہ
ہے کہ کل احادیث صحاح ستہ میں موجود منحصر نہیں ہیں چنانچہ شیخ ابوالفیض محمد بن علی
الفارسی رحمۃ اللہ نے جواہر الاصول میں لکھا ہے کہ صحیحین یعنی بخاری اور مسلم میں
بلاتکرار کل چار ہزار حدیثیں ہیں اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے بستان المحدثین میں
لکھا ہے کہ ابوداؤد میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں ہیں انتہی اسمیں اکثر مکررات بھی ہیں

Marfat.com

اور وہ بھی ہیں جو صحیحین میں موجود ہیں علیٰ ہذا القیاس باقی کتب صحاح میں اکثر وہ حدیثیں ہیں جو ان تینوں کتابوں میں موجود ہیں بہرحال اگر شمار کیا جاوے تو کل صحاح ستہ میں دس بارہ ہزار حدیثوں سے زاید نہ نکلیں گے۔ حالانکہ قسطلانی نے شرح بخاری میں امام بخاری رح کا قول نقل کیا ہے کہ لاکھ حدیثیں صحیح مجھے یاد ہیں۔ امام سخاوی نے فتح المغیث میں لکھا ہے ذکر ابو محمد السرخسی راوی الصحیح ومن تبعہ ان الذی لم یخرجہ البخاری من الصحیح اکثر مما اخرجہ۔ اور جواہر الاصول میں امام احمد بن حنبل رح کا قول نقل کیا ہے کہ ساڑھے سات لاکھ سے زیادہ حدیثیں صحیح ہیں۔ اب دیکھئے کہ اگر صحاح ستہ ہی پر صحیح حدیثوں کا مدار رکھا جائے تو لاکھوں حدیثیں صحیح بیکار ہو جاتی ہیں اور تصنیف ان کتابوں کی لغو ٹھہر جاتی ہے حالانکہ ایسے ایسے محدثین جن کا حال اظہر من الشمس ہے۔ بے فائدہ کام کے مرتکب نہیں ہو سکتے اور اہل علم یہ تو بخوبی جانتے ہیں کہ بڑے بڑے محدثین مثل ابن حجر عسقلانی وغیرہ ہزارہا مواقع میں سوائے صحاح ستہ کے دوسرے کتب حدیث سے برابر استدلال کیا کرتے ہیں۔ پھر ہر بات پر صحاح ستہ کی حدیث کا طلب کرنا تکلیف مالایطاق ہے بلکہ یہ الزام درحقیقت امام بخاری رض وغیرہ اکابر محدثین پر عائد ہوگا کیونکہ باوجودیکہ لاکھوں حدیثیں صحیح یاد رکھتے تھے کیوں جمع نہ کیں اور ہم یہ گمان کبھی نہیں کر سکتے کہ ان حضرات نے بخل کیا ہے۔ بلکہ وجہ اسکی یہ ہے کہ ہر محدث کو تالیف کے وقت ایک مقصود خاص پیش نظر رہا کیا ہے جسکی تکمیل کی انہوں نے فکر کی اور یہ مقصود کبھی پیش نظر نہ رہا کہ انحصار جمیع احادیث صحیحہ کا کیا جاوے ورنہ یہ عوام کا عقیدہ تھے ہو کل جو حدیثیں موضوع یا ضعیف ہیں۔ حالانکہ امام

بخاری و امام احمد ابن حنبلؒ کی تقریر سے ابھی معلوم ہو چکا۔ کہ لاکھوں صحیح حدیثوں
کے وجود کا انہوں نے اعتراف کیا ہے۔

ھا اسکو نظم میں ہرچند میں شاعر نہیں
تی ہی لم جو محمد حسان کے تھے روح الامین
۲
کیونکہ خوش ہوتے تھے اکثر نظم ہی سے شاہ دین
فیض رحمانی ہے نعت رحمۃ للعالمین

ذکر ختم المرسلین اس نظم سے مقصود ہے
جو ازل سے تا ابد ممدوح اور محمود ہے

ولہ خوش ہوتے تھے الخ چنانچہ اس خبر سے معلوم ہوتا ہے۔ جو مواہب لدنیہ میں
منقول ہے (فقام) اے کعب ابن زہیر صاحب قصیدۃ بانت سعاد (حتی جلس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ فی یدہ) وفی روایۃ ابن ابی عاصم فاسلم
ب وقدم المدینۃ (وکان صلی اللہ علیہ وسلم لایعرفہ فقال یا رسول اللہ ان
ب بن زہیر قد جائک لیستامنک تائبا مسلما فہل انت قابل منہ ان ان جئتک بہ فقا
سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم قال انا یا رسول اللہ کعب بن زہیر قال ابن اسحق
نی عاصم ابن عمر بن قتادۃ انہ وثب علیہ رجل من الانصار فقال یا رسول اللہ
ی وعدو اللہ اضرب عنقہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم دعہ عنک فقد جاء تائبا نازعا
غضب کعب علی ہذا الحی من الانصار لما صنع بہ صاحبہم و ذلک انہ لم یتکلم
ل من المہاجرین الا بخیر ثم قال قصیدتہ اللامیۃ التی اولہا بانت سعاد فقلبی الیوم
ل متیم اثرہا لم یفد مکبول ٭ انبئت فیہا ان رسول اللہ اوعدنی ٭ والعفو عند
ل اللہ مامول ٭ الخ (وفی روایۃ ابی بکر ابن الانباری) وابن قانع (انہ لما
ل الی قولہ ان الرسول لنور یستضاء بہ۔ مہند من سیوف اللہ مسلول۔ رمی علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام الیہ بردۃ کانت علیہ و ان معاویہؓ بذل فیہا عشرۃ الاف فقال ما کنت لا وثر بثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احداً فلما مات کعبؓ بعثت معاویہؓ الی ورثتہ بعشرین الفاً فاخذہا منہم قال وہی البردۃ التی عند السلاطین الیوم۔ انتہی کذا فی المواھب اللدنیہ وشرحہ للزرقانی۔ وقال الشیخ ابوالشیخ ابومحمد جمال الدین عبداللہ بن ھشام الانصاری فی شرح قصیدۃ بانت سعاد وکان من خبر قول کعب رضی اللہ عنہ ھذہ القصیدۃ فیما روی محمد بن اسحق وعبدالملک بن ھشام وابوبکر محمد بن القاسم بن بشار الانباری والولید کاعبدالرحمن بن محمد بن ابی سعید الانباری دخل حدیث بعضھم فی حدیث بعض ان کعباً الحدیث وذکر الزرقانی انہ روی الحاکم ان کعباً انشدہ من سیوف الہند فقال صلی اللہ علیہ وسلم من سیوف اللہ

ترجمہ مواہب لدنیہ میں قصہ کعبؓ بن زہیر کے آنے کا پورا پورا ذکر کیا ہے مگر یہاں مختصر لکھا جاتا ہے کہ کعب بن زہیر جو بھاگے ہوئے تھے مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کعب بن زہیر تائب اور مسلمان ہو کر اس غرض سے آیا ہے۔ کہ امن پائے اگر میں اس کو حاضر خدمت کر دوں۔ تو کیا آپ اس کی عرض قبول فرمائیں گے ارشاد ہوا ہاں عرض کی میں ہی کعب بن زہیر ہوں یا رسول اللہ یہ سنتے ہی ایک شخص انصاری کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ حکم دیجئے۔ کہ میں اس دشمن خدا کی گردن مار دوں حضرت نے فرمایا نہیں چھوڑ دو توبہ کر کے اشتیاق میں آیا ہے۔ چونکہ مہاجرین سے کسی نے سوائے خیر کے ان کے بابت

میں کچھ نہ کہا تھا انصاری کی اس حرکت سے وہ برہم ہوئے (اسی سبب سے قصیدہ میں انصار پر کسی قسم کی تعریف بھی کی ہے) پھر قصیدۂ لامیہ پڑھا جس کا اول بانت سعاد ہے یعنی معشوقہ کی جدائی سے دل میرا بیمار ہے اور ذلیل اور غلام بنا ہوا اس کے ساتھ ہے۔ جو فدیہ دیکر چھوٹ نہ سکا بلکہ پابزنجیر ہے کہ اس کے قید خیال سے نہیں نکل سکتا۔ اور اس میں یہ بھی شعر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ خبر پائی میں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں وعید و تخویف کی ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عفو کی امید ہے روایت ہے کہ جب وہ اس شعر پر پہنچے ان الرسول لنور۔ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں جس سے روشنی لی جاتی ہے اور شمشیر ہندیہ بہتر ہیں اللہ کے شمشیروں سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے طرف اپنی چادر مبارک پھینکی جو جسم شریف پر تھی پھر معاویہؓ نے اس چادر پر دس ہزار درہم لگائے مگر کعبؓ راضی نہ ہوئے اور کہا کہ حضرتؐ کی چادر مبارک میں کسی کو نہ دونگا پھر جب کعبؓ کا انتقال ہوا تو معاویہؓ نے بیس ہزار درہم ان کے ورثہ کے پاس بھیجے اور ان سے وہ چادر لی۔ عاصم کہتے ہیں کہ یہ وہی چادر ہے جو سلاطین کے پاس آجتک چلی آتی ہے۔ اور علامہ زرقانی نے لکھا ہے کہ حاکم نے روایت کی ہے۔ کہ کعبؓ نے (من سیوف الہند) پڑھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح دی اور فرمایا (من سیوف اللہ) کہو انتہی الحاصل اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرتؐ اشعار نعتیہ سن کر خوش ہوتے تھے۔ چنانچہ چادر مبارک

Marfat.com

جواز ذکر معشوق در اشعار نعتیہ

عطا کرنا اس پر دلیل ہے **فائدہ** ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اس روایت سے کئی استدلال ہو سکتے ہیں (۱) اشعار نعتیہ بطور قصاید کے لکھنا جس میں تمہید وگریز وغیرہ ہو (۲) معشوقہ جمیلہ اجنبیہ کا ذکر اور اپنی شیفتگی کا حال بیان کرنا جس کا اتباع ابن فارض اور حافظ و جامی وغیرہ شعرائے کرام نے کیا ہے (۳) شعر کہنے والے کو از قسم لباس عطا کرنا جسکی تبعیت مشایخ کرام نے کی ہے (۴) لباس کو متبرک سمجھنا باوجودیکہ جزو بدن بھی نہیں (۵) حاصل کرنے میں تبرکات کے رغبت کرنا جس قدر روپیہ اس کے لئے صرف ہو اسراف نہ سمجھنا وغیر ذلک۔ اور اسی طرح جب جعدی نے اشعار نعتیہ پڑھے۔ حضرت نے ان کو دعا دی جس کا اثر ان کی عمر بھر رہا۔ چنانچہ مواہب لدنیہ اور اس کی شرح میں زرقانی نے لکھا ہے (وقال صلے اللہ علیہ وسلم للنابغۃ الجعدی لما قال) اے انشدہ من قصیدتہ المطولۃ نحو مائتی بیت (ولا خیر فی حلم اذا لم یکن لہ ؛ بوادر تحمی صفوہ ان یکدرا ؛ ولا خیر فی علم اذا لم یکن لہ ؛ حلیم اذا ما اورد الامر اصدرا ؛ لا یفضض اللہ فاک ای لا یسقط اللہ اسنانک و تقدیرہ لا یسقط اللہ اسنان فیک فحذف المضاف قال) الراوی لہذا الحدیث عن النابغۃ (فاتی علیہ اکثر من مائۃ سنۃ وکان من احسن الناس ثغرًا رواہ البیہقی وفی روایۃ ابن ابی اسامۃ وکان من احسن الناس ثغرا اذا سقط لہ سن نبتت لہ اخری وکذا رواہ السلفی فی الاربعین البلدانیہ وعند ابن السکن فی الصحابۃ والدارقطنی فی المؤتلف والمختلف عن کرز بن اسامہ (فرأیت اسنان النابغۃ ابیض من البرد لدعوتہ

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم) وعند الخطابی فی غریب الحدیث المرہبی فی کتاب العلم وغیرہما من عبداللہ بن جراد فراینا اسنان النابغۃ کالبرد المنہل، انقضمت لہ سن لا انفلت وحکی فی الاصابۃ الخلاف فی سنہ فروی الحاکم عن النضر بن شمیل عن النتجع الاعرابی قال اکبر من لقیت النابغۃ الجعدی قلت لہ کم عشت فی الجاہلیۃ قال دارین قال النضر یعنے مائتی سنۃ وقال الاصمعی عاش مائتین و ثلثین سنۃ وقال ابن قتیبۃ مات باصبہان ولہ مائتان و عشرون سنۃ انتہی۔

ترجمہ نابغہ جعدیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک طولانی قصیدہ پڑھا جس کے شعر قریب دوسو کے تھے جب وہ ان شعروں پر پہنچے جن کا ترجمہ یہ ہے (نہیں ہے علم میں کچھ خیر جب نہ ہو اس کے ساتھ حدّ غضب جو بچائے اس کے صافی کو مکدر ہونے سے، اور نہیں ہے علم میں کچھ خیر جب علم والا ایسا حلیم نہ ہو کہ کوئی امر پیش آئے، تو اپنے کو مہلکوں سے روکے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا۔ کہ خدائے تعالیٰ تمہارے منہ کی مہر کو نہ توڑے یعنے تمہارے دانت نہ گریں اور منہ کی رونق نہ بگڑے۔ راوی کہتے ہیں۔ کہ باوجودیکہ سو برس سے زیادہ ان کی عمر ہوئی۔ مگر دانت انکے سب اچھے تھے اور جب کوئی دانت انکا گرتا تو اس کی جگہ ایک دوسرا دانت نکل آتا۔ کرز ابن اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے نابغہ کے دانت دیکھے اولوں سے زیادہ سفید تھے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا تھا۔ اصابہ میں لکھا ہے کہ نابغہ کی عمر میں اختلاف ہے۔ حاکم نضر بن شمیل سے اور وہ منتجع اعرابی کا قول نقل کرتے ہیں کہ میرے ملاقاتیوں

Marfat.com

میں سب سے بڑی عمر والے نابغہ جعدی تھے۔ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ ایام جاہلیت میں تمہاری عمر کتنی گذری تھی کہا دو دار نضر بن شمیل کہتے ہیں کہ مراد اس سے دو سو برس ہیں اور اصمعی کہتے ہیں نابغہ دو سو تیس برس زندہ رہے اور ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ انتقال ان کا اصبہان میں ہوا اور اس وقت عمر انکی دو سو بیس برس کی تھی۔ انتھیٰ ف اگرچہ جس مضمون پر حضرت نے خوش ہو کر دعا دی وہ ایک عام بات ہے کہ حلم کو غضب اور علم کو حلم ہونا چاہیئے۔ لیکن چونکہ صحابہ رض پر یہ بات ظاہر تھی۔ کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علی وجہ الکمال یہ صفتیں ظہور میں آتی ہیں۔ دوسروں سے ظہور میں آہی نہیں سکتی ہیں اس لئے شاعر نے گو صراحتہ مصداق معین نہ کیا لیکن مقصود اس سے توصیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تھی جسکو حسب قول مشہور الکنایتہ افصح من الصراحتہ پیرایہ حکمت میں بیان کیا پس الحاصل ان دونوں شعروں میں آنحضرت صلی علیہ وسلم کی نعت ایسے طور پہ ہوئی کہ گویا ان صفتوں میں کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک نہیں۔ اور اسی طرح دعا دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جب انہوں نے اشعار نعتیہ پڑھنے کی اجازت چاہی چنانچہ مواہب لدینہ میں ہے (ولما دخل قال العباس بن عبد المطلب کما رواہ الطبرانی وغیرہ اتاذن لی امتدحک قال قل لا یفضض اللہ فاک فقال۔

من قبلہا طبت فی الظلال وفی ثم ہبطت البلاد لا بشر	مستودع حیث یخصف الورق انت ولا مضغۃ ولا علق

Marfat.com

بل نطفۃ ترکب السفین وقد	الجم نسراً واہلہ الغرق
دردت نار الخلیل مکتتما	فی صلبہ انت کیف یحترق
وانت لما ولدت اشرقت الم	ارض وضأت بنورک الافق
فنحن فی ذلک الضیاء وفی النو	ر وسبل الرشاد نخترق
واضار منک الوجود نور سنا	دفاح مسکا ونشرک العبق

وفی الخصائص الکبری اخرج الحاکم والطبرانی عن خریم ابن اوس قال ہاجرت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منصرفہ من تبوک فسمعت العباس یقول یا رسول اللہ ارید ان امتدحک قال قل لا یفضض اللہ فاک فقال الخ ترجمہ روایت کی ہے طبرانی وغیرہ نے کہ جب حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے عرض کی کیا مجھے اجازت ہے کہ مدح میں کچھ عرض کروں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہو اللہ تعالی تمہارے منہ کی مہر نہ توڑے یعنی منہ کی رونق نہ بگڑے پس انہوں نے ایک قصیدہ پڑھا جس کے چند اشعار مذکورہ کا ترجمہ یہ ہے۔ پہلے اسکے خوش تھے آپ سایوں میں اور اس ودیعت گاہ میں جہاں ملائے جاتے تھے پتے یعنی آدم وحوا علیہما السلام کے جسم پر اس آیہ شریفہ کے طرف اشارہ ہے وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ + پھر اترے آپ شہروں میں کہ نہ بشر تھے آپ اور نہ مضغہ بلکہ نطفہ تھے کہ سوار تھے کشتی میں اس حالت میں کہ لگام دی تھی۔ غرق نے نسر کو (جو ایک بت تھا) اور اس کے پوجنے والوں کو (یعنے جب طوفان کا پانی ان کے منہ میں داخل ہوا تھا) آپ خلیل علیہ السلام کی پشت میں مخفی ہو کر

Marfat.com

آگ بن گئے پھر کیونکر وہ جل سکتے تھے۔ اور آپ جب پیدا ہوئے روشن ہوگئی زمین اور روشن ہوگیا آپ کے نور سے اُفق۔ ہم اسی روشنی اور نور میں ہیں اور راستے ہدایت کے طے کیا کرتے ہیں۔ اور کل وجود آپ سے روشن ہوگیا اور مہک گیا جیسے مشک مہکتا ہے اور آپ کی خوشبو پائدار ہے۔ انتہٰے الحاصل ان تمام روایات سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشعار سے خوش ہوتے تھے **قولہ** نفی ہی لم جو محمد حسان کے تھے روح الامین+ یعنی چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نظم سے خوش ہوتے تھے اسی وجہ سے جبرئیل علیہ السلام حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تائید کیا کرتے تھے چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لحسان ان روح القدس لا یزال یؤیدك ما نافحت عن اللہ و رسولہ وقالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھجاھم حسان فشفی و اشتفی رواہ مسلم ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حسان رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ جبرئیل ہمیشہ تمہاری تائید کیا کرتے ہیں جبتک تم اللہ اور رسول کی طرف سے مقابلہ کرتے ہو اور فرمایا حسان نے کفار کی ہجو کی جس سے شفا دی مسلمانوں کو اور خود بھی شفا پائی یعنی سب کی تشفی ہوئی انتھٰی الحاصل یہ مدد دینا روح الامین کا حسان ابن ثابت کو اسی وجہ سے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اشعار پسند تھے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسان رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد شریف میں

Marfat.com

منبر رکھوائے تاکہ اس پر اشعار نعتیہ پڑھیں چنانچہ اس باب میں جو احادیث ہیں
قریب نقل کی جائیں گی۔ کعب اور ابن رواحہ کو اگر یقین نہ ہوتا کہ اشعار
نعتیہ کے پڑھنے کو حضرت پسند فرماتے ہیں حضرت کے روبرو اور حرم کعبہ میں اشعار
پڑھنے پر کبھی مبادرت نہ کرتے۔ اور علیٰ ہذا القیاس کعب ابن مالکؓ نے جو اوّل
حضوری میں قصیدہ پڑھا اس سے یہی معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا اشعار نعتیہ کو پسند فرمانا مشہور عام تھا ورنہ ایسی حالت خطرناک میں کہ
صحابہؓ انکے قتل کے درپے تھے جس کا حال ابھی معلوم ہوا کعبؓ کبھی جرأت نہ
کرسکتے چنانچہ ہوا بھی ایسا ہی کہ حضرتؐ نے پسند فرمایا کہ صلہ عنایت ہوا۔ قولہ
جو ازل سے تا ابد ممدوح اور محمود ہے۔ جاننا چاہیئے کہ جملہ عالم نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی وجہ سے پیدا ہوا چنانچہ زرقانی نے نقل کی ہے اروی ابو الشیخ فی
طبقات الاصفہانیین والحاکم عن ابن عباسؓ اوحی اللہ الی عیسیٰ آمن بمحمد و
مر امتک ان یومنوا بہ فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار ولقد خلقت العرش
علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فسکن صححہ الحاکم واقرہ
السبکی فی شفاء السقام والبلقینی فی فتاواہ ومثلہ لایقال رایا فحکمہ الرفع وعند
الدیلمی عن ابن عباسؓ رفعہ اتانی جبرئیل فقال ان اللہ یقول لولاک ما خلقت الجنۃ
ولولاک ما خلقت النار وذکر ابن السبع والعزفی عن علیؓ ان اللہ قال لنبیہ
من اجلک اسطح البطحا واموج الموج وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب
ترجمہ وحی کی خدائے تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام پر کہ تم بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو حکم کرو کہ وہ بھی ایمان لاویں کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

وہ ہیں کہ اگر میں ان کو نہ پیدا کرتا تو نہ آدمؑ کو پیدا کرتا اور نہ جنّت دوزخ کو جب میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ ہلنے لگا اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا۔ جس سے وہ ساکن ہو گیا اور ابن سبع اور زغرفی روایت کرتے ہیں علیؓ سے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ بسبب آپ کے میں نے زمین کو بچھایا اور موج کو متحرک کیا اور آسمان کو بلند کیا اور ثواب عقاب مقرر کیا انتھی اور ایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ عالم اس لئے پیدا کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اور مرتبہ دکھلایا جائے کما فی المواھب اللدنیہ وفی حدیث سلمان عند ابن عساکر قال ھبط جبریل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ربک یقول ان کنت اتخذت ابراھیم خلیلا فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا ترجمہ سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ کا رب فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو آپ کو اپنا حبیب بنایا اور کوئی چیز ایسی نہیں پیدا کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ بزرگ ہو اور یقین جانئے کہ میں نے دنیا اور اس کے لوگوں کو اسی واسطے پیدا کیا کہ ان کو بزرگی اور مرتبہ آپ کا معلوم کراؤں جو میرے نزدیک ہے اگر آپ نہ ہوتے تو دنیا کو میں پیدا نہ کرتا انتہٰے ف حدیث سابق میں جو مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے عالم پیدا کیا گیا ہے اس کا مطلب بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آفرینش خلق سے مقصود

یہ ہے کہ حضرتؐ کا مرتبہ اور عظمت ظاہر ہو۔ پھر جب خدائے تعالیٰ نے صرف اظہار فضیلت کے لئے اس قدر اہتمام کیا ہو تو ضرور ہے کہ تمام عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و نعت میں بدل و جان مصروف ہو گا کیونکہ پادشاہ مثلاً اگر کوئی عمدہ اپنی مرغوب چیز کسی شخص کو بتلائے اور وہ شخص اس کی تعریف نہ کرے تو حمیت پادشاہی اسی کی مقتضی ہو گی۔ کہ اس بے ادبی کی پاداش میں وہ سزائے سخت کا مستحق سمجھا جائے اور ایسا شخص سوائے متمرد و سرکش کے دوسرا نہ ہو گا اسی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سب اہل آسمان و زمین جانتے ہیں سوائے نافرمان جن و انس کے کما فی الشفا و شرحہ للعلی القاری (عن ثعلبۃ بن مالک کما رواہ ابو نعیم (و جابر بن عبد اللہ) کما رواہ احمد و الدارمی و البزار و البیھقی عنہ (و یعلی ابن مرۃ) کما رواہ احمد و الحاکم و البیھقی بسند صحیح عنہ (و عبد اللہ بن جعفر) کما رواہ مسلم و ابو داؤد عنہ (کان لا یدخل احد الحائط الا شد علیہ الجمل فلما دخل علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعاہ فوضع مشفرہ علی الارض و برک بین یدیہ فخطمہ و قال ما بین السماء و الارض شیء الا یعلم انی رسول اللہ الا عاصی الجن و الانس و مثلہ عن عبد اللہ بن ابی اوفی) ترجمہ کسی باغ میں ایک سرکش اونٹ تھا جسکی وجہ سے اس میں کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے گئے اور اس کو بلایا فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو وہ بیٹھ گیا اور ہونٹ زمین پر رکھ دیا حضرتؐ نے اس کو مہار لگا دی اور فرمایا کہ سوائے نافرمان جن و انس کے

فائدہ: آنحضرت کی شہرت آسمانوں میں

Marfat.com

زمین و آسمان میں کوئی ایسی چیز نہیں جو مجھے نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں انتھی ہر چند کفار بظاہر مخالف تھے لیکن دل میں ضرور سمجھتے تھے۔ کہ حضرت رسول خدا ہیں چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنے پہچانتے ہیں کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں یعنے بغیر شبہ کے اس بات کو جانتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ اور متصف باوصاف کمالیہ ہیں دوسری جائے حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانھم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون یعنی ہم جانتے ہیں کہ غمگین کرتا ہے۔ آپ کو وہ جو کفار کہتے ہیں وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے لاکن وہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ روایت ہے (قال علی کرم اللہ وجہہ) کما رواہ الترمذی وصححہ الحاکم (قال ابو جہل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم انا لا نکذبک ولکن نکذب بما جئت بہ) کذا فی الشفا وشرحہ للعلی القاری ترجمہ علیؑ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے ہیں بلکہ قرآن کو جھٹلاتے ہیں اور کتب سیر وغیرہ سے ثابت ہے کہ نبوت کے پہلے سے کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امین کہا کرتے اور سمجھتے تھے پس آیہ شریفہ اور احادیث سے یہ بات معلوم ہوئی۔ کہ کفار گو ایمان نہ لائے اور تکذیب قرآن شریف کی کرتے رہے۔ مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے معترف ہی رہے۔ اور سوائے کفار کے تمام موجودات کا پہچاننا بھی حدیث شریف سے ابھی ثابت ہوا۔

Marfat.com

اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ مراد اس معرفت سے معرفت صفات ہے نہ معرفت ذات
اور یہ بات معلوم ہے کہ معرفت صفات حمیدہ مستلزم مدح ہے اس سے
ثابت ہوا کہ ازل سے تا ابد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممدوح عالم ہیں۔ اور ابن عباسؓ
کی روایت مذکور ہے اور دوسرے احادیث سے جو انشاء اللہ تعالیٰ قریب آتی
ہیں یہ بات ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے نام مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
یعنے (محمد رسول اللہ) عرش پر لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اولاً و ابداً ممدوح اور محمود ہیں کیونکہ ہر چند وضع علم ذات مخصوص
پر دلالت کرنے کے لئے ہوتی ہے اور معنے وصفی مراد نہیں ہوتے مگر یہ بھی
نہیں ہے کہ بالکل معنی وصفی متروک ہی ہو جائیں کیونکہ لفظ اپنے معنی موضوع
لہ اول پر ہمیشہ دلالت کرتا رہے گا جبتک وہ لفظ یا اس کا مبدا اس معنے
میں مستعمل رہے اسی وجہ سے کسی کا نام اللہ رکھنا درست نہیں۔ یا اگر کسی
کا نام شیطان رکھا جائے بیشک جب سنے گا رنجیدہ ہوگا۔ پس اس سے معلوم
ہوا۔ کہ معنی وصفی متروک نہیں ہوتے بلکہ اکثر وضع بہ لحاظ معنی وصفی کے
کے ہوا کرتی ہے۔ پس جب حق تعالیٰ نے حضرتؐ کا نام وضع فرمایا۔ وقت وضع
معنی وصفی مقصود تھے یعنے (حمد کیا گیا) پھر جبتک نام مبارک عرش پر اور
حق تعالیٰ کے پاس مسطور و مذکور رہے یعنے ازلاً و ابداً حضرتؐ کا ممدوح اور
محمود ہونا مستمر ہے۔ فثبت المقصود اگر کوئی اس مقام میں شبہ کرے کہ
حدیث ابن عباسؓ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حق تعالیٰ نے حضرتؐ کا مرتبہ
بتلانے کے لئے عالم کو پیدا کیا۔ اس سے لازم آتا ہے۔ کہ افعال

Marfat.com

حق تعالیٰ کے معلل بالاغراض ہوں حالانکہ یہ بات خلاف عقیدہ ہے سو جواب
اس کا یہ ہے کہ معلل بالاغراض نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ خدائے تعالےٰ کے
کے کام فوائد و منافع سے خالی ہوں ورنہ بڑی قباحت لازم آئے گی کہ نعوذ باللہ
ہر ایک کام عبث ہو جائے حالانکہ حق تعالیٰ اس کی نفی فرماتا ہے۔ اَفَحَسِبْتُمْ
اَنَّمَا خَلَقْنَاکُمْ عَبَثًا بلکہ مطلب یہ ہے کہ کسی کام میں حق تعالیٰ کو غرض ایسی
نہیں جو باعث استکمال ہو جیسے مخلوقات کو ہوا کرتی ہے کیونکہ استکمال بالغیر
حق تعالےٰ کے حق میں محال ہے۔ پس اس حدیث شریف کو ایسی سمجھنا چاہیئے
جیسے آیہ شریفہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنی نہیں
پیدا کیا میں نے جن و انس کو مگر تاکہ میری عبادت کریں اور ایک تفسیر پر تاکہ
پہچانیں مجھ کو) اب یہاں ایک دوسرا شبہ پیدا ہوا کہ اس آیہ شریفہ سے معلوم
ہوا کہ جن و انس کی تخلیق عبادت یا معرفت کے لئے ہے اور حدیث ابن عباسؓ
سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل پر واقف کرانے کے
لئے جواب اس کا یہ ہے کہ ضرور نہیں کہ ہر کام میں ایک ہی مقصود ہوا کرے
ادنیٰ عقلمند کے ایک ایک کام میں کتنے اغراض ہوا کرتے ہیں چہ جائے کہ خدائے
تعالیٰ کا کام اور وہ بھی اتنا بڑا جو آفرینش عالم ہے اس میں صرف ایک ہی
مقصود رہنا کیا ضرور دیکھ لیجئے عناصر اربعہ سے کتنے کام لئے جاتے ہیں
کہ اگر غور کیا جائے تو عقل حیران ہو جائے۔ کیا تخلیق کے وقت یہ سب اغراض و
منافع پیش نظر نہ ہوں گے پھر اگر آفرینش ثقلین سے دونوں مقصود ہوں تو کیا
قباحت لازم آئے گی۔ بلکہ ثقلین اگر باحسن وجوہ عبادت کریں اور تقرب الٰہی نہیں

Marfat.com

حاصل ہو جائے تو حضرتؐ کا مرتبہ باحسن وجوہ سمجھ لیں گے۔ ہاں جن وانس کی نسبت اتنا لازم آسکتا ہے کہ ایک قصداً دلی ہو اور ایک قصد ثانوی اور ممکن ہے دونوں اولی ہوں۔ اگر کہا جائے کہ جب مقصود یہ تھا تو کفار نے پھر تصدیق کیوں نہ کی۔ سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہی اعتراض بعض لوگ آیۂ شریفہ پر کرتے ہیں۔ کہ باوجودیکہ تخلیق عبادت کے لئے ہے پھر کفار عبادت کیوں نہیں کرتے۔ جو جواب اس کا دیا جاتا ہے وہی جواب یہاں بھی ہوگا۔ حالانکہ کفار کا حضرتؐ کو جاننا خود قرآن شریف سے ابھی ثابت ہو چکا۔ اگرچہ مناسب اس موقع کے اور احادیث ومباحث ہیں مگر بخوف تطویل اختصار کیا گیا۔

پھر کفارہ گناہوں کا جو ذکر اولیا پھر ہو ذکر سرور عالم کا کیسا مرتبہ	۳	اور از قسم عبادت ہے جو ذکر انبیاء جس کا ذکر پاک ہے گویا کہ ذکر کبریا

	رفع ذکر پاک ثابت ہے کلام اللہ سے مطمئن ہوتے ہیں دل ذکر شہ لولاہ سے	

قولہ پھر کفارہ گناہوں کا جو ذکر اولیا الخ حدیث شریف میں وارد ہے۔ عن معاذ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر الانبیاء من العبادۃ وذکر الصالحین کفارۃ وذکر الموت صدقۃ وذکر القبر یقربکم من الجنۃ حدیث حسن لغیرہ کذا فی الجامع الصغیر وشرحہ سراج المنیر ترجمہ روایت ہے معاذؓ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر نبیوں کا ایک قسم کی عبادت ہے اور ذکر صالحین کا (یعنے اولیاء اللہ کا) کفارہ ہے گناہوں کا۔ اور ذکر موت کا صدقہ ہے اور یاد کرنا قبر کا

فاتحہ ۔ ذکر صالحین کفارہ گناہ ہے ۔ ذکر حضرت

Marfat.com

نزدیک کرتا ہے تم کو جنت سے الحاصل جب اولیاء اور سائر انبیاء علیہم
السلام کا ذکر عبادت اور کفارہ گناہ ہو تو سلطان الانبیاء والاولیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کا ذکر کس درجہ کی عبادت اور کفارہ گناہوں کا ہوگا یقین ہے کہ اس ذکر پاک
میں بحسب خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ایسی خصوصیت ہوگی
کہ دوسرے میں ہرگز نہ ہوسکے **قولہ جس کا ذکر پاک ہے گویا کہ ذکر کبریا** کما
فی الشفاء وروی ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ) کما فی صحیح ابن حبان ومسند ذکر حضرتؐ ذکر حق تعالیٰ
ابی یعلی (ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبریل فقال لی ان ربی وربک
یقول تدری کیف رفعت ذکرک قلت اللہ ورسولہ اعلم قال اذا ذکرت ذکرت
معی قال ابن عطاء جعلت تمام الایمان بذکری معک قال ایضا جعلتک ذکراً
من ذکری فمن ذکرک ذکرنی ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبریل علیہ
السلام نے میرے پاس آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جانتے ہو کہ آپ کا
ذکر میں نے کیسا بلند کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ اور رسولؐ اس کا جانتا ہے۔ کہا
جس وقت ذکر کیا جاتا ہوں میں ذکر کئے جاتے ہو آپ میرے ساتھ۔ ابن عطا
کہتے ہیں کہ مطلب اس کا یہ ہے کہ ایمان کا تمام وکمال اس بات پر مقرر کیا۔ کہ
آپ کا ذکر میرے ذکر کے ساتھ ہوا اور آپ کا ذکر میرا ذکر ہے اور امام سیوطیؒ نے
تفسیر درمنثور میں لکھا ہے واخرج ابو یعلی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم
وابن حبان وابن مردویہ وابو نعیم فی الدلائل عن ابی سعیدؓ الخدری عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبریل فقال ان ربک یقول تدری کیف رفعت
ذکرک قلت اللہ ورسولہ اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی۔ ترجمہ

Marfat.com

یعنی تفسیر در منثور میں ہے کہ حدیث موصوف اتنی کتابوں میں موجود ہے اور
قسطلانی نے اس حدیث کو مقصد سادس مواہب لدنیہ میں ذکر کیا ہے۔ مگر
اس میں بجائے اللہ و رسولہ اعلم کے اللہ اعلم ہے اور کہا کہ روایت کیا اس
کو طبرانی نے اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اور شارح زرقانیؒ
نے لکھا ہے کہ حدیث کی ضیائے مقدسیؒ نے بھی تصحیح کی ہے۔ **نکتہ** عجب
نہیں کہ (اذا ذکرت ذکرت معی) سے اشارہ ہو طرف حقیقت محمدیؐ علے
صاحبہا الف الف صلوۃ کے جس کی تصریح حضرات صوفیہ و اکابر
اولیا فرماتے ہیں والعاقل تکفیہ الاشارہ اور اتنا تو صراحتہً بھی اس حدیث
شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ذکر کیا گیا میں تو
ہی آپ بھی ذکر کئے گئے یعنی بلا تعین وقت والغیب عند اللہ ۔
قولہ رفع ذکر پاک ثابت ہے کلام اللہ سے؛ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَرَفَعْنَا
لَكَ ذِكْرَكَ یعنی بلند کیا ہم نے ذکر آپ کا انتہےٰ اس سے کیا بڑھ کر ہو
کہ حق تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مقرر
فرمایا۔ چنانچہ ابی سعیدؓ خدری کی حدیث سے ابھی معلوم ہوا اور رفعت
ذکر ہی کی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ نام مبارک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں میں ہر جگہ اور عرش پر اور در و دیوار پر جنت کے
بلکہ اس کے ہر ایک پتے پر اور سینوں پر حوروں کے اور فرشتوں کے
آنکھوں کے بیچ میں اور ہر پتے پر شجرہ طوبی اور سدرۃ المنتہےٰ کے اور خاتم
سلیمان علیہ السلام کے اور تختی پر اس خزانہ کے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے

Marfat.com

لکھا ہوا ہے چنانچہ قریب انشاء اللہ تعالیٰ وہ احادیث جو اس باب میں وارد ہیں
نقل کی جائیں گی **قولہ** مطمئن ہوتے ہیں دل ذکر شہ لولاہ سے؟ امام سیوطیؒ
نے درمنثور میں آیہ شریفہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کی تفسیر
میں نقل کیا ہے اخرج ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم
وابو الشیخ عن مجاہد اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ قال بمحمد واصحابہ
ترجمہ یعنے مجاہد کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ (آگاہ رہو کہ اللہ کے
ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں) مراد اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کا
ذکر ہے **فائدہ** مجاہدؒ نے بِذِكْرِ اللّٰهِ کی تفسیر میں بمحمد واصحابہ جو کہا ہے ہرچند
ظاہر آیہ شریفہ کے متاسب نہیں معلوم ہوتا مگر چونکہ ایسے محدث جلیل القدر نے
تفسیر کی ہے اس کو بحسن ظن مان لینا چاہیئے۔ کیونکہ ان حضرات کو جب تک
کسی معنی کا یقین نہیں ہوتا تفسیر بالرائے نہیں کرتے چنانچہ امام ترمذیؒ نے
اپنی جامع کے باب تفسیر قرآن میں اس کی تصریح کی ہے۔ کما قال واما الذی
روی عن مجاہد وقتادۃ وغیرہما من اہل العلم انہم فسروا القرآن فلیس الظن بہم انہم قالوا
فی القرآن بغیر علم او من قبل انفسہم وقد روی عنہم ما یدل علی ما قلنا انہم لم یقولوا
من قبل انفسہم بغیر علم اھ اہل انصاف ضرور یہاں غور فرمائیں۔ کہ امام ترمذیؒ
باوجود تجربہ علم وعلو شان کے متقدمین کی نسبت کس درجہ کا حسن ظن رکھتے
تھے کہ باوجودیکہ تفسیر قرآن کے لئے کمال درجہ کی احتیاط چاہیئے تاہم انکی
تفسیر مجرد کو یہ نہ کہا کہ ایسے اقوال بلا استدلال حدیث قابل اعتبار نہیں بلکہ
حسن ظن ظاہر کیا کہ ان حضرات کو ضرور احادیث پہنچی ہوں گی۔ گو ہمیں معلوم نہ ہوا

مطمئن ہونا قلب کا بذکر حضرت

Marfat.com

جب اس درجہ کے علماء ایسے مواقع احتیاط میں اقوال متقدمین کو صرف بحسن ظن مان لیں تو ہم لوگوں کو متقدمین کی نسبت کس قدر حسن ظن چاہیئے کہ نہ ہمیں ویسا علم ہے نہ ویسا فہم۔ افسوس ہے اُن لوگوں سے کہ جن کو عبارت پڑھنے کا بھی حوصلہ نہیں۔ ائمہ مجتہدین پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور اگر بالفرض چند کتب علمیت پڑھ بھی لیں۔ تو کیا کہیں امام ترمذی ہو سکتے ہیں۔ حاشا و کلاّ۔ ترمذی وہ شخص ہیں کہ جن کی جلالت شان و تبحر علم وکمال قوت حافظہ پر ایک عالم گواہی دے رہا ہے سچ ہے عالی ظرفوں کی بات ہی کچھ اور ہوا کرتی ہے۔ مثل مشہور ہے جیسا آدمی ویسی بات حضرت علیؓ فرماتے ہیں دولۃ الارذال آفۃ الرجال۔

ذکر نام پاک سے نار جہنم سرد ہو بو البشرؑ نے کی وصیت وقت آخر شیثؑ کو	۴	اور سمی حضرتؐ کا دوزخ میں نہ جائے منو کہ قرین ذکر حق ذکر محمدؐ کیجیو
	وحشت آدم کی گئی نام شہ لولاک سے مردے زندہ ہو گئے تاثیر نام پاک سے	

قولہ ذکر نام پاک سے نار جہنم سرد ہو۔ مواہب لدنیہ میں ہے روی ان قوما من حملۃ القرآن یدخلونہا فینسیہم۔ اللہ ذکر محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یذکرہم جبرئیل علیہ السلام فیذکرونہ فتخمد النار وتنزوی عنہم ترجمہ روایت ہے کہ ایک قوم حافظ قرآن دوزخ میں داخل ہو گی جس سے بہلاوے گا اللہ تعالےٰ ذکر محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھر یاد دلائیں گے ان کو جبرئیل علیہ السلام جب یاد کریں گے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو آگ بجھ جائیگی اور ہٹ جائیگی انتھیٰ

Marfat.com

قولہ اور بھی حضرتؐ کا دوزخ میں نہ جائے موضوع ہے مواہب لدنیہ اور شرح زرقانی میں روایت ہے رویناما اخرجہ الحافظ ابو طاہر السلفی و ابن بکیر فی جزء من طریق حمید الطویل عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوقف عبدان بین یدی اللہ تعالی فیامر اللہ بہما الی الجنۃ فیقولان ربنا بما استاہلنا الجنۃ ولم نعمل عملاً یجازینا الجنۃ فیقول اللہ تعالی ادخلا الجنۃ فانی آلیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمہ احمد ولا محمد وروی ابو نعیم عن نبیط ابن شریط قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی وعزتی وجلالی لا عذبت احداً تسمی باسمک فی النار) **ترجمہ** روایت ہے۔ انس بن مالکؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ بندے روبرو اللہ تعالی کے کھڑے کیے جائیں گے۔ حکم ہوگا لے جاؤ ان کو جنت کے طرف وہ عرض کریں گے اے رب کس سبب سے ہم قابل جنت ہوئے حالانکہ کوئی عمل ہم نے ایسا نہیں کیا جس کا بدلا جنت ہو ارشاد ہوگا جاؤ جنت میں میں نے قسم کھائی ہے اپنی ذات کی کہ دوزخ میں داخل نہ ہو وہ شخص جس کا نام احمدؐ یا محمدؐ ہو اور نیز فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی نے اپنے عزت وجلال کی قسم کھائی ہے کہ نہ عذاب کریگا دوزخ میں اس شخص کو جو آپ کے نام کے ساتھ موسوم ہو ہر چند ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ فضیلت تسمیہ کے باب میں جتنی حدیثیں وارد ہیں سب موضوع ہیں مگر علامہ زرقانی نے لکھا ہے کہ یہ قول قابل اعتبار نہیں البتہ بعض حفاظ نے جو لکھا ہے کہ کوئی حدیث اس باب میں صحیح نہیں۔ یہ بات اور ہے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

Marfat.com

جیسا کہ کتب اصول حدیث میں مصرح ہے اور ایسی حدیث کیونکر موضوع ہو سکتی ہے جس کو اکابر محدثین مثل حاکم اور بزار اور ابن عدی ابو منصور ابو سعید ابو یعلی طرابلسی ابن جوزی سلفی ابو نعیم خرائطی ابن بکیر وغیرہ نے موقوفاً و مرفوعاً روایت کیا ہے ہکذا افاد الزرقانی فی شرح المواہب اور احادیث موقوفہ بھی یہاں حکم میں مرفوع کے ہیں اس لئے کہ صحابہ ایسے امور اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتے جیسا کہ محدثین نے اس کی تصریح کی ہے۔ رہا یہ کہ بعض ملاحدہ و زنادقہ بھی نام مبارک کے ساتھ موسوم ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کے فضائل بلکہ جمیع اعمال حسنہ بغیر ایمان کے کچھ کام نہیں آتے مقدم سب سے خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور محبت ہے جب یہیں معاملہ ٹھیک نہ ہوا تو سوائے جہنم کے پرکہیں ٹھکانا نہیں الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر عظمت ملحوظ ہے کہ توہین حضرتؐ کے نام کی بھی حق تعالیٰ کو گوارا نہیں۔ **قولہ** ابو البشر نے کی وصیت آخ۔ مواہب لدنیہ میں مروی ہے۔ درد ابن عساکر عن کعب الاحبار قال اقبل آدم علی ابنہ شیث فقال اے بنی انت خلیفتی من بعدی فخذہا بعمارۃ التقوی والعزۃ الوثقی فکلما ذکرت اللہ فاذکر الی جنبہ اسم محمد فانی رایت اسمہ مکتوبا علی ساق العرش وانا بین الروح والطین ثم انی طفت السموات فلم ارفی السموات موضعا الا رایت اسم محمد مکتوبا علیہ ان ربی اسکننی الجنۃ فلم ارفی الجنۃ قصراً ولا غرفۃ الا وجدت اسم محمد مکتوباً علیہ لقد رایت اسم محمد مکتوبا علی نحور العین وعلی ورق قصب آجام الجنۃ و علی ورق شجرۃ طوبی وعلی ورق سدرۃ المنتہی وعلی اطراف الحجب وبین اعین الملئکۃ فاکثر ذکرہ فان الملئکۃ من قبل تذکرہ فی کل ساعاتہا۔ ترجمہ روایت ہے کہ آدم

وصیت آدم علیہ السلام بذکر حضرت محمدؐ

علیہ السلام نے اپنے فرزند شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اے فرزند تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو پس خلافت کو عمارت تقویٰ اور دستگاہ محکم کے ساتھ لو اور جب یاد کرو تم اللہ تعالیٰ کو تو اس کے متصل نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرو کیونکہ میں نے ان کا نام ساق عرش پر لکھا دیکھا ہے جب میں روح وطین میں تھا پھر تمام آسمانوں میں پھر کر دیکھا کہ کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں نام محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا نہ ہو۔ اور میرے رب نے مجھ کو جنت میں رکھا وہاں کوئی محل اور کوئی بالاخانہ اور برآمدہ ایسا نہیں دیکھا جس پر محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لکھا ہوا ور سینوں پر تمام حوروں کے ہر جنت کے تمام درختوں اور شجر طوبےٰ اور سدرۃ المنتہےٰ کے پتوں پردوں کے اطراف اور فرشتوں کے آنکھوں کے بیچ میں نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا ہے اس لئے اکثر ان کا ذکر کیا کرو۔ فرشتے قدیم سے ہر وقت اُن کا ذکر کیا کرتے ہیں انتہےٰ۔ **فائدہ** حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام کو جو کثرت ذکر حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیّت فرمائی اس کا منشا ایک تو یہ ہے کہ جب فرشتے ہمیشہ حضرتؐ کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ تو ضرور ہے کہ وہ نہایت عمدہ عبادت ہوگی۔ اور ایسی عبادت زیادہ کرنا بہتر ہوگا۔ دوسرا یہ کہ حق تعالےٰ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیسی محبت ہے کسی کے ساتھ نہیں ہرچند حضرت ابراہیم بھی خلیل اللہ ہیں مگر حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محبت کچھ اور ہی ہے چنانچہ خود حضرت خلیل اللہ علیہ السلام معترف ہیں۔

کہ میری خلّت اس درجہ کی نہیں۔ کما فی المواہب وشرحہ للزرقانی ولفظ مسلم

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ وحذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ یجمع اللہ الناس فیقوم
المومنون حتی تزلف لہم الجنۃ فیاتون آدم فیقولون یا ابانا استفتح لنا الجنۃ
فیقول وہل اخرجکم من الجنۃ الا خطیئۃ ابیکم آدم لست بصاحب ذلک اذہبوا الی
ابنی ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ فیقول ابراہیم لست بصاحب ذلک انما کنت خلیلا
من وراء وراء) الحدیث ترجمہ روایت کی مسلم نے ابوہریرہ اور حذیفہ
رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کرے گا۔ حق
تعالےٰ لوگوں کو محشر میں کھڑے ہونگے ایمان والے یہاں تک کہ قریب ہوگی۔
ان سے جنت تو وہ آدم علیہ السلام کے پاس آکر کہیں گے۔ اے پدر بزرگوار
ہمارے کھلوائیے ہمارے لیے جنت وہ کہیں گے تمہیں جنت سے تمہارے
باپ آدم ہی کی خطا نے تو نکالا ہے۔ میں اس کام کا نہیں۔ جاؤ میرے
فرزند خلیل اللہ کے پاس۔ ابراہیم علیہ السلام کہیں گے۔ میں بھی اس
کام کا نہیں ہوں۔ میں خلیل صرف دور ہی دور سے تھا انتہےٰ الحاصل
آدم علیہ السلام پر یہ امر بخوبی منکشف ہوگیا تھا کہ حق تعالیٰ کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ نہایت محبت ہے کیونکہ ہر ایک مقام پر نام مبارک کو
لکھنا اور فرشتوں سے ہمیشہ ذکر کروانا فرط محبت پر دلیل قطعی ہے چنانچہ
حدیث شریف میں وارد ہے (من احب شیئاً اکثر من ذکرہ) وہو حدیث مرفوع
رواہ ابونعیم والدیلمی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ذکرہ فی المواہب وشرحہ
ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی چیز کو دوست رکھتا
ہے تو اکثر اس کو یاد کیا کرتا ہے انتہیٰ۔ اس لیے حضرت آدم علیہ السلام نے

Marfat.com

اپنے اس فرزند کو جو محبوب ترین اولاد اور خلیفہ تھے۔ وصیت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بکثرت کیا کریں۔ اس وصیت میں بظاہر دو فائدے ہیں ایک خاص نفع ذاتی شیث علیہ السلام کا کہ بدولت اس کے حق تعالیٰ کے نزدیک ان کا تقرب بڑھے۔ دوسرا یہ کہ تمام اولاد کی بھلائی بھی مدنظر تھی کیونکہ جب سب کو یہ معلوم ہو جائے کہ اپنے پیارے فرزند ولی عہد کو ایسی وصیت کی ہے تو ان میں جو زیرک اور خلف الصدق ہیں ضرور اس کام پر رغبت کریں گے۔ اس پر بھی اگر کسی ناخلف نے پدر مہربان کی وصیت کو لغو سمجھا تو اپنا نقصان کیا۔ یہ تو ان کا ذکر تھا جو خود نبی مقرب تھے۔ اب اس موقع میں ناظرین خوب سمجھ سکتے ہیں کہ جب انبیائے اولوالعزم نے ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر اہتمام کیا ہو تو ہم امتیوں کو کس قدر اس کا اہتمام والتزام چاہیئے۔ کیونکہ ہمارا تو دین و ایمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی محبت کے ساتھ وابستہ ہے۔ دیکھ لو خود حضورؐ اقدس کیا فرماتے ہیں۔ عن انسؓ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین رواہ والشیخان واللفظ للبخاری ترجمہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی تم میں ایماندار نہیں ہوتا ہے جبتک اس کے دل میں میری محبت اس کے باپ اور بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو یعنے تمام عالم سے زیادہ جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو ایمان ہی نہیں غرض ایمان اگر حاصل کرنا ہو تو حضرتؐ کی محبت حاصل کرنا چاہیئے۔ اور حصول محبت کی مفتاح ذکر ہے چنانچہ ابن قیم نے حادی الارواح الی بلاد

Marfat.com

الافراح میں لکھا ہے وقد جعل اللہ لکل مطلوب مفتاحا و مفتاح الولایۃ والمحبۃ الذکر یعنے حق تعالیٰ نے ہر ایک مطلب کے لیئے ایک کنجی مقرر کی ہے اور کنجی قرب و محبت کی ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اگر حاصل کرنا ہو تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر بکثرت کرنا چاہیئے تاکہ محبت حضرتؐ کی پیدا ہو اور بدولت اس کے ایمان حاصل ہو اور اگر ایمان ہے یعنے حضرتؐ کی محبت ہے جب تم بمقتضائے من احب شیئاً اکثر من ذکرہ خود ذکر ہونے لگے گا۔ **قولہ** شہ لولاہ اشارہ اس حدیث شریف کی طرف ہے۔ جو مواہب لدینہ میں ہے وروی انہ لما خرج آدم من الجنۃ رای مکتوبا علی ساق العرش و علی کل موضع فی الجنۃ اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم مقرونا باسم اللہ تعالے فقال یا رب ہذا محمد من ہو فقال اللہ تعالے ہذا ولدک الذی لولاہ ماخلقتک فقال یا رب بحرمتہ ہذا الولد ارحم ہذا الوالد فنودی یا آدم لو تشفعت الینا بمحمد فی اہل السموات والارض لشفعناک **ترجمہ** جب آدم علیہ السلام جنت سے نکلے دیکھا کہ ساق عرش پر اور جنت میں ہر جگہ نام محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے نام ساتھ لکھا ہوا ہے۔ عرض کیا یا رب یہ محمدؐ کون ہیں ارشاد ہوا (ہذا ولدک لولاہ ماخلقتک) یعنے یہ تمہارے فرزند ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ عرض کیا یا رب بحرمت اس فرزند کے اس والد پر رحم کر ندا آئی کہ اے آدمؑ اگر تم محمدؐ کے وسیلہ سے کل زمین و آسمان والوں کے حق میں سفارش کرتے تو بھی ہم قبول کرتے۔ اور اسی طرح لفظ (لولاہ) اس حدیث شریف میں وارد ہے جس کو روایت کیا امام سیوطیؒ نے درمنثور میں

ماعنیٰ آدم ومن بعدہ لولاہ

Marfat.com

تفسیر آیہ شریفہ فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ کے تحت میں کما قال اخرج
الطبرانی فی المعجم الصغیر والحاکم وابونعیم والبیہقی کلاہما فی الدلائل و ابن
عساکر عن عمرؓ بن خطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اذنب آدم
الذنب الذی اذنب رفع راسہ الی العرش فقال اسالک بحق محمدؐ الا غفرت لی
فاوحی اللہ الیہ ومن محمدؐ فقال لما خلقتنی رفعت راسی الی عرشک فاذا فیہ مکتوب لا الہ
الا اللہ محمدؐ رسول اللہ فعلمت انہ لیس احد اعظم عندک قدرا ممن جعلت اسمہ
مع اسمک فاوحی اللہ الیہ یا آدم انہ آخر النبیین من ذریتک ولولاہ ما خلقتک۔
ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آدم علیہ السلام سے وہ گناہ
صادر ہوا تو عرش کی طرف سر اٹھا کر دعا کی کہ الٰہی بحق محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے
بخش دے ان پر وحی ہوئی کہ محمدؐ کون۔ عرض کیا الٰہی جب پیدا کیا تو نے مجھ
کو تو میں نے عرش کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول
اللہ اس سے میں نے جانا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے اس
سے زیادہ کسی شخص کا مرتبہ تیرے پاس نہ ہوگا۔ وحی آئی۔ کہ اے آدم
وہ نبیوں سے آخر ہوں گے تمہاری اولاد میں (ولولاہ ما خلقتک) یعنے اگر
نہ ہوتے وہ تو نہ پیدا کرتا میں تم کو انتہٰی ابن جوزیؒ نے بھی کتاب الوفا بفضائل
المصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ **فائدہ**
اکثر احادیث میں بظاہر اختلاف ہوا کرتا ہے کہ جسکی توفیق ہر شخص سے ہو نہیں
سکتی۔ ایسے مواقع میں یہ نہ خیال کرنا چاہیئے۔ کہ دونوں حدیثوں میں کچھ ضعف
آجاتا ہو بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ ہر ایک حدیث کو دوسری حدیث سے

Marfat.com

ادا دکی وجہ سے قوت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے کہ ہر ایک حدیث نفس واقعہ
صداقت پر گویا دوسری حدیث کی گواہ ہوتی ہے ہاں جن امور زائدہ میں تعارض
ہان میں شک پیدا ہوگا نہ کہ نفس واقعہ میں بلکہ لو احادیث معراج جو صحیحین
غیرہ میں وارد ہیں اس سے ترتیب مقامات انبیاء علیہم السلام میں کسقدر اختلاف
ہو رہا ہے پھر اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ اس وجہ سے وہ سب احادیث ضعیف ہوگئے ہوں
محدثین حتی الامکان اس قسم کی احادیث میں توفیق دے دیتے ہیں اور کبھی
منشا اختلاف کا یہ بھی ہوتا ہے کہ راوی کو ہر چند اصل واقعہ تو یاد ہوتا ہے
لیکن ممکن ہے کہ بسبب تمادی ایام کے تقدیم یا تاخیر اوقات وغیرہ پورے طور
یاد نہ رہنے کی وجہ سے اپنے ظن غالب پر بیان کر دیا ہو چنانچہ ان دونوں
حدیثوں میں یہی صورت معلوم ہوتی ہے **الحاصل** ان دونوں حدیثوں سے مخاطبہ
حق تعالےٰ کا آدم علیہ السلام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باب
میں ثابت ہے کیونکہ ابھی حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کو دوست
رکھتا ہے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے **قولہ** وحشت آدمؑ گئی نام شہؐ لولاک سے ؏

کما فی المواہب والزرقانی (واخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن ابی ہریرۃ رض
رفعہ لما نزل آدم علیہ السلام بالہند استوحش فنزل جبریل علیہ السلام فنادی بالاذان
اللہ اکبر اللہ اکبر مرتین اشہد ان لا الٰہ الا اللہ مرتین اشہد ان محمد رسول اللہ مرتین
الحدیث) ورواہ ایضاً الحاکم وابن عساکر وقد روی الدیلمی عن علیؓ رآنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حزیناً فقال یا ابن ابی طالب مالی اراک حزیناً فمر بعض اہلک یؤذن فی
اذنک فانہ دواء الہم فجربتہ فوجدتہ کذلک وقال کل من رواتہ جربتہ فوجدتہ کذلک

Marfat.com

ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آدم علیہ السلام ہند میں اُترے
ان کو وحشت ہوئی اس وقت جبریل علیہ السلام اُترے اور اذان کہی اس طور سے
اللہ اکبر اللہ اکبر دوبار اشہد ان لا الٰہ الا اللہ دوبار اشہد ان محمدؐ رسول اللہ
دوبار آخر حدیث تک (مقصود یہ کہ بدولت اس اذان کے وحشت جاتی رہی)
اور علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھ کو حزین و غمگین دیکھ کر فرمایا کہ اے ابن ابی طالب تم کو میں غمگین پاتا ہوں
کسی سے کہو کہ تمہارے کان میں اذان کہہ دے۔ وہ غم کی دوا ہے۔ علی رضی
اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو آزمایا فی الحقیقت اس سے حزن جاتا
رہا اور اس حدیث کے جتنے راوی ہیں سبھوں نے ایسا ہی کہا کہ ہم نے بھی اس
کو آزمایا ہے۔ واقعی یہی تاثیر پائی۔ انتھٰے حکمتہ وجہ اس کی یہ ہے
کہ جب کوئی اپنے محبوب کو یاد کرتا ہے۔ تو جتنے خیالات وحشت انگیز ہوں
سب محو ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ جب انسان کو کسی کے ساتھ کمال درجہ
کی محبت ہو اور اس کو یاد کرنے تو دل اسی کے ساتھ متعلق ہو جاتا ہے۔
جس سے خیال ان امور کا جو وحشت انگیز ہوں۔ باقی نہیں رہتا۔ یعنے
کیفیت جدیدہ دل میں متمکن ہونے کی وجہ سے کیفیت سابقہ محو ہو جاتی
ہے۔ جب یہ تاثیر ہر محبوب کے یاد کرنے میں عموماً ٹھہری تو محبوبؐ رب
العالمین کے یاد کرنے میں کس قدر تاثیر ہونا چاہیئے۔ جب حسب
عقیدۂ اہل اسلام کسی کیفیت قلبی وغیرہ کا وجود بے تخلیق خالق ممکن نہیں
سو جیسے حق تعالیٰ نے ہر محبوب کے یاد کرنے میں تاثیر رکھی ہے۔ اپنے محبوب

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں اگر خاص طور پر وہ تاثیر رکھی ہو تو کیا عجب البتہ ان دونوں
میں اتنا فرق ہوگا کہ وہاں تذکرہ کے بعد ایک نئی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس سے کیفیت
سابقہ محو ہو جائے اور یہاں توسط کیفیت جدیدہ کی ضرورت نہیں مگر چونکہ
تاثیرات اشیا من جانب اللہ ہیں۔ اثر آخری دونوں کا ایک طور پر ہوا
جیسے طب یونانی و مصری یا ڈاکٹری کہ کسی میں علاج بالضد ہے اور کسی میں
بالموافق۔ ہرچند کیفیات درمیانی متغایر ہوں مگر انجام دونوں کا جو ازالۂ مرض
ہے ایک ہے الحاصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک میں یہ اثر
پایا گیا ہے کہ وحشت و اندوہ کو دفع کرے۔ میں یقین سمجھتا ہوں۔ کہ یہاں
باریک و نازک اسرار ہونگے۔ جس کو اہل مذاق جانتے ہوں گے۔ اتنا تو میں
بھی کہہ سکتا ہوں کہ ادھر شان رحمۃ للعالمینی جلوہ گر ہے کہ نام سے آثار
رحمت ہویدا ہیں۔ اور ادھر عظمت شان غیوری آمادہ قہر ہے کہ جب عموماً
محبوبوں کے ذکر میں وہ تاثیر ہو۔ کیا معنی کہ محبوب رب العالمین کے ذکر میں
وہ اثر نہ ہو۔ دلوں پر جبر ہے کہ بخرق عادت بلا توسط کیفیت جدیدہ وحشت و
اندوہ دفع ہوا کرے۔ یہاں ایک بات اور یاد رکھ لینا چاہیئے کہ اگر کسی بد اعتقاد
یا قسی القلب کے دل میں یہ اثر ظاہر نہ ہو تو یہ نہ سمجھیں کہ اس کی تاثیر میں کچھ فرق
ہے بلکہ وہاں یہ سمجھنا چاہیئے کہ محل میں صلاحیت نہیں جیسے اطبا معترف
ہیں کہ جب محل میں صلاحیت قبول نہ ہو۔ دوا کیسی ہی قوی الاثر کیوں نہ ہو۔
وہ تاثیر نہیں کرتی۔ علیٰ ہذا القیاس ادعیہ و سور قرآنی باوجود قطعیت
تاثیر کے اسی وجہ سے کبھی اثر نہیں بھی کرتے ہیں۔ **فائدہ** اگر کوئی یہاں

Marfat.com

یہ سوال کرے کہ حدیث شریف سے تو مجموع اذان کی تاثیر ثابت ہوتی ہے اور اس میں کئی امور مذکور ہیں۔ خاص حضرتؐ کے نام کی تاثیر کہاں سے ثابت ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ اذان میں تین چیزوں کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور نماز کی دعوت۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اس اذان سے دعوت نماز مقصود نہیں ورنہ علی کرم اللہ وجہ کو کان میں اذان کہلوانے کا ارشاد کیوں ہوتا۔ فرما دیتے کہ اذان وقلنیہ سن لو۔ اب رہا خدائے تعالیٰ کا ذکر سو اس میں کچھ شک نہیں کہ خدائے تعالیٰ کے نام پاک میں ہر قسم کی تاثیرات ہیں اس کا انکار کون کر سکے۔ مگر یہ بھی تو ہے کہ موثر حقیقی وہی ہے اور وہ مختار ہے چاہے تاثیر کسی شے کی کسی وقت ظاہر کرے چاہے نہ کرے۔ چنانچہ آدم علیہ السلام جب کہ اپنے مقام سے جدا ہوئے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اس محل وحشت اندوہ میں سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کسی کا ذکر انہوں نے کیا ہوگا پھر باوجود اس کے نام پاک کی تاثیر ظاہر نہ فرمائی کیونکہ مقصود کچھ اور تھا پھر جب وحشت کو ان کی دفع کرنا منظور ہوا جبریل علیہ السلام بھیجے گئے کہ اذان کہیں جس میں نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی تھا اب ذرا غور کیا جائے کہ ایسے موقع میں آدم علیہ السلام نے کیا خیال کیا ہوگا یہی وجہ تھی کہ جب نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یاد دلا دیا گیا تمامی خصوصیات حضرتؐ کے جو وہ دیکھ چکے تھے سب آنکھوں کے سامنے ہو گئے اور کہنے لگے الٰہی بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمامی اذان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا ذکر مقصود تھا

Marfat.com

جسکی تاثیر ظاہر ہوئی اور اس کی مثال ایسی ہوئی جیسے قیامت میں بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سے صرف تصدیق رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مقصود ہوگی کما فی المواہب وشرحہ (واخرجہ) ای حدیث ابی ہریرۃ المذکور (الطبرانی والحاکم بلفظ) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تحشر الانبیاء علی الدواب وابعث علی البراق ویبعث بلال علی ناقۃ من نوق الجنۃ نیادی بالاذان محضاً وبالشہادۃ حقاً حتی اذا قال اشہد ان محمداً رسول اللہ شہد لہ المومنون من الاولین والآخرین ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے کہ انبیا کا حشر سواریوں پر ہوگا اور سوار ہوں گا میں براق پر اور بلال ناقہ جنت پر ہونگے اور اذان خالص کہیں گے اور سچی گواہی دیں گے جب اشہد ان محمداً رسول اللہ کہیں گے تو سب اگلے پچھلے اہل ایمان اس کی گواہی دیں گے۔ انتہٰے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ نہ محشر میں نماز کی دعوت مقصود ہے نہ شہادت توحید کیونکہ وہاں تو کفار بھی موحد ہو جائیں گے مقصود یہ کہ مجموع اذان سے دونوں صورتوں میں ایک ہی چیز مقصود ہے اس سے معلوم ہوا کہ اذان میں جو رفع وحشت وا ندوہ کی تاثیر ہے بنظر نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور وحشت آدم علیہ السلام کی اسی سے زائل ہوئی وہو المطلوب **قولہ** شہ لولاک ۲ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار اور سلمان فارسیؓ سے لولاک ما خلقت الدنیا مروی ہے چنانچہ دوسری اور چوتھی تسدیس میں دونوں روایتیں مذکور ہوئیں **فائدہ** یہاں معلوم کرنا چاہیئے

فاعلاتن مفاعلن فعلن

Marfat.com

کہ آجکل جو غل مچ رہا ہے کہ لولاک لما خلقت الافلاک حدیث موضوع ہے
یہ تسلیم بھی کیا جاوے تو اہل جرح کو اس سے فائدہ کیا۔ زمین دریا جنت دوزخ
ثواب عقاب۔ جملہ آدمیوں کے جد بزرگوار۔ بلکہ ساری دنیا جب بدولت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئی تو افلاک کیا چیز ہیں۔ دیکھو جنت
دوزخ بدولت حضرت کے پیدا ہونے کی حدیث کو حاکم دیلمی سبکی بلقینی نے
روایت کیا ہے اور زمین و دریا پیدا ہونے کی حدیث کو ابن سبع اور عزفی
نے اور دنیا طفیلی ہونے کی حدیث کو ابن عساکر نے۔ اور ثواب و عقاب
کی حدیث کو ابن سبع و عزفی نے اور خلق آدم علیہ السلام کی حدیث کو طبرانی
حاکم بیہقی ابن عساکر ابو نعیم ابو الشیخ بلقینی سبکی نے چنانچہ دوسری اور چوتھی
تسدیس میں ان احادیث کا ذکر ہو چکا اور خصائص کبریٰ میں امام سیوطیؒ نے نقل
کیا ہے اخرج الحاکم والبیہقی والطبرانی فی الصغیر وابو نعیم وابن عساکر عن عمر
بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اقترف آدم الخطیئۃ قال
یا رب اسألک بحق محمد لما غفرت لی قال کیف عرفت محمدا قال لانک لما خلقتنی
بیدک ونفخت فی من روحک رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوب
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق
الیک قال صدقت یا آدم ولولا محمد ما خلقتک ترجمہ روایت کیا حاکم اور
بیہقی اور طبرانی نے صغیر میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آدم علیہ السلام مرتکب خطا ہوئے
عرض کی یا رب بحق محمد صلے اللہ علیہ وسلم تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

Marfat.com

کہ مجھے بخشدے ارشاد ہوا تم نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا۔ عرض کیا جب تُو نے مجھے پیدا کیا اور اپنی رُوح مجھ میں پھُونکی تو میں نے سر اٹھایا جو دیکھا تو عرش کے ہر پایہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے اس سے میں سمجھ گیا کہ اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام تو نے ملایا ہوگا جو محبوب ترین خلق تیرے پاس ہے ارشاد ہوا اے آدمؑ تم سچ کہتے ہو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو نہ پیدا کرتا انتھٰے **الحاصل** ان سب روایات سے معلوم ہوا کہ تمام عالم کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیلی ہے۔ اب کہئیے افلاک اس سے کہاں نکل سکیں گے۔ بلکہ خود افلاک کا نام بھی صراحتہً علی کرم اللہ وجہ کی روایت میں آچکا ہے۔ جو دوسری تسدیس میں مذکور ہے اب باقی رہی یہ بات کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ موضوع ہے سو یہ بحث علمی ہے۔ اعتراض کرنے والے سب ایسے نہیں ہیں کہ ابحاث علمیہ سے واقف ہوں بلکہ اکثر تو ایسے ہوں گے۔ کہ لفظ حدیث کے معنی تک نہ جانتے ہوں گے ایسے لوگوں کا ایسے موقع میں مقصود کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ خبر الغیب عند اللہ۔ ابن جوزی نے تو اس حدیث کو موضوعات کی کتاب الفضائل میں ذکر نہیں کیا۔ باوجودیکہ کمال تشدد ان کا ظاہر ہے کہ اکثر احادیث ضعیفہ کو بھی داخل موضوعات کر دیا ہے۔ ہاں ملا علی قاری نے موضوعات الحدیث میں خلاصہ سے نقل کیا ہے۔ کہ صغانی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ معنے اسکے صحیح ہیں کیونکہ دیلمی کی روایت میں لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار اور ابن عساکر کی روایت میں لولاک

Marfat.com

زندہ شدن مردہ بطفیل ذکر حضور ﷺ

ما خلقت الدنیا وارد ہے۔ انتہٰی الحاصل حدیث لولاک صحیح ہے گو الفاظ میں کسی
قدر ہو لیس اطلاق شہ لولاک میں کچھ کلام نہیں وہو المقصود **قولہ** مُردے زندہ ہو گئے
تاثیر نام پاک سے ۔ مواہب لدنیہ میں ہے وعن انسؓ ان شابا من الانصار
توفی ولہ ام عجوز عمیاء فسجیناہ وعزیناہا فقالت مات ابنی قلنا نعم فقالت
اللّٰھم ان کنت تعلم انی ہاجرت الیک والی نبیک رجاء ان تعیننی علی کل شدۃ
فلا تحملن علیّ ہذہ المصیبۃ فما برحنا ان کشف الثوب عن وجہہ فطعم وطعمنا رواہ
ابن عدی و ابن ابی الدنیا والبیہقی و ابو نعیم۔ ترجمہ روایت ہے انسؓ سے کہ کسی انصاری
کا انتقال ہوا جو جوان تھے اور ان کی ماں بڑھیا نابینا تھی۔ ہم نے اُن پر
کپڑا اوڑھا دیا اور اس بڑھیا کی تعزیت کی اس نے پوچھا کیا میرا لڑکا مر گیا
ہم نے کہا ہاں وہ یہ دُعا کرنے لگی کہ یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں تیرے اور تیرے
رسول کے طرف ہجرت اس اُمید پر کی ہے کہ مدد کرے گا۔ تو میری ہر سختی
میں۔ تو یہ مصیبت مجھ پر مت ڈال انسؓ کہتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ سے ہٹے نہ تھے
کہ اُس جوان انصاری نے اپنے منہ سے کپڑا ہٹایا اور ہمارے ساتھ مل کر
کھانا کھایا اور دوسری روایت میں ہے کہ اس وقت تک وہ زندہ رہے
کہ ان کی ماں کا انتقال ان کے روبرو ہوا روایت کیا اس کو ابن عدی و
ابن ابی الدنیا و بیہقی اور ابو نعیم نے۔ انتہٰی سبحان اللہ کیا قوی ذریعہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا اُن بی بی کے دل میں متمکن تھا۔ کہ بغیر سوچنے کے
ویسی نازک حالت میں زبان پر آ گیا۔ اور کیسا اعتقاد کامل تھا کہ شک کو
کچھ موقع ہی نہ ملا۔ خوب ذہن نشین تھا کہ جب سب گھر بار چھوڑ کے حضرتؐ

Marfat.com

کی خدمت میں پہنچ گئے اور حضرتؐ کے ہو رہے تو کیسی ہی مصیبت کیوں
نہ ہو اس ذریعہ سے دعا کی جائے گی۔ اگر موت بھی ہو تو ٹل جائے گی۔
پھر جب ایسی عقیدت کے ساتھ بارگاہ رب العزۃ میں وہ دعا پہنچی
جس میں نام مبارک حضرتؐ شریک تھا تو یہ اس کا قبول ہونا کیا عجیب کیونکہ ابتدائے
نشاء عنصری انسانی میں یہ سنت اللہ جاری ہو چکی ہے کہ بہ برکت نام مبارکؐ دعا
قبول ہوا کرے اب یہاں یہ بحث باقی رہی کہ تاثیر احیاء حضرت میں تھی یا نیت
میں یا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یا مجموع میں اور اگر مجموع میں ہو تو جزو
اعظم کون ہے چونکہ یہ بحث مسئلہ تاثیر اذان کے مشابہ ہے جس کا ذکر بھی ہوا اسلئے
بخوف تطویل ناظرین کی طبع رسا اور وجدان سلیم پر حوالہ کر دیا جاتا ہے **الحاصل**
بعد غور کے معلوم ہو سکتا ہے کہ تاثیر نام پاک کی تھی کہ مردہ زندہ ہو گیا۔

حضرت آدمؑ نے اس فرزند سے یہ بھی کہا دیکھا ذکر احمدیؐ میں ہر ملک مصروف تھا	۵	ہیں تفرج کیلئے جب آسمانوں پر گیا اور ہر اک پتے پہ جنت کے ہے نام انکا لکھا

سینے حوروں کے ملائک کی جبینیں تا بعرش
ہر جگہ اس نام کا ہے عالم علوی میں نقش

قولہ حضرت آدمؑ نے اس فرزند سے یہ بھی کہا الخ ؛ تسدیس ثالث میں کعب احبار
کی روایت مذکور ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک کہاں کہاں لکھا ہوا ہے آسمانوں پر ہر جگہ جنت
کے در و دیوار پر حوروں کے سینوں پر سدرۃ المنتہیٰ طوبیٰ اور اشجار
جنت کے پتے پتے پر پردوں کے اطراف اور فرشتوں کے آنکھوں کے

Marfat.com

بیچ میں اور یہ بھی مذکور ہوا کہ فرشتے ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر میں مصروف ہیں اور سوائے اس کے اور روایات مرفوعہ بھی اسکے موید ہیں چنانچہ امام سیوطیؒ نے خصائص کبری میں ذکر کیا ہے اخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فی الجنۃ شجرۃ علیہا ورقۃ الا مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی درخت جنت میں ایسا نہیں جس کے پتوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ لکھا ہو۔ اور امام ثعلبی نے تفسیر کشف البیان میں بسند متصل روایت کیا ہے عن ابن عباسؓ عن علیؓ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما عرج بی رایت علی ساق العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیقؓ وعمرؓ الفاروق ترجمہ روایت ہے علیؓ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شب معراج میں نے عرش کی ساق پر دیکھا لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ ابوبکر صدیقؓ وعمر فاروقؓ لکھا ہے اسی طرح خصائص الکبریٰ میں نقل کیا ہے اخرج ابن عدی وابن عساکر عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما عرج بی رایت علی ساق العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شب معراج عرش کی ساق پر میں نے لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی یعنی تائید دی میں نے ان کو علیؓ سے انتھے اور خصائص کبریٰ میں یہ روایت بھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کعبؓ احبار

Marfat.com

سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن فضائل کی ہمیں خبر دو جو قبل
ولادت شریف ظہور میں آئے۔ کہا میں نے کتب سابقہ میں پڑھا ہے کہ ابراہیم
خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے ایک پتھر پایا تھا جس پر چار سطریں
لکھی تھیں پہلی سطر انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدونی۔ دوسری سطر انی انا اللہ
لا الہ الا انا محمد رسولی طوبی لمن آمن بہ واتبعہ الحدیث اور اس کے سوا
خصائص کبریٰ اور مواہب لدنیہ وغیرہ میں بہت روایتیں مذکور ہیں۔
کہ اکثر بلاد میں اشجار و احجار پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا اکثر لوگوں نے دیکھا ہے اور
جابرؓ سے روایت ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی مہر کا نقش یہ تھا لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ اگرچہ ابن جوزیؒ نے اس روایت کو موضوع کہا ہے مگر
امام سیوطیؒ نے تعقبات میں لکھا ہے کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے
بھی یہی روایت وارد ہے۔ جس کی تخریج طبرانی نے کی ہے الحاصل
جو شخص یہ بات جان لے کہ حق تعالےٰ نے پہلے پہل جب کتابت کو ایجاد
فرمایا۔ سب سے پہلے نام پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا اپنے نام کے ساتھ لکھا۔ پھر اس کو اس قسم کی کسی بات میں
شک نہ ہوگا۔ بلکہ یہ سمجھ جائے گا۔ کہ یہ چند مواقع کیا اگر سارا عالم نام آوری
پر آنحضرتؐ کے گواہی دے۔ تو کوئی بڑی بات نہیں۔ فردوس دیلمی میں روایت
ہے۔ اول شی خطہ اللہ عزوجل فی الکتاب الاول انی انا اللہ لا الہ الا
انا سبقت رحمتی غضبی فمن شھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ
ورسولہ فلہ الجنۃ (عبداللہ بن عباس) یعنے روایت ہے عبداللہ بن عباسؓ

Marfat.com

سے کہ پہلی بات جو اللہ تعالیٰ نے پہلی کتاب میں لکھی یہ ہے کہ میں اللہ ہوں میرے سوائے کوئی معبود نہیں میری رحمت میرے غصّہ سے بڑھی ہوئی ہے پھر جو شخص گواہی دے کہ کوئی معبود اللہ کے سوا نہیں اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندہ اور رسول ہیں اس کے واسطے جنّت ہے۔ الحاصل اِن تمام روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ جو قدر و منزلت اور خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ اُس کا کچھ شمار و حساب نہیں۔ اب یہ معلوم نہیں کہ منشا اور سبب اس کا کیا ہے کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہی تھے۔ تو اتنا کافی تھا کہ مثل دوسرے رسولوں کے بعد ادا کرنے فرض منصبی یعنی تبلیغ رسالت کے مستحق تحسین ہوتے۔ اس کے کیا معنی کہ ہنوز عالم کا نام تک کسی زبان پر نہیں آیا تھا کہ لسان غیب سے آپ کی نام آوری کے ہر طرف چرچے ہو رہے ہیں۔ آدم نے جب عدم سے آنکھ کھولی پہلے پہل جس چیز پر نظر پڑی آپ ہی کا نام گرامی تھا جو خالق بے ہمتا کے ساتھ ساتھ ہر جگہ جلوہ گر تھا۔ ہر پتا گواہی دے رہا ہے کہ ان کی نظیر کا کہیں پتا نہیں اور ہر فرشتہ ذکر میں آپ کے رطب اللسان اور بزبان حال نغمہ سرا ہے کہ (بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر) ایک طرف انبیائے اولوالعزم نعت گوئی میں مصروف ہیں۔ کوئی آرزو امتی ہونے کی کر رہا ہے اور کوئی ان کا توسل کر کے حق تعالیٰ سے مرادیں مانگ رہا ہے۔ معلوم نہیں کونسی جانفشانی آپ کی قبل وجود حق تعالیٰ کو ایسی پسند آگئی تھی۔ کہ

Marfat.com

اس قدر افزائی ہوئی۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر جانفشانی پر اس کا مدار رہتا تو انبیائے
سابق زیادہ تر مستحق ان مراتب کے تھے۔ معاذ اللہ یہاں عبودیت و عبادت
کو کیا دخل۔ یہ ایک خاص فضیلت ہے جس کا وجود قبل تخلیق عالم ہو چکا ہے
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔
اب اگر بالفرض کوئی تمام ملائک و جن و انس وغیرہ کی عبادت کر کے یہ توقع
رکھے کہ ہم بھی ایسا مرتبہ حاصل کر سکتے ہیں۔ تو کیا ممکن ہوگا نعوذ باللہ من ذلک
یہ بھی ایک قسم کا جنون سمجھا جائے گا خالق عالم جل شانہٗ ازل سے ابد تک
کی فضیلت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر چکا ازل کا حال تو کسی
قدر معلوم ہوا ابد کا حال بھی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا شمہ یہ ہے
کہ جنت کی کنجیاں حضرتؐ ہی کے ہاتھ میں ہونگی اور سلطنت جنت کی حضرتؐ
ہی کو مسلم ہے پھر یہ خیال کہ (کسی دوسرے کو بھی حضرت کی سی فضیلت حاصل
ہو سکتی ہے) اس خدائی میں تو اس کا ظہور ممکن نہیں۔ کیونکہ یہاں تو انحصار
ازل و ابد کا ہو گیا۔ اب اس سے زیادہ اس خیال میں خامہ فرسائی کرنا کلمات
کفر کی حکایت کرنا ہے کسی مسلمان کو طمع تو درکنار خیال تک نہیں آسکتا
کہ شرافت و فضیلت ذاتی میں حضرتؐ کے ساتھ کسی قسم کی تساوی ڈھونڈھے
(چہ نسبت خاک را با عالم پاک) اس تقریر سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ دوسرا
شخص خاتم النبیین ہونا محال ہے۔ پھر بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ اگرچہ دوسرا
خاتم النبیین ہونا محال و ممتنع ہے۔ مگر یہ امتناع لغیرہ ہوگا نہ بالذات جس سے
امکان ذاتی کی نفی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ امکان ذاتی اور امتناع لغیرہ میں کچھ

Marfat.com

منافات نہیں ۔سو اس کا جواب یہ ہے کہ وصف خاتم النبیین خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ۔جو دوسرے پر صادق نہیں آسکتا۔ اور موضوع لہ اس لقب کا ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ عند الاطلاق کوئی دوسرا اس مفہوم میں شریک نہیں ہو سکتا۔ پس یہ مفہوم جزئی حقیقی ہے۔ اور کلیت مفہومی جو وضع سے قطع نظر کرتے ہیں معلوم ہوتی ہے بسبب وضع کے جاتی رہی۔ جیسا کہ عبداللہ جب کسی شخص کے لئے وضع کیا جاتا ہے۔ جزئی حقیقی ہو جاتا ہے اور مفہوم کلی اس لفظ کا اسکی جزئیت میں کچھ فرق نہیں لاتا۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو کہ یہ مثال بھی پورے طور پر یہاں تائید نہیں دیتی۔ اس لئے کہ عبداللہ عین وقت وضع میں برابر دوسروں پر کہا جاتا ہے۔ بخلاف لفظ خاتم النبیین کے جب سے واضع نے اس کو وضع کیا ہے کبھی دوسرے پر اس کا اطلاق کیا ہی نہیں اور نہ اطلاق اس کا سوائے ایک ذات کے دوسرے پر صحیح ہو سکتا ہے اس لئے کہ ختم انتہا کو کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ انتہا متجزی نہیں ہو سکتی تاکہ دو شخص اس صفت کے ساتھ متصف ہوں۔ پھر جب عقل نے بہ تبعیت نقل ایک ذات کے اتصاف کو مان لیا اس کے نزدیک محال ہو گیا کہ دوسری ذات اس صفت کے ساتھ متصف ہو سکے اور بحسب منطوق لازم الوثوق قولہ تعالیٰ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ کے جب ابدالآباد یہ لقب مختص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے ٹھہرا۔ تو جزئیت اس مفہوم کی ابدالآباد کے لئے ہو گئی۔ کیونکہ یہ لقب قرآن شریف سے ثابت ہے جو بلا شک قدیم ہے الحاصل اس مفہوم کی

Marfat.com

جزئیت میں کوئی شک نہیں۔ اور یہ بات عبداللہ میں نہیں۔ اب اس مجھے کا قضیہ بنائیے کہ (غیرہ علیہ السلام خاتم النبیین بالامکان) یا دنے تامل ثابت ہو جائے گا کہ یہ قضیہ بحمل صحیح منعقد ہی نہیں ہو سکتا اس لیے کہ حمل جزئی حقیقی کا کلی پر صحیح نہیں۔ اور اگر بنظرا ہمال موضوع کے جزئی سمجھا جائے پھر خواہ وہ معین ہو خواہ غیر معین غیر موضوع لہ محمول کا ہو گا۔ اور ابھی معلوم ہوا کہ محمول جزئی حقیقی ہو تو اس کا حمل دوسری جزئی پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جیسا (زید عمرو) درست نہیں حمل اور زید کو لے کے عدم جواز کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ خاصہ کا حمل غیر ذی الخاصۃ پر درست نہیں۔ جیسے الحمار کاتب) یا (غیر آدم علیہ السلام ابو البشر) یا (زید ابو زید) یعنے زید اپنا آپ باپ ہے مثال آخری مثل لہ پر اس وجہ سے منطبق ہے کہ عمرو مثلاً زید کا باپ ہے تو یہ صفت اس کا خاصہ ہو گی پھر یہ صفت اگر غیر عمرو پر اطلاق کی جائے تو اس امر میں کہ موضوع غیر ذی الخاصہ ہے زید اور بکر دونوں برابر ہوں گے پس اطلاق ابو زید خاصہ کا اگر بکر پر صحیح ہو تو چاہیے کہ اس کی جہت سے زید پر بھی صحیح ہو کیونکہ غیر ذی الخاصہ ہونے میں دونوں برابر ہیں واللازم باطل فالملزوم مثلہ۔ اور قطع نظر اس کے یہ تو ظاہر ہے کہ زید کا پدر حقیقی جب عمرو ہو تو یہ صفت دوسرے پر کیونکر صادق آسکے الحاصل خاصہ ایک شے کا دوسرے پر صادق نہیں آسکتا۔ ورنہ وہ خاصہ خاصہ نہ ہو گا وہو خلف۔ لم اس کا یہ ہے کہ محمول کو چاہیے کہ ذاتی موضوع کا ہو یا عرضی۔ اور حمل وہی صادق آتا ہے جہاں مبدا محمول کا ذاتی موضوع کا ہو

Marfat.com

جیسے الانسان ناطق) یا صفت منضمہ ہو جیسے زید کاتب یا منتزعہ ہو خواہ
بالاضافت جیسے السماء فوقنا یا بلا اضافت جیسے الاربعۃ زوج پھر جب میلاً
محمول کا خاصہ کسی دوسری چیز کا ہو تو غیر ذی الخاصہ کی نہ ذاتی ہو سکے گا۔ نہ
وصف منضمہ نہ منتزعہ۔ اس سبب سے خاصہ کا حمل غیر ذی الخاصہ پر صحیح نہیں
پس معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کا حمل غیر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر صحیح
نہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ نسبت حکمیہ وقت حمل پیدا ہوتی ہے پھر حمل ہی
نہیں تو نسبت حکمیہ کہاں اور جب نسبت ہی کا پتا نہ ہو تو جہت امکان
کیونکر ثابت ہو سکے۔ اس لئے کہ جہت تو نسبت کی کیفیت کا نام ہے۔ تو
ضرور ہوا کہ ثبوت کیفیت کے پہلے ثبوت نسبت ہو کیونکہ ثبوت الشئی للشئی
فرع ثبوت مثبت لہ ہے۔ یا یوں کہئے کہ ثبت العرش ثم انقش الحاصل اس سے
معلوم ہوا کہ قضیہ مذکورہ غلط ہے اور سنئے محمول قضیہ کا جو جزئی حقیقی ہے
اگر دوسری چیز پر حمل کیا جاوے تو سلب الشئے عن نفسہ لازم آئیگا۔ دیکھو
اس حمل کی نظیر بعینہ (زید عمرؒ) ہے سو جبتک زید سے زیدیت یا عمرو سے
عمرویت مسلوب نہ ہو عمرویت زید میں قائم نہیں ہو سکتی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ
سلب الشئے عن نفسہ محال ہے۔ پھر یہ محال جو لازم آرہا ہے وقت حمل ہے
یعنی ہنوز نسبت ہی کا وجود نہیں ہوا کہ محال لازم آگیا تا بہ امکان چہ
رسد اور علی سبیل التنزل اگر مسادق بھی ہو تب بھی امکان کو محل نہ ملا۔
اس تقریر سے بھی یہی ثابت ہے کہ وہ قضیہ باطل ہے۔ کیونکہ مستلزم محال
محال ہوا کرتا ہے۔ اب اگر کہا جائے کہ یہ بھی منجملہ وجوہ امتناع لغیرہ ہے۔

Marfat.com

سو اس کا جواب یہ ہے کہ تقریر بالا سے امکان ذاتی کا وجود باطل ہو گیا اگر اس بطلان کو بھی منجملہ وجوہ امتناع لغیرہ کے تصور کر لیں تو امتناع کا پلّہ خوب ہی بھاری ہو جائیگا جس میں بطلان ذاتی یعنے امتناع ذاتی بھی شریک ہو گا۔ سو وہ دعویٰ امکان ذاتی کا کہاں رہا۔ اور اس دعویٰ کا ابطال اس تقریر سے بھی ہو سکتا ہے کہ مفہوم خاتم النبیین کا اگرچہ کلی ہے مگر کلیت اس کی ایسی نہیں جیسے انسان وغیرہ کی ہے اس لئے کہ انسان کے افراد کثیرہ ہوتے ہیں کوئی قباحت لازم نہیں آتی بلکہ موجود ہیں۔ بخلاف خاتم النبیین کے کہ اس کے معنی میں کثرت صادق آ ہی نہیں سکتی جیسے مرکز یا اول یا آخر یا مبدا۔ حال مرکز کا سنیئے کہ مرکز اس نقطہ کو کہتے ہیں کہ جتنے خطوط اس سے نکل کر محیط تک پہنچیں سب آپس میں برابر ہوں۔ وہ خطوط نصف قطر دائرہ ہونگے جن کے ملتقیٰ کا نام مرکز ہے۔ پھر اگر ان خطوط کی ابتدا محیط دائرہ سے لے جاوے۔ تو مرکز منتہیٰ ان خطوط کا ہو گا۔ اور اگر مرکز سے لے جائے تو وہ مبدا ان کا ہو گا۔ بہر حال خواہ وہ مبدا ہو یا منتہیٰ مرکز ایک نقطہ معین ہو گا۔ جس کا فرض کرنا ہر جگہ مثل اور نقطوں کے ممکن نہیں اور اسی نقطہ میں یہ صفت قائم ہو گی۔ کہ مبدا یا منتہیٰ اُن تمام خطوط کا ہے۔ جو نصف قطر دائرہ ہو سکیں۔ اب اگر سوائے اس نقطہ معینہ کے دوسرا نقطہ فرض کریں اور کہیں کہ ممکن ہے کہ وہ بھی مرکز اس دائرہ کا ہو۔ تو یہ فرض محال ہو گا اس لئے کہ وہ صفت مختصہ (یعنے منتہیٰ اُن خطوط کا ہونا) دوسرے میں قائم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ دوسرا نقطہ اس

Marfat.com

دائرہ میں جس جگہ فرض کیا جاوے اصلی مرکز سے ہٹکر ایک نصف قطر پر ہوگا۔ تو جملہ خطوط مذکورہ کا مبدا یا منتہی ہوتا تو درکنار خود اس خط کا مبدا یا منتہی نہیں ہو سکتا جس پر وہ واقع ہے اس لئے کہ آخر وہ خط بھی نصف قطر ہے اور ہر نصف قطر کا مبدا مرکز حقیقی ہونا لازم ہے ورنہ خط نصف قطر نہ ہوگا الحاصل مصداق مرکز کا اگر دوسرا فرض کیا جاوے تو انسلاخ الشئے عن لوازمہ بل عن ذاتہ لازم آجائیگا اور یہ محال لذاتہ ہے۔ اب اس دائرہ کے کسی نقطہ میں صلاحیت اور امکان نہیں کہ مرکز اور منتہی ان خطوط کا بن سکے۔ یہاں تک کہ اگر خود واضع اس دائرہ کا چاہے کہ کسی دوسرے نقطہ کو اس دائرہ کا مرکز قرار دے تو نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی میں صلاحیت ہی نہیں ہاں وقت دائرہ کھینچنے کے ممکن تھا کہ جس نقطہ کو چاہتا مرکز بنا دیتا لیکن جب اس نقطہ کو معین کر چکا تو سب نقاط موجودہ وغیر موجودہ کو اس دائرہ کے مایوسی کلی حاصل ہو گئے کہ اب کوئی مرکز نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ مرکز کوئی شے موجود فی الخارج نہیں وجود اس کا صرف علم میں ہے کیونکہ مرکز بھی ایک نقطہ ہے اور ماہیت نقطہ کی یہی ہے کہ طرف خط ہو اور ظاہر ہے کہ خود خط بالفعل موجود نہیں ورنہ ترکب سطح کا خطوط سے لازم آئیگا جو باطل ہے پھر جب خط ہی کا وجود نہیں تو مرکز جو طرف اس کا ہے کہاں۔ مگر باوجود اس کے مرکز ایک معین شئے ہے اس لئے اس دائرہ یا کرہ پر اطلاق دائرہ کا جب ہی ہوگا۔ کہ نسبت محیط کی مرکز کے ساتھ ہر جہت میں برابر ہو اور اگر مرکز ہی نہ ہو جو احد المنتسبین ہے۔ تو نسبت کیسی۔ پھر جب سے کہ مرکز

Marfat.com

تعین ہوا وہ صفت مختصہ اس کی یعنے (منتہی جمیع خطوط مذکورہ کا ہونا) بھی اسپر
صادق آرہی ہے۔ ہر چند یہ صفت بھی کلی ہے مگر کلیت اس کی بھی مثل کلیت
مرکز کے ہے کہ قبل تعین مصداق کے علی سبیل البدلیت مصادیق اس کے
بہت سے ہوسکتے ہیں اور جب مصداق معین ہوگیا اب احتمال کثرت
جاتا رہا۔ پس یہ صفت اگرچہ کہ علم مرکز کا نہیں۔ مگر اختصاص میں اس
درجہ کو پہنچی ہوئی ہے۔ کہ عندالاطلاق سوائے اس مرکز کے جو جزئی حقیقی ہے
دوسرے کی طرف ذہن منتقل ہو ہی نہیں سکتا اسی طرح خاتم النبیین کا مفہوم
عندالاطلاق سوائے اس ایک ذات خاص کے دوسرا کوئی متبادر نہیں
ہوتا۔ پس معلوم ہوا کہ بعد تعین مصداق کے مرکز اور مبدا اور منتہا میں کثرت
نہیں آسکتی۔ اسی طرح اول و آخر سلسلہ کا مبدا اور منتہی ہوگا وہاں بھی اس قسم کی
تقریر جاری ہوگی چونکہ خاتم النبیین کے معنی بھی منتہائے نبیین ہے۔ اس
سبب سے یہ بھی اس قسم کی کلی ہوگی۔ کہ بعد تعین مصداق کے جزئی حقیقی ہوجائے
اور سوائے ایک ذات کے دوسرے پر صادق نہ آسکے۔ ہاں کلیت اس
کی قبل تعین مصداق متحقق ہے۔ کہ علی سبیل البدلیت بہت افراد
پر صادق آسکتی تھی جیسے مرکز مثال مذکورہ میں۔ اب یہ دیکھا جائے کہ
اطلاق اس کا کب سے معین ہوا سو ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ابتدائے عالم
امکان سے جس قسم کا وجود فرض کیا جائے ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اس صفت مختصہ کے ساتھ متصف ہیں۔ کیونکہ حق تعالےٰ اپنے
کلام قدیم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرما چکا ہے۔

Marfat.com

اب کونسا ایسا زمانہ نکل سکے گا۔ کہ صفت علم و کلام باری تعالیٰ پر مقدم
ہو۔ پھر تعین ذات خاصہ اور اتصاف اس صفت مختصہ کے لئے وجود خارجی
شرط نہیں جیسے مرکز میں ابھی معلوم ہوا۔ اور قطع نظر اس کے خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے اور جس کو حاکم نے مستدرک میں روایت
کیا ہے۔ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین یعنی ہنوز آدم علیہ السلام
پانی اور کیچڑ میں تھے اور میں نبی تھا اب ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ازل سے متصف اس صفت خاصہ کے ساتھ ہیں اور
جو جو تقلبات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عالم میں ہوئے ہیں اسکو ہم ایسا
سمجھتے ہیں جیسے لڑکپن جوانی وغیرہ کہ ذات ہر وقت میں محفوظ ہے۔ حق
تعالیٰ فرماتا ہے وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ امام سیوطیؒ نے مسالک الحنفا
میں نقل کیا ہے وقد قال ابن عباسؓ فی تاویل قول اللہ وتقلبک فی الساجدین
ای تقلبک من اصلاب طاہرۃ من اب بعد اب الی ان جعلک نبیا
اسی مضمون کو حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے نظم میں لکھا ہے
تنقل احمد نور عظیم ٭ تلالا فی جبین لساجدینا ٭ تقلب فیہم قرنا فقرنا ٭ الی ان
جاء خیر المرسلینا ٭ ذکرہ الامام السیوطیؒ فی مسالک الحنفا و حافظ العصر ابن حجر
عسقلانی نے کہا ہے ٭ نبی الہدی المختار من آل ہاشم ٭ فعن فخرہم فلیقصر المتطاول
تنقل فی اصلاب قوم تشرفوا ٭ بہ مثل ما للبدر تلک المنازل ٭ ذکرہ السیوطیؒ فی المقامات
السندسیہ اس سے بھی معلوم ہوا کہ عالم شہادت کے پہلے بھی ذات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی محفوظ تھی کیونکہ تقلب صفت ہے اور تمام اور قیام صفت کا

Marfat.com

بغیر ذات موصوف کے محال ہے اس عالم میں تشریف فرما ہونے کے پیشتر آدم علیہ السلام سے پہلے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے جو کنت نبیًا اور اوّل ما خلق اللہ نوری سے معلوم ہوا در بعد آدم علیہ السلام کے بھی جو و تقلبک فی الساجدین سے معلوم ہوا الحاصل وجود جزئی حضرت کا ثابت ہے اگرچہ اطوار وجود مختلف ہوں اور حالت جزئیت میں اتصاف اس صفت کے ساتھ بھی موجود رہا پھر خاتم النبیین کے جزئی حقیقی ہونے میں کیا کلام اگر کہا جائے کہ اس تقریر سے خاتم النبیین مثل دوسرے اعلام کے ایک علم ہو جائیگا تو اسمیں فضیلت ہی کیا ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے علم کی حقیقت معلوم کر لیجئے کہ ہر جماعت انسان اپنے ما فی الضمیر ظاہر کرنے میں محتاج اس امر کی ہے کہ ہر چیز کے مقابلہ میں ایک لفظ مقرر کرے تا جو شخص اس وضع سے واقف ہو وہ لفظ سنتے ہی سمجھ جائے کہ مقصود متکلم کا یہ ہے اب اس وضع کے وقت یہ ضرور نہیں کہ اس لفظ میں کوئی معنے وصفی ہوں بلکہ حروف تہجی سے چند حروف لے کر جو لفظ ترکیب دے دیا جائے وہی علم ہو جائیگا اور اگر کوئی لفظ معنی دار علم ہو تو معنے سابق اس میں نہیں ہوتے اس سے معلوم ہوا کہ تقرر علم کا صرف اسی واسطے ہے کہ اس کے کہنے سنے ذات معینہ معلوم ہو جائے بخلاف صفت کے کہ سوائے ذات کے ایک دوسرے معنی پر بھی اس سے دلالت ہوتی ہے۔ مثلاً عالم کہ اس سے ذات مع صفت علم سمجھی جاتی ہے اور صفت کا مبدا اس ذات میں موجود ہوگا اور علم میں یہ بات نہیں اب دیکھئے کہ صفت ختم نبوت کی آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں ازل سے قائم ہے جیسے ابھی مذکور ہوا مگر صفت مختصہ ہونے کی وجہ سے انحصار اس ذات مبارک میں ہے اس انحصار سے یہ لازم نہیں آتا کہ لفظ خاتم النبیین علم ہو جائے کیونکہ یہ لفظ ذات مع الصفت پر دلالت کرتا ہے نہ صرف ذات پر الحاصل صفت خاتمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ازلاً و ابداً مسلم ہو گئی اب کسی دوسرے کا اتصاف اس صفت مختصہ کے ساتھ محال ہے جیسے کہ سوائے نقطہ مخصوصہ کے متصف بصفت مرکزیت ہونا کسی دوسرے نقطہ کا دائرہ خاص میں محال ہے۔ اب ہم ذرا ان صاحبوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ اب وہ خیالات کہاں ہیں جو کل بدعۃ ضلالۃ پڑھ پڑھ کے ایک عالم کو دوزخ میں لے جا رہے تھے۔ کیا اس قسم کی بحث فلسفی بھی کہیں قرآن و حدیث میں وارد ہے۔ یا قرون ثلثہ میں کسی نے کی تھی۔ پھر ایسی بدعت قبیحہ کے مرتکب ہو کر بحسب واقع کیا استحقاق پیدا کیا۔ اور اس مسئلہ میں جبتک بحث ہوتی رہے گی۔ اس کا گناہ کس کی گردن پر۔ دیکھئے حدیث شریف میں وارد ہے۔ فی المشکوٰۃ وعن جریرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرہا ووزر من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارہم شیئ الحدیث رواہ مسلم یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اسلام میں برا طریقہ نکالے۔ تو علاوہ اس جرم ارتکاب کے جتنے لوگ اس کے بعد اس پر عمل کرتے ہیں سب کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا۔ اور ان کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

Marfat.com

روایت کیا اس کو مسلم نے انتہٰے بھلا جس طرح حق تعالیٰ کے نزدیک صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ ویسا ہی اگر آپ کے نزدیک بھی رہتے تو اس میں کیا نقصان تھا۔ کیا اس میں بھی کوئی شرک بدعت رکھی تھی جو شاخ شانے نکالے گئے۔ یہ تو بتلائیے کہ ہمارے حضرتؐ نے آپ کے حق میں ایسی کونسی بدسلوکی کی تھی جو اس کا بدلہ ایسے طور پر کیا جا رہا ہے کہ فضیلت خاصہ کا مسلم ہونا مطلقاً ناگوار ہے۔ یہانتک کہ جب دیکھا کہ خود حق تعالےٰ فرما رہا ہے کہ آپ سب نبیوں کے خاتم ہیں۔ کمال تشویش ہوئی کہ ہائے فضیلت مختصہ ثابت ہوئی جاتی ہے جب اس کے ابطال کا کوئی ذریعہ دین اسلام میں نہ ملا فلاسفہ معاندین کی طرف رجوع کیا۔ اور امکان ذاتی کی شمشیر دودم ان سے لیکر میدان میں آکھڑے ہوئے۔ افسوس ہے اس ذہن میں یہ بھی نہ سوچا کہ معتقدین سادہ کو انتظار اس خاتم فرضی کا کس قدر کنوئیں جھکائیگا۔ مقلدین سادہ کے دلوں پر اس تقریر معقولی کا اتنا تو ضرور اثر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت میں کسی قدر شک پڑ گیا گو دقایق معقولی کو نہ سمجھے ہوں۔ چنانچہ بعض اتباع نے اسی بنا پر الف ولام خاتم النبیین سے یہ بات بنائی کہ حضرتؐ ان نبیوں کے خاتم ہیں جو گزر چکے جس کا مطلب یہ ہوا کہ آیندہ جو انبیا پیدا ہوں گے ان کا خاتم کوئی اور ہوگا۔ معاذ اللہ اس تقریر نے کہاں تک پہنچا دیا کہ قرآن کا انکار ہونے لگا۔ ذرا سوچئے تو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رو برو خاتم النبیین ہونے میں یہ احتمالات نکالے

Marfat.com

جانتے تو کس قدر حضرت پر شاق ہوتا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے صرف توراۃ کے مطالعہ کا ارادہ کیا تھا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کیسی متغیر ہو گئی۔ کہ چہرۂ مبارک سے آثار غضب پیدا تھے اور باوجود اس خلق عظیم کے ایسے صحابی جلیل القدر پر کیسا عتاب فرمایا کہ جس کا بیان نہیں۔ جو لوگ مذاق تقرب و اخلاص سے واقف ہیں اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ پھر یہ فرمایا کہ اگر خود موسیٰؑ میری نبوت کا زمانہ پاتے تو سوائے میری اتباع کے ان سے کچھ نہ بن پڑتی۔ دیکھ لیجئے وہ روایت مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

عن جابرؓ ان عمرؓ بن الخطابؓ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسخۃ من التوراۃ فقال یا رسول اللہ ہذہ نسخۃ من التوراۃ فسکت فجعل یقرا ووجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر فقال ابو بکرؓ ثکلتک الثواکل ما تری مابوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر عمرؓ الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہٖ لو بدالکم موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان موسیٰؑ حیا وادرک نبوتی لاتبعنی رواہ الدارمی یعنے روایت ہے جابرؓ سے کہ ایک بار عمرؓ نے توراۃ کا نسخہ لا کر عرض کی یا رسول اللہ یہ توراۃ کا نسخہ ہے۔ حضرت خاموش ہو گئے وہ لگے پڑھنے ادھر چہرۂ مبارک متغیر ہونے لگا۔ ابو بکرؓ نے یہ دیکھ کہا اے عمرؓ تم تباہ ہو گئے کیا چہرۂ مبارک کو نہیں دیکھتے۔ عمرؓ یہ دیکھتے ہی کہنے لگے میں پناہ مانگتا ہوں خدا و رسول کے غضب سے

Marfat.com

م راضی ہیں اپنے پروردگار اور دین اسلام اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے اگر موسیٰؑ تم میں ظاہر ہوتے اور تم لوگ مجھے چھوڑ کر اُن کی پیروی
کرتے تو ضرور گمراہ ہو جاتے۔ اگر موسیٰؑ اس وقت زندہ ہوتے اور میری نبوت
کے زمانہ کو پاتے تو میری ہی اطاعت کرتے اور روایت احمد و بیہقی میں
ما وسعہ الا اتباعی ہے یعنی سوائے میری اتباعؑ کے ان سے کچھ بن نہ پڑتی
اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے سے صحابی با اخلاص کی
طرف اتنی حرکت اس قدر ناگوار طبع غیور ہوئی تو کسی زید و عمرو کی اس تقریر سے
خود خاتمیت میں شک ڈال دیتی ہے کیسی اذیت پہنچتی ہو گی۔ کیا یہ ایذا رسانی
خالی جائیگی ہرگز نہیں حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ
رَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا
مُّهِیْنًا۔ ترجمہ جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اللہ کے رسول کو لعنت کریگا
ان کو اللہ دنیا اور آخرت میں اور مہیا کر رکھا ہے ان کے واسطے ذلت کا
عذاب انتہی نسأل اللہ تعالیٰ توفیق الادب وہو ولی التوفیق۔

ہے درود پاک بھی ذکر شہ عالی مقام لکھتا ہے خود درود اس فخر عالم پر سلام	۶	ہر طرح سے جسکا خالق کو ہے منظور اہتمام اور فرشتے دائما مشغول ہیں جسمیں تمام

کیسی طاعت ہو گی وہ جسمیں ہو خود حق بھی شریک
ہے جو طاعت سبسے بڑی جسکا نہیں کوئی شریک

ولہ ہے درود پاک بھی ذکر شہ عالی مقام ۔ تیسری تسدیس میں معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کو ایسی کچھ رفعت دی ہے کہ کسی کو
بات نصیب نہیں اور اسی وجہ سے نام مبارک ہر جگہ آسمانوں وغیرہ میں لکھا
ہُوا ہے جس کا بیان تسدیس رابع میں گزرا۔ منشا اسکا یہ ہے کہ بحسب
حدیث شریف من احب شیئاً اکثر ذکرہ حبیب کا ذکر جس قدر ہو اچھا معلوم
ہوتا ہے عام اس سے کہ خود کریں یا کوئی دوسرا۔ پھر جو سخن شناس اس نکتہ سے
واقف ہیں۔ ظاہر ہے کہ اپنے خالق کی رضاجوئی کے واسطے خود اُس کے
حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بکثرت کریں گے ان کے لئے کوئی ترغیب
کی ضرورت نہیں۔ باقی رہے وہ لوگ کہ جبتک کسی کام میں کوئی نفع خاص
نہیں دیکھ لیتے اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ان کے لئے اقسام کی ترغیبیں
دی گئیں۔ پھر ان میں بھی دو قسم کے لوگ ہیں۔ بعضوں کا میلان نفع دنیوی
کے طرف زیادہ ہوتا ہے اور بعضوں کا نفع اخروی کے طرف ہر ایک کو
اس کی خواہش کے مطابق وعدے دئے گئے۔ چنانچہ صنف اوّل کے لئے ارشاد
ہوتا ہے۔ کہ بدولت اس ذکر خاص کے فقر دفع ہوتا ہے۔ رزق کشادہ
ہوتا ہے۔ بلکہ کل امور کے لئے اسمیں کفایت ہے اور کوئی فکر باقی نہیں
رہتا۔ جو لوگ کثرت ثواب کے طالب۔ اور نفع اخروی پر راغب ہیں۔
ان کی رعایت سے ارشاد ہے کہ ثواب اس ذکر خاص کا پہاڑوں برابر
صدقہ دینے کے اور کئی غلام آزاد کرنے کے مساوی ہے اور جہاد سے بڑھ کر
بلکہ تمام روئے زمین کے لوگ جتنا عمل کریں سب کے برابر۔ اور حق تعالےٰ کے
پاس سب عملوں سے زیادہ اس کی فضیلت ہے اس کے سبب سے ہزار ہا

Marfat.com

نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ ہزار ہا گناہ مٹائے جاتے ہیں۔ درجے بلند کیئے جاتے ہیں۔ ذاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرنے کے پیشتر اپنا مقام جنت میں دیکھ لیگا روز قیامت عرش کے سایہ میں رہ کر ہول و وہشت سے وہاں کے نجات پائیگا۔ شفاعت اور قربت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کو نصیب ہو گی۔ سب کام آخرت کے اس پر آسان ہوں گے۔ حق تعالے کے غضب سے امن پائیگا اور بہ رعایت ان لوگوں کے جو طالب رضائے حق ہیں۔ ارشاد ہے۔ کہ اس سے دل ظاہر ہوتے ہیں۔ حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے فرشتے اس شخص کے حق میں دعائے مغفرت کیا کرتے ہیں اور خود حق تعالے آمین فرماتا ہے۔ پھر عموماً اہل ایمان کی ترغیب کے واسطے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بذات خود مع تمامی ملایک کے ذکر خیر آنحضرتؐ کا کیا کرتا ہوں۔ علی ہذالقیاس اس کے سوائے اور بہت سی ترغیبیں دی گئیں۔ پھر اگر اسپر بھی کوئی نہ مانے۔ تو سزا اس کی یہ ہوئی کہ نہ طہارت اسکی پوری ہو نہ نماز اور نہ دعا قبول ہو اور وہ شقی جنت کی راہ سے بھٹک کر داخل دوزخ ہوگا۔ **الحاصل** جس طرح حق تعالیٰ نے وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ فرمایا رفع ذکر کے ذریعے بھی ویسے ہی قائم کئے تا قطع نظر ان طرق رفع ذکر کے جو مذکور ہوئے ہر مسلمان بھی طوعاً وکرہاً ذکر خیر میں مصروف رہے۔ پھر وہ ذکر جس کے واسطے وعدے وعید ہیں ایسا نہیں ہے کہ صرف نام مبارک کی تکرار ہوا کرے کیونکہ اس میں بے ادبی ہے بلکہ خود حق تعالیٰ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلی نام سے یاد نہ فرمایا بلکہ جب کبھی خطاب کیا یا یاد فرمایا کسی نہ کسی صفت کیساتھ ذکر کیا جیسے یا ایہا الرسول

Marfat.com

اور یا ایہا النبی - وما آتاکم الرسول وغیرہ - مگر ایک دو جائے جہاں بالکل تعیین مقصود
تھی صفت کے ساتھ نام کو ذکر فرمایا - بخلاف دوسرے انبیا کے ہر جگہ ان کے نام
کی تصریح فرمائی اور خطاب بھی اصلی نام کے ساتھ کیا - جیسا قلنا یا آدم اسکن
وناد یناہ ان یا ابراہیم - اور یا موسیٰ اقبل وغیرہ - الغرض ذکر شریف موصوف ہونے
کے لئے ایک خاص وضع مقرر کی گئی جو مقتضائے ادب ہے - پھر جو شخص اس وضع
کی پابندی کے ساتھ ذکر موصوف کیا کرے وہی مستحق ان وعدوں کا ہوگا -
اور وہ وضع بعینہ دعا کی سی ہے جس میں توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور
معلوم ہے کہ دعا کو خضوع وخشوع ضرور چاہیئے - پھر اس کے چند صیغہ مقرر
کئے گئے - اور ہر صیغہ میں جدی تاثیر رکھی گئی - پھر ان صیغوں کو ایک خاص قسم
کی شرافت عطا ہوئی اور وہ نام سرفراز ہوا جو خاص معبود حقیقی کی عبادت
کا نام ہے - یعنے صلوٰۃ - پس معلوم ہوا کہ صلوٰۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ایک قسم کے ذکر کا نام ہے **نکتہ** تسدیس سابق میں یہ بات ثابت ہوئی - کہ
جب حق تعالیٰ کا ذکر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی ہوتا ہے کما قال اللہ
تعالیٰ اذا ذکرت ذکرت معی اور یہاں معلوم ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا ذکر ہو حق تعالیٰ ذکر بھی لازم ہے اس تلازم طرفین نکتہ سنجان رمز
شناس ماودعک ربک وما قلی کے معنی بخوبی سمجھ سکتے ہیں - امر
وجدانی بیان کے قابل نہیں **قولہ** ہر طرح سے جس کا ہے - خالق کو منظور
اہتمام ؛ اب معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو منظور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا ذکر مبارک بکثرت ہوا کرے اس لئے تمام مسلمانوں کو درود شریف

ضرورت اہتمام درود شریف

Marfat.com

پڑھنے کا امر فرمایا اور کس خوبی کے ساتھ کہ میں خود اس کام میں مشغول ہوں
اور تمام ملائک بھی اے مسلمانو تم کو بھی چاہیئے کہ اس کام میں مصروف رہو مطلب
یہ کہ جب خود خدائے تعالیٰ اور تمام ملائک تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ
دُرود بھیجا کریں تو تم کو چاہیئے کہ بطریق اولیٰ اس میں دل دہی اور جانفشانی
کرو نہ یہ کہ ایک دو بار پر اکتفا کر لو۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو
جو احسان امتیوں پر ہیں اظہر من الشمس ہیں اگر شکر ہے تو ہماری بخشایش
کا ہے۔ اگر دعا ہے تو ہماری بخشایش کی ہے ہمیشہ ہماری بھلائی کی ہی
فکر میں گزاری۔ اگر امتیوں کو کچھ ارشاد ہوتا ہے تو یہی مقصود ہے کہ ایسا
طریقہ اختیار کریں جس سے دنیا و آخرت میں قہر آلہی سے محفوظ رہ کر فوائد
دارین حاصل کریں۔ اور اگر حق تعالےٰ کے ساتھ گفت و شنود ہے تو اسی
بارہ میں کہ کسی نہ کسی طرح سے راستہ ان کی نجات کا نکلے اور پروردگار
ان سے راضی ہو جائے باوجودیکہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى
وغیرہ آیتوں سے تسکینیں دی گئیں۔ مگر خدا جانے فرط محبت امت نے کیا
کیا خیالات پیش کر دئے تھے کہ ہر وقت خلوت و جلوت میں حالت نزع
تک امت ہی کا خیال اور اسی کی بخشایش کا حق تعالیٰ سے سوال وجواب
رہا۔ اب ایسا کون کمبخت ہو جو ایسے محسن کے احسانوں کو بھول جائے۔
مقتضائے انسانیت تو یہ ہے کہ بمصداق الانسان عبید الاحسان کے ساری
عمر شکر گزاری میں بسر کریں۔ اور یہ صرف مقتضائے انسانیت ہی نہیں
شریعت بھی یہی کہہ رہی ہے کہ جس نے اپنے محسن کی شکر گزاری نہ کی۔ خدا کا

Marfat.com

شکر بھی نہ کیا چنانچہ ارشاد ہے عن ابی ہریرہؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ رواہ الترمذی کذا فی تجرید الاصول یعنے فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے اپنے محسن کا شکر نہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ
کا بھی شکر نہ کیا انتہٰے۔ ان احسانوں کا شکر تو کسی سے کیا ہو سکتا ہے تنا تو
ہو کہ ذکر خیر میں حضرتؐ کے رطب اللسان رہیں۔ بڑی شرم کی بات ہے۔ کہ
خدائے تعالیٰ اور فرشتے تو ذکر خیر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رہیں اور
باوجود احسانوں کے ہم سے یہ بھی نہ ہو سکے۔ میرے خیال میں نہیں آتا کہ کوئی
شخص امتی ہونے کا دعوی کرے اور پھر حضرتؐ کے ذکر خیر سے اس کو انکار ہو۔
الغرض جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مدارج سے واقف ہو چکا
اہتمام ازل سے ہو رہا ہے اور یہ جان لے کہ باوجود اس رفعت شان کے ہمہ
تن ہماری خیر خواہی کے طرف متوجہ ہیں تو پھر یہ نہ ہو سکیگا کہ ذکر خیر میں حضرتؐ
کے کوتاہی کرے یا منتظر حکم جدید رہے اسی وجہ سے حق تعالےٰ نے پہلے
ہی سے اہتمام اس امر کا فرما دیا کہ جب عشاق حضرتؐ پر درود پڑھیں۔
(جو ایک قسم کا وہ بھی ذکر خیر ہے) تو چاہیئے کہ شکریہ اس کا بھی عالم غیب سے
ہوا کرے۔ چنانچہ جب سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرمائے خلق ہوئے
ہیں۔ ایک فرشتہ خاص اسی کام پر مقرر ہے کہ جب کوئی حضرتؐ پر درود
پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ گویا شکریہ میں اس کے کہتا ہے کہ تجھ پر بھی حق تعالےٰ
رحمت کرے چنانچہ کنز العمال میں روایت ہے عن ابی طلحۃ الانصاری
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبرئیل فقال یا محمدؐ من صلی علیک

Marfat.com

من امتک صلوٰۃ کتب اللہ لہ بہا عشر حسنات ومحا عنہ عشر سئیات ورفع بہا
عشر درجات وقال لہ الملک مثل ما قال لک قلت یا جبرئیل وما ذاک الملک
قال ان اللہ تعالیٰ وکل لک ملکا من لدن خلقک وفی روایتہ منذ خلقک
الی ان یبعثک لا یصلی علیک احد من امتک الا قال وانت صلی اللہ علیک

رواہ الطبرانی والبوالفرج ابن الجوزی فی کتاب الوفا مع زیادۃ یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل نے میرے پاس آکر کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو امتی آپ کا آپ پر درود پڑھے تو حق تعالیٰ اس کے بدلے دس نیکیاں لکھتا ہے دس گناہ مٹاتا ہے دس درجہ بڑھاتا ہے اور فرشتہ اس کے حق میں وہی کہتا ہے جو وہ آپ کے لئے کہتا ہے۔ کہا میں نے اے جبرئیل فرشتہ کیسا کہا کہ حق تعالےٰ نے جب سے آپؐ کو پیدا کیا ہے ایک فرشتہ قیامت تک متعین ہے اس غرض سے کہ جو آپؐ کا امتی آپ پر درود پڑھے تو وہ فرشتہ کہتا ہے (وانت صلی اللہ علیک) یعنے تجھ پر بھی خدا رحمت کرے روایت کیا اس کو طبرانی نے اور ابن جوزی نے کتاب الوفا میں مع زیادتی کے انتہیٰ ذکر کیا اس حدیث کو کنز العمال اور مسالک الحنفا اور وسیلۃ العظمیٰ میں۔ فتوحات ربانیہ شرح اذکار نوویہ میں شیخ محمد بن علی نے حافظ ابوذر ہروی کا قول نقل کیا ہے کہ درود شریف کا حکم ۲ سنہ دو ہجری میں نازل ہوا بعض کہتے ہیں مہینہ شعبان کا تھا اسی واسطے شعبان کو شہر صلوٰۃ کہتے ہیں انتہیٰ آپ دیکھئے کہ درود شریف پڑھنے کا حکم ۲ سنہ سے ہوا اور فرشتہ موصوف پہلے ہی سے مقرر کیا گیا ہے کس قدر

Marfat.com

اہتمام درود شریف کا اس سے ظاہر ہے اور یہ بھی اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ حکم سے پہلے درود شریف پڑھنے والے بھی موجود ہوں گے سوائے اس کے
اور دو فرشتے خاص اس کام پر مقرر ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ذکر کسی کے روبرو ہو اور وہ درود پڑھے تو وہ فرشتے اس کے واسطے مغفرت
کی دعا کیا کریں۔ جیسا کہ وسیلہ العظمیٰ میں ہے عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ وکل لی ملکین لا ذکر عند عبد مسلم فیصلی
علیّ الا قال ذانک الملکان غفر اللہ لک وقال اللہ وملئکتہ جوابا لذینک
الملکین آمین ولا ذکر عند عبد مسلم فلا یصلے علیّ الا قال ذانک الملکان
لا غفر اللہ لک وقال اللہ وملائکتہ جوابا لذینک الملکین آمین۔ رواہ
الطبرانی وابن مردویہ۔ ترجمہ روایت ہے حسن بن علی رضی اللہ عنہما
سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مقرر کئے حق تعالےٰ نے میرے لئے
دو فرشتے کہ جب کسی بندہ مسلمان کے آگے میرا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ مجھ پر
درود پڑھتا ہے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں۔ غفر اللہ لک یعنی بخش دے
اللہ تعالیٰ تجھ کو پھر خود حق تعالیٰ اور دوسرے فرشتے جواب میں ان کے
آمین کہتے ہیں اور جس نے میرا ذکر سن کر درود نہ پڑھا تو وہ دونوں فرشتے
کہتے ہیں نہ بخشے تجھ کو اللہ تعالیٰ اور آمین فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اور دوسرے
فرشتے ان کے جواب میں انتہی۔ اور اسی مضمون کی یہ بھی روایت ہے۔
ویروی انہ قیل لہ یا رسول اللہ ارایت قول اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ
یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

Marfat.com

فقال علیہ السلام ہذا من العلم المکنون ولولا انکم سالتمونی عنہ ما اخبرتکم بہ ان اللہ

سبحانہ وتعالیٰ وکل لی ملکین فلا اذکر عند مسلم فیصلی علیّ الا قال ذانک الملکان

غفر اللہ لک وقال اللہ وملئکتہ جوا با لذینیک الملکین آمین والا اذکر عند عبد مسلم

فلم یصل علیّ الا قال ذانک الملکان لا غفر اللہ لک وقال اللہ عز وجل وملئکتہ

جوا با لذینیک الملکین آمین کذا فی تفسیر القرطبیؒ وقال ابن حجر فی الدر المنضود

اخرجہ الطبرانی وابن مردویہ والثعلبی وغیرہم بسند فیہ متروک **ترجمہ**

روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ حق تعالےٰ جو فرماتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الآیہ کیا بات ہے فرمایا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک علم پوشیدہ ہے اگر تم نہ پوچھتے تو

نہ خبر دیتا میں تم کو اس سے اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے میرے لئے مقرر فرمائے

ہیں۔ کہ جب کسی مسلمان کے آگے میرا ذکر ہوتا ہے اور (وہ مجھ پر درود

پڑھتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں غفر اللہ لک اور حق تعالےٰ اور اس کے فرشتے

ان کے جواب میں آمین کہتے ہیں۔ اور جس نے میرا نام سُنا۔ اور درود

نہ پڑھا تو وہ دونوں کہتے ہیں نہ بخشے خدائے تعالےٰ تجھ کو اور ویسا

ہی جواب میں آمین ارشاد ہوتا ہے انتہٰے زہے طالع ان لوگوں کے

کہ جس کی خاص دعا کے واسطے فرشتے مقرر ہیں اور خود حق تعالےٰ اور

تمام فرشتے آمین کہتے ہیں۔ یہ صرف طفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

خیر خواہی کا ہے ورنہ شان کبریائی کہاں اور یہ لفظ کہاں۔ اگرچہ یقین ہے

کہ معنے اس لفظ کے کچھ اور ہیں۔ مگر اس لفظ کو استعمال تو فرمایا۔ سبحان اللہ

Marfat.com

بطفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیوں کو کیا کیا رُتبہ مل رہے ہیں۔ کہ جس کا بیان ہو نہیں سکتا۔ مگر یہ بھی معلوم رہے کہ فقط اُمتی ہونا کافی نہیں مدار اس کا صرف اسی بات پر ہے کہ حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاملہ ٹھیک رہے ورنہ رُتبے کیسے۔ ایمان کا پتا لگنا دُشوار ہے حدیث لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من نفسک کو دیکھ لیجئے۔ کہ کیا کہہ رہی ہے۔ کلام اس میں تھا کہ حق تعالےٰ نے خاص اس کام کے لئے دو فرشتے معین کئے ہیں کہ درود پڑھنے والوں کے حق میں دعائے خیر کیا کریں اب ان فرشتوں کی عظمت کو سوچیئے کہ کل رُوئے زمین کے مسلمان جب کبھی دُرود پڑھیں وہ سُن لیتے ہیں اور ہر ایک کا جواب فوراً ادا کرتے ہیں۔ اگر درود کی خبر ان کو پہنچنا دشوار سمجھا جائے۔ تو چاہیئے کہ جسم ان کا اتنا بڑا ہو کہ کل آبادیوں کو گھیرلے اور جسم بڑا بھی ہوا تو کیا صرف دو کان کفایت کریں گے ہر شخص کے پاس ایک کان لگا رہنا ضرور ہو گا۔ اوّل تو صرف دُور کی آواز سننا ہی دُشوار تھا۔ علاوہ اس کے ہر ایک کو فوراً جواب دینا دُوسری مشکل ہے۔ اب اگر حدیث کا بالکل انکار کر لیا جاوے اس خیال سے کہ سمجھ میں نہیں آتی تو اکابر محدثین پر الزام آجائے گا جنہوں نے اس کو روایت کیا ہے اور اگر کسی محدث نے اس کو حدیث متروک کہا جب بھی خلاصی نہیں۔ کیونکہ متروک کے معنے موضوع اور بناوٹی ہوئی نہیں۔ پھر جب موضوع نہ ہوئی تو بالکل اس کے مطلب کا انکار کر لینا جائز نہ ہوا بالفرض اگر اس ایک حدیث سے انکار کر کے جان چھڑائی بھی تو کیا۔ عزرائیل ع

Marfat.com

علیہ السّلام کے ہاتھ سے کہاں جا سکیں گے وہ تو مشرق کو چھوڑیں نہ مغرب
کو سب کی خبر آن واحد میں برابر لیتے ہیں۔ کیا ان کے وجود کا بھی انکار کیا جائیگا
پھر جب عزرائیل علیہ السّلام کا وجود اس صفت کے ساتھ مان لیا جائے۔ تو
ان دو فرشتوں کے انکار سے کیا فائدہ ہوا اس قسم کے امور کا استبعاد
و انکار اکثر اسی وجہ سے ہوا کرتا ہے کہ جو صفت آدمی اپنی جنس یا محسوسات
میں نہیں پاتا اس کا سمجھنا دشوار ہوتا ہے اور جب سمجھ میں نہ آئے تو اس کا
انکار کر بیٹھتا ہے۔ پھر بسا وقت اسی انکار کی وجہ سے نوبت کفر تک پہنچ
جاتی ہے نعوذ باللہ من ذالک نجات کا یہی طریقہ ہے کہ خدائے تعالی کی قدرت
پر ایمان لائیں اور یہ سمجھ لیں کہ حق تعالی جب کسی کو قدرت دیتا ہے تو
اس سے سب کچھ ہو سکتا ہے پھر اس کے خلاف میں عقل لگانا گمراہی ہے
مولانائے روم قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

ما نا آنکو نیک بخت و محرم است	زیرکی ز ابلیس و عشق از آدم است
زیرکی بفروش و حیرانی بخر	زیرکی ظنست و حیرانی نظر
عقل قربان کن بہ پیش مصطفےٰ	حسبی اللہ گو و اللہ ہم کفےٰ
ہمچو کنعان سر ز کشتی در مکش	کہ غرورش داد نفس زیرکش
زیرکش ابلہ کن تبع میرو سپس	رستگی زین ابلہے یابی و بس
اینچنیں تو رسے چو پیش آری کتاب	جان وحی آسای او آرد عتاب
اکثر اہل الجنۃ ابلہ اے پدر	بہر این گفتست سلطان البشر
زیرکی درین رہ ترک کن طاق و طرب	تا قلاوزت نہ جنبد تو مجنب

Marfat.com

ہر کہ او بے سر بجنبد دُم بود	جنبشش چون جنبش کژ دم بود

الحاصل دو فرشتے ایسے جلیل القدر حق تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں کہ ہر ایک کا درود برابر سنتے ہیں اور اس کے حق میں دعائے خیر کیا کرتے ہیں۔ اور بے انتہا فرشتے اس کام پر مقرر ہیں کہ جس قدر درود شریف پڑھا جاوے لکھ لیا کریں چنانچہ امام سخاویؒ نے قول بدیع میں نقل کیا ہے وعن عقبۃ رضی اللہ عنہ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للمساجد اوتادا جلساؤھم الملائکۃ ان غابوا افتقدوھم وان مرضوا عادوھم وان راوھم رحبوا بھم وان طلبوا حاجۃ اعانوھم فاذا جلسوا حفت بھم الملائکۃ من لدن اقدامھم الی عنان السماء بایدیھم قراطیس الفضۃ واقلام الذھب یکتبون الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث رواہ ابو القاسم ابن بشکوال و ذکرہ صاحب الدر المنظوم

ترجمہ روایت ہے عقبہؓ ابن عامر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسجدوں میں اوتاد ہوا کرتے ہیں کہ جن کے ہمنشین فرشتے ہیں جب وہ غائب ہوتے ہیں تو ڈھونڈتے ہیں ان کو فرشتے اور جب بیمار ہوتے ہیں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں ان کو تو مرحبا کہتے ہیں اور اگر کوئی حاجت طلب کرتے ہیں۔ تو وہ مدد دیتے ہیں پھر جب بیٹھتے ہیں وہ لوگ تو گھیر لیتے ہیں ان کو فرشتے اُن کے پاؤں سے آسمان تک ہاتھوں میں ان کے کاغذ چاندی کے ہوتے ہیں اور قلم سونے کے لکھتے ہیں وہ درود جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا جاتا ہے روایت کیا اس کو ابو القاسم ابن بشکوال نے اور ذکر کیا اس کو صاحب در منظوم نے انتہے

[illegible] ۱۲۵

امام سخاویؒ نے ایک بزرگ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ آنکھیں بند کئے ہوئے درود شریف پڑھ رہے تھے۔ اس حالت میں ان کو محسوس ہو رہا تھا۔ کہ جو درود شریف وہ پڑھ رہے ہیں کوئی لکھنے والا اس کو کاغذ پر لکھ رہا ہے جب آنکھیں کھولیں تو وہ غائب ہوگیا اور سوا ان کے کئے فرشتے اس کام کے لئے خاص کئے گئے ہیں کہ جمعہ کے دن اور رات آسمانوں سے آتریں۔ اور جو لوگ درود پڑھیں لکھ لیا کریں جیسا حدیث شریف میں وارد ہے

ان للہ ملئکۃ خلقوا من النور لا یھبطون الا لیلۃ الجمعۃ بایدیھم قلام من ذھب ودوی من فضۃ وقراطیس من نور لا یکتبون الا الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الدیلمی عن علیؓ ذکرہ فی الوسیلۃ العظمے وکنز العمال ترجمہ روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ کئے فرشتے نورانی حق تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ جو صرف جمعہ کی رات اور دن میں آسمان سے اترتے ہیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم اور دواتیں چاندی کی اور کاغذ نور کے ہوتے ہیں کام ان کا صرف یہی ہے کہ جو درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے جاتے ہیں لکھ لیتے ہیں انتھٰے اور درود شریف پڑھنے سے بسا وقت فرشتے بہ کثرت آسمان سے اتر آتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے عن زید بن ثابتؓ قال خرجنا یوما مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی کنا مجمع طریق المدنیہ فاذا اعرابی اخذ بخطام بعیرہ حتی وصل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن حولہ فقال السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سلامہ وجاء رجل عقبہ فقال یا رسول اللہ ھذا اعرابی سرق البعیر لی فسمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

حنین البعیر فاقبل علیہ فقال انصرف عنہ فان البعیر یشہد علیک انک کاذب فانصرف ثم اقبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الاعرابی فقال ای شیٔ قلت حین جئتنی قال قلت بابی وامی اللھم صل علی محمد حتی لا تبقی صلوۃ اللھم بارک علی محمد حتی لا تبقی برکۃ اللھم صل وسلم علی محمد حتی لا تبقی سلام اللھم صل وارحم محمدا حتی لا تبقی رحمۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ابدا ہالی والبعیر ینطق بعذرہ وان للائکۃ قد سدوا افق السماء رواہ الطبرانی کذا فی الوسیلۃ العظمی ترجمہ

روایت ہے زید بن ثابتؓ سے کہ ایک روز صبح کے وقت ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ جب ہم مدینہ منورہ کے چوراہہ میں پہنچے دیکھا کہ ایک اعرابی اپنے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے چلا آرہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر اس طرح سلام کیا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرتؐ نے اس کا جواب دیا ساتھ ہی یکدوسرے شخص نے پہنچکر کہا یارسول اللہ یہ اعرابی میرا اونٹ چرا لایا ہے اونٹ نے اس وقت کچھ آواز کی جس کے سنتے ہی آنحضرت نے اس کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ کہ فرمایا کم دور ہو خود اونٹ گواہی دے رہا ہے کہ تو جھوٹا ہے چنانچہ وہ چلا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا جس وقت تو یہاں پہنچا کیا کہا تھا عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں یہ درود پڑھا تھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے یا اللہ درود بھیج محمد پر اتنا کہ نہ باقی رہے کوئی درود اور یا اللہ برکت نازل کر محمد پر اتنی کہ نہ باقی رہے کوئی برکت یا اللہ درود سلام بھیج محمد پر اس قدر کہ نہ باقی رہے کوئی سلام یا اللہ درود اور رحمت نازل فرما

Marfat.com

محمدؐ پر اس قدر کہ نہ باقی رہے کوئی رحمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر وہ ظاہر فرما دیا تھا جبکہ اونٹ اپنا عذر بیان کر رہا تھا اور فرشتوں نے اس وقت اُفق کو بھر دیا تھا (یعنے اس درود کی برکت سے اُونٹ نے اصل واقعہ بیان کر دیا اور فرشتے اس قدر نازل ہوئے کہ تمام اُفق اُن سے بھر گیا) **الحاصل** بعض درودوں کا اس قدر اہتمام ہوتا ہے کہ بے انتہا فرشتے تعظیماً آسمان سے اُتر آتے ہیں اور جب تک کوئی شخص درود پڑھتا ہے تمام فرشتے اس کے واسطے استغفار کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ کنز العمال اور وسیلہ عظمیٰ اور مسالک الحنفا میں منقول ہے

فا استغفار ملائکہ برائے درود خوان

عن عامر بن ربیعۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یصلی علیّ الا صلت علیہ الملئکۃ ما دام یصلی علیّ فلیقلل العبد من ذلک او لیکثر رواہ احمدؒ ابن ماجہ والضیاء **ترجمہ** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو بندہ مجھ پر درود پڑھتا ہے فرشتے اس کے حق میں اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں۔ جب تک وہ درود پڑھتا رہتا ہے اب چاہیں زیادہ درود پڑھیں یا کم انتہیٰ۔ لفظ ملائکہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب فرشتے مراد ہیں کیونکہ اس حدیث میں کوئی قرینہ ایسا نہیں جس سے الف و لام عہد کا سمجھا جاوے بلکہ بقرینہ ترغیب، معلوم ہوتا ہے کہ الف و لام استغراق کا ہے اور اس میں کچھ استبعاد بھی نہیں اس لئے کہ حدیث شریف سے یہ بات آئندہ ثابت ہو جائیگی کہ ایک ایک درود کے بدلے خود حق تعالیٰ ستر ستر صلوٰۃ اس پر بھیجتا ہے تو تمام فرشتے کیا اگر تمام عالم اس پر درود بھیجے جب بھی کم ہوگا

Marfat.com

اس قرینہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ الف ولام استغراق کا ہے۔ جو بات یہانتک ثابت ہوئی موید اس کی اور بہت سی حدیثیں ہیں بخوف تطویل یہ چند نقل کی گئیں بعد اس اہتمام کے نوبت ان فرشتوں کی پہنچتی ہے۔ جو بارگاہ رب العزت میں اس کو پیش کرتے ہیں اور اس شان و شوکت سے اس کو عرش کے طرف لے جاتے ہیں کہ جہاں جہاں ان کا گذر ہوتا ہے وہاں کے فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اس کے بھیجنے والے پر درود پڑھو اور اس کی مغفرت چاہو چنانچہ مسالک الحنفا اور وسیلۃ العظمی میں مروی ہے عن ابی طلحۃ الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایکون لصلوٰۃ منتھی دون العرش لاتمر بملک الا قال صلوا علی قائلہا کما صلی علی النبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث کذا ذکر السخاوی فی القول البدیع ترجمہ ذکر کیا سخاوی نے قول بدیع میں کہ روایت کیا حدیث ابی طلحہ انصاری کو ابن جوزی نے کتاب الوفا میں اور ان کی روایت میں یہ بات زاید ہے کہ وہ درود سوائے عرش کے کہیں تھمتا نہیں پھر جس فرشتہ پر اس کا گذر ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ درود پڑھو اس کے کہنے والے پر اور استغفار کرو اس کے لئے جیسا کہ پڑھا اس نے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہٰی۔

ف یہ تتمہ ہے ابوطلحہ انصاریؓ کی اس حدیث کا جو کنز العمال سے ابھی نقل کی گئی جس کا شروع یہ ہے اتانی جبرئیل فقال یا محمد من صلی علیک الحدیث الحاصل لے جاتے ہیں ملائک اس درود کو راست عرش کبریائی تک اور حاضر کرتے ہیں بارگاہ عزت میں اس وقت ملائکہ کو ارشاد ہوتا ہے کہ لیجاؤ اسکو

Marfat.com

حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تاکہ خوش ہوں اور اس پڑھنے والے کو دعائے خیر سے یاد فرما دیں۔ چنانچہ روایت ہے کنز العمال میں مامن عبد

یصلی علی صلوۃ الاعرج بہا ملک حتی یجئ بہا وجاہ الرحمن فیقول اللہ عزوجل اذہبوا بہا الی قبر عبدی لیستغفر لقائلہا ویقر بہا عینہ۔ الدیلمی عن عائشہ رض

ترجمہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی بندہ مجھ پر درود پڑھتا ہے تو لیجاتا ہے اس کو فرشتہ یہانتک کہ حاضر کرتا ہے اس کو روبرو حق تعالیٰ کے (یعنے اس مقام میں کہ منتہائے آمد و شد خلق ہے) پس فرماتا ہے حق تعالیٰ کہ لے جاؤ اس کو میرے بندہ (یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کی قبر کے طرف تا استغفار کریں اس کے کہنے والے کے حق میں اور ٹھنڈی کریں اس سے اپنی آنکھیں روایت کیا اس کو دیلمی نے قسطلانیؒ نے لکھا ہے کہ روایت کیا اس کو ابراہیم رشتہ ابن مسلم نے اور حسن بنا نے۔ اب اس اہتمام اور فضل کو دیکھئے۔ کہ قبل اس کے کہ ہدیہ درود بارگاہ مرجع عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پیش ہو۔ حق تعالےٰ اول بنظر عزت فرائی اپنی پیشگاہ میں طلب فرماتا ہے اور اس ارشاد کے ساتھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں روانہ فرماتا ہے۔ کہ اس کے بھیجنے والے کو بدعائے خیر یاد فرمایں سبحان اللہ کیسا ذریعہ عظیم الشان قائم کیا گیا ہے کہ کسی کو نصیب نہ ہوا۔ اگر ہم لوگ درود شریف پڑھا کریں تو ہمارا ذکر خیر عالم ملکوت میں ہونے لگے۔ فرشتے ہمارے حق میں دعائے خیر کیا کریں خود رب العالمین بلفظ آمین ارشاد فرمائے اور مورد عطوفت فخر المرسلین

Marfat.com

ہو جائیں۔ یہ سب حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا طفیل ہے ورنہ ہم کہاں اور یہ مدارج کہاں اور کیسی سرفرازی ہے کہ جب کوئی امتی عرض کرتا ہے جبرئیل علیہ السلام بنفس نفیس حضرتؐ کی خدمت میں پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے۔ عن عبدالرحمٰن بن عوف ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ما منکم من احد یسلم علیّ اذا مت لاجاءنی سلامہ مع جبرئیل ویقول یا محمدؐ ہذا فلان بن فلان یقرأ ک السلام فاقول وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی تم سے مجھ پر سلام عرض کرے میرے انتقال کے بعد تو اس کا سلام مجھ کو پہنچے گا۔ جبریل علیہ السلام کے ساتھ کہیں گے۔ وہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) فلاں شخص فلاں کا بیٹا آپ کو سلام عرض کرتا ہے میں کہونگا اس پر بھی سلام ہوجیو اور رحمت اور برکتیں اللہ تعالی کی انتھے الحاصل درود شریف پہنچنے کا ایک ذریعہ وہ ہے کہ عرش سے ہوکر مع پیام حضرت رب العزّت گذارنا جاتا ہے۔ دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ اسی وقت بالا بالا اس فرشتہ کے ذریعہ سے پہنچ جاتا ہے۔ جو خاص اسی کام پر مقرر ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں یا عمار ان اللہ ملکا اعطاہ سماع الخلائق وہو قائم علی قبری اذا مت الی یوم القیمۃ فلیس احد من امتی یصلی علیّ صلوۃ الا سمی باسمہ واسم ابیہ قال یا محمدؐ صلی فلان علیک کذا وکذا فیصلی الرب علی ذلک الرجل لکل واحدۃ عشرا طب عن عمار نقلہ فی کنز العمال ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عمار حق تعالے نے ایک فرشتہ

عرض سلام بوساطت جبرائیل علیہ السلام

وصول درود و سلام بذریعہ فرشتہ خاص

پیدا کیا ہے اور اس کو تمام خلایق کی سماعت دی ہے وہ میرے انتقال کے
بعد میری قبر پر کھڑا ہوگا پھر جو کوئی میرا امتی مجھ پر درود پڑھے گا تو وہ فرشتہ
مجھ سے کہیگا کہ فلاں شخص فلاں کے بیٹے نے یہ درود آپ پر پڑھا پھر ہر درود
کے بدلے حق تعالیٰ اس پر دس درود بھیجے گا یہ روایت کنز العمال میں ہے
اور وسیلۃ العظمی میں طبرانی سے اسی روایت کو نقل کیا ہے۔ مگر بجائے
فیصلی الرب الحدیث کے یہ ہے وضمن الرب تعالےٰ انہ من صلے علیّ صلوٰۃ
صلی اللہ علیہ عشراً وان زاد زاد اللہ یعنے حق تعالےٰ ضامن ہوا ہے۔
کہ جو شخص مجھ پر درود پڑھے خدائے تعالےٰ اس پر دس درود بھیجے گا۔
اور اگر زیادہ پڑھے تو زیادہ بھیجے گا۔ اور کنز العمال میں اسی روایت کو ابن
نجار سے بھی نقل کیا ہے مگر اس میں بجائے فیصلی الرب الخ کے وقد ضمن لی الرب
تبارک و تعالیٰ انہ اردن علیہ بکل صلوٰۃ عشراً یعنے ضامن ہوا ہے حق تعالیٰ
کہ اس شخص پر ہر درود کے بدلے دس درود بھیجے۔ کہا قسطلانیؒ نے مسالک
الحنفا میں کہ روایت کیا اس حدیث کو بزار اور ابوالشیخ ابن حبان اور حافظ
عبدالعظیم منذری نے لیکن منذری نے کتاب الترغیب میں لکھا ہے۔ کہ
روایت کیا اس کو سبھوں نے نعیم بن ضمضم بن حمیری سے اور وہ معروف
نہیں اور امام بخاریؒ نے ان کو لین کہا ہے یعنے ان کی روایت میں چنداں
قوت نہیں۔ مگر ابن حبان نے ان کو ثقات تابعین میں داخل کیا ہے انتھی۔
اور موید اس کے یہ بھی روایت ہے۔ جو کنز العمال اور وسیلۃ عظمی
میں مروی ہے اکثروا الصلوٰۃ علیّ فان اللہ وکل لی ملکا عند قبری فاذا صلی علیّ

Marfat.com

رجل من امتی قال لی ذلک الملک یا محمد ان فلان ابن فلان صلی علیک الساعۃ
رواہ الدیلمی عن ابی بکر الصدیقؓ ترجمہ روایت ہے۔ ابی بکر صدیق
رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ مجھ پر
زیادہ درود پڑھو حق تعالےٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے کہ وہ میری
قبر کے پاس رہے گا۔ جو میرا امتی مجھ پر درود پڑھے گا۔ تو وہ فرشتہ مجھ
سے کہہ دے گا۔ کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) فلاں ابن فلاں نے
اسی وقت آپ پر درود پڑھا ہے انتہے۔ اور اس روایت سے بھی یہی بات
ثابت ہے۔ عن ابی امامۃؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من
صلّی علیّ صلے اللہ علیہ و ملک موکل بہا حتی یبلغنیہا رواہ الطبرانی و
سندہ جید ذکرہ ابن حجر فی مسالک الحنفاء ترجمہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مجھ پر درود پڑھے تو حق تعالےٰ
اس پر درود بھیجتا ہے اور ایک فرشتہ مقرر ہے کہ پہنچا دیتا ہے۔ وہ
درود مجھ کو اور اسی قسم کی یہ بھی روایت ہے جس کو امام سخاویؒ نے
قول بدیع میں نقل کیا ہے عن یزید الرقاشی قال ان ملکا موکل یوم الجمعۃ
من صلے علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبلغ النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول ان
فلانًا من امتک یصلی علیک رواہ بقی بن مخلد من طریقہ ابن بشکوال
واخرجہ سعید بن منصور فی سننہ و اسمٰعیل القاضی فی فضل الصلوۃ
ترجمہ روایت ہے۔ یزید رقاشی سے کہ ایک فرشتہ مقرر ہے جمعہ
کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کوئی درود پڑھتا ہے تو پہنچاتا ہے

Marfat.com

رجل من امتی قال لی ذلک الملک یا محمد ان فلان ابن فلان صلی علیک الساعۃ

رواہ الدیلمی عن ابی بکر الصدیقؓ ترجمہ روایت ہے۔ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ مجھ پر زیادہ درود پڑھو حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے کہ وہ میری قبر کے پاس رہے گا۔ جو میرا امتی مجھ پر درود پڑھے گا۔ تو وہ فرشتہ مجھ سے کہہ دے گا۔ کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) فلاں ابن فلاں نے اسی وقت آپ پر درود پڑھا ہے انتہے۔ اور اس روایت سے بھی یہی بات ثابت ہے۔ عن ابی امامۃؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من صلی علیّ صلے اللہ علیہ و ملک موکل بہا حتی یبلغنیہا رواہ الطبرانی و سندہ جید ذکرہ ابن حجر فی مسالک الحنفاء ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مجھ پر درود پڑھے تو حق تعالیٰ اس پر درود بھیجتا ہے اور ایک فرشتہ مقرر ہے کہ پہنچا دیتا ہے۔ وہ درود مجھ کو اور اسی قسم کی یہ بھی روایت ہے جس کو امام سخاویؒ نے قول بدیع میں نقل کیا ہے عن یزید الرقاشی قال ان ملکا موکل یوم الجمعۃ من صلے علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبلغ النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول ان فلانا من امتک یصلی علیک رواہ بقی بن مخلد ومن طریقہ ابن بشکوال واخرجہ سعید بن منصور فی سننہ و اسمٰعیل القاضی فی فضل الصلوٰۃ ترجمہ روایت ہے۔ یزید رقاشی سے کہ ایک فرشتہ مقرر ہے۔ جمعہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کوئی درود پڑھتا ہے تو پہنچاتا ہے

Marfat.com

ما کو وہ فرشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور عرض کرتا ہے
فلاں شخص آپ کا امتی آپ پر درود پڑھتا ہے اس روایت سے معلوم
ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز جو درود پڑھے جاتے ہیں ان کے پہنچانے کے واسطے
ایک جدا فرشتہ مقرر ہے سوائے اس فرشتہ کے جس کا ذکر اوپر کی
روایتوں میں ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن درود پڑھنے کی فضیلتیں
کثرت وارد ہیں اس لئے اس روز نہایت اہتمام ہوتا ہے اور بہت سے
فرشتے بتکلف تمام صرف درود لکھنے کو اترتے ہیں چنانچہ اس کا حال بھی
انشاء اللہ تعالیٰ قریب معلوم ہوگا **فائدہ** ان روایات سے یہ بات ثابت
ہے کہ ایک فرشتہ تمام روئے زمین کے درود سنتا ہے اور خدمت میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کرتا ہے اور اس کو ویسی ہی سماعت
دی گئی ہے جیسے ان دو فرشتوں کو دی گئی جو اس کام پر مقرر ہیں۔ کہ
درود پڑھنے والوں کے حق میں دعائے خیر کیا کریں جن کا حال ابھی معلوم ہوا
غرض اتنی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ بعض فرشتوں کے پاس
قرب و بعد یکساں ہے اور آن واحد میں ہر شخص کی آواز برابر سنتے ہیں
اب اہل ایمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ علمی میں شک کا
کیا موقع ہوگا اس لئے مبنی شک و انکار کا یہی تھا کہ اس میں شرک فی الصفت
لازم آتا ہے۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں یہ صفت
موجود ہے تو چاہیئے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بطریق اولیٰ
اور بوجہ اتم ہو چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح فرمادی

Marfat.com

ف: سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصلوات

جس کو وہ فرشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور عرض کرتا ہے
کہ فلاں شخص آپ کا امتی آپ پر درود پڑھتا ہے اس روایت سے معلوم
ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز جو درود پڑھے جاتے ہیں ان کے پہنچانے کے واسطے
ایک جُدا فرشتہ مقرر ہے سوائے اس فرشتہ کے جس کا ذکر اوپر کی
روایتوں میں ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن درود پڑھنے کی فضیلتیں
بکثرت وارد ہیں اس لئے اس روز نہایت اہتمام ہوتا ہے اور بہت سے
فرشتے بتکلف تمام صرف درود لکھنے کو اُترتے ہیں چنانچہ اس کا حال بھی
انشاء اللہ تعالیٰ قریب معلوم ہوگا **فائدہ** ان روایات سے یہ بات ثابت
ہے کہ ایک فرشتہ تمام روئے زمین کے درود سنتا ہے اور خدمت میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کرتا ہے اور اس کو ویسی ہی سماعت
دی گئی ہے جیسے ان دو فرشتوں کو دی گئی جو اس کام پر مقرر ہیں۔ کہ
درود پڑھنے والوں کے حق میں دعائے خیر کیا کریں جن کا حال ابھی معلوم ہوا
جب اتنی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ بعض فرشتوں کے پاس
قرب و بعد یکساں ہے اور آن واحد میں ہر شخص کی آواز برابر سنتے ہیں۔
تو اب اہل ایمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ علمی میں شک کا
کیا موقع ہوگا اس لئے مبنیٰ شک و انکار کا یہی تھا کہ اس میں شرک فی الصفت
لازم آتا ہے۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں یہ صفت
موجود ہے تو چاہیئے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بطریق اولیٰ
اور بوجہ اتم ہو چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح فرمادی

كما في الطبراني ليس من عبد يصلي علي الا بلغني صوته قلنا يا رسول الله وبعد وفاتك

قال وبعد وفاتي ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء ذكره ابن حجر

المكي في الجواہر المنظم **ترجمہ** فرمایا جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے اسکی آواز میں
سنتا ہوں صحابہ نے عرض کیا کیا آپ کے وفات کے بعد بھی یا رسول اللہ
فرمایا ہاں خدائے تعالےٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیا کے اجساد کو
کھائے رہی یہ بات کہ جب حضرتؐ خود سنتے ہیں تو پھر درود وسلام پہنچانے
پر جو اتنے عظیم الشان وکثیر التعداد فرشتے مقرر ہیں۔ جن کا حال کچھ معلوم
ہوا اور کچھ معلوم ہوگا اس سے کیا فائدہ سو اس کا جواب یہ ہے کہ آخر
حق تعالےٰ کے حضور میں بھی اعمال بذریعہ ملائک پیش ہوا کرتے ہیں اور
باوجود اس کے صفت علمیہ کا انکار ممکن نہیں حاصل یہ کہ شئے واحد کے
حصول علم کے طریقے اگر متعدد و مختلف ہوں تو کچھ قباحت لازم نہیں
آتی۔ بلکہ اس سے کمال قدرت وعظمت الہٰی معلوم ہوتی ہے اسی طرح
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم بھی دو طریقے ٹھہرائے گئے ہیں۔ ایک
یہ کہ صفت علمیہ جو کمال نشاء انسانی ہے عطا کی گئی تا اس کے حاصل
کرنے میں افضل مخلوقات کی احتیاج ان ملائک کے طرف نہ ہو جو فی الحقیقت
خدام آپؐ کے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ کہ عظیم الشان ملائک اس خدمت پر
مامور کیئے گئے جس سے شان مصطفائی اور تزک فرمان روائی اپنے حبیب
علیہ الصلوۃ والسلام کی تمام انبیا و ملائک پر آشکار ہو جائے اور وہ خصوصیتیں
وعظمتیں جو ازل سے سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت مرعی ہو رہی

جس کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام نام مبارک کو اپنے انجاح مرام کا وسیلہ
و ذریعہ ٹھہرایا کئے بعد نشا عنصری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی
مشہود و منکشف ہو جائے امر اول یعنے علم بلا واسطہ کی نسبت یہ بھی ایک
قرینہ ہے کہ عموماً اموات کا سماع قریب سے بدلائل ثابت ہے۔ چنانچہ بخاری
شریف میں روایت ہے کہ جو کفار بدر کے کنوئیں میں ڈال دیئے گئے تھے
ان کے طرف جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا کہ هَلْ
وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا یعنے کیا تم نے اپنے رب کے وعدے
کو سچا پالیا۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا کیا آپ مردوں کو پکارتے ہیں یارسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا ہاں ما انتم باسمع منہم ولکن لا یجیبون یعنے تم لوگ
ان سے زیادہ نہیں سنتے انتہٰے اور سوائے اسکے سماع موتی کے باب میں کئی روایات
و آیات وارد ہیں الحاصل جب عموماً اہل قبور قریب سے سنتے ہوں تو چاہیئے
تھا کہ قبر شریف کے پاس اگر کوئی شخص سلام عرض کرے تو اس کی اطلاع
کے واسطے فرشتہ کا توسط نہ ہوتا حالانکہ یہ سلام بھی فرشتہ ہی کے ذریعہ
سے پہنچتا ہے چنانچہ تصریحاً فرماتے ہیں ما من عبد یسلم علیّ عند قبری الا وکل
اللہ بہا ملکاً یبلغنی رواہ فی الشعب کذا فی مسالک الحنفا۔ **ترجمہ**
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو بندہ مجھ پر سلام کرے گا۔
میری قبر کے پاس تو ایک فرشتہ مقرر ہوگا۔ کہ وہ سلام مجھ کو پہنچا دیا
کرے گا۔ اور کنز العمال میں اسی حدیث کو اس طور سے روایت کیا
ہے ما من عبد یسلم علیّ عند قبری الا وکل اللہ بہ ملکا یبلغنی وکفی امر آخرتہ و

Marfat.com

ونیاہ وکنت بہ شہیدا یوم القیمۃ ہب عن ابی ہریرہؓ ترجمہ فرمایا
رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ جو بندہ عرض کریگا مجھ پر سلام میری قبر کے
پاس تو حق تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرمادیگا۔ جو وہ سلام مجھ کو پہنچادیگا
اور کافی ہوگا اس کے دنیا و آخرت کے کاموں کے لیئے اور میں اس کا
گواہ بنوں گا۔ قیامت کے دن انتہٰے۔ اور قول بدیع میں امام سخاویؒ
نے لکھا ہے وفی السمعونیات بسند ضعیف عن ابی ہریرہؓ ایضاً مرفوعاً
من صلی علیّ عند قبری وکل بہا ملک یبلغنی وکفی امر دنیاہ وآخرتہ وکنت لہ
یوم القیمۃ شہیداً وشفیعاً ترجمہ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میری
قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھے گا تو ایک فرشتہ مجھے وہ پہنچائے گا جو اس
کام کے لیئے مقرر ہوگا اور کفایت کرے گا وہ اس کے دینا و آخرت کے
کاموں کو۔ اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ ہونگا اور شفاعت کرونگا
انتہٰے اور روایت ہے کہ ایک شخص قبر شریف کے پاس آکر سلام عرض
کیا کرتا تھا حسن بن حسینؓ نے اس کو فرمایا کہ تو اور وہ شخص جو اندلس
میں ہو برابر ہیں یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم دونوں کا برابر ہے چنانچہ
اس قول کو بدیع میں نقل کیا ہے فقد روی ان رجلا ینتاب قبر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال الحسن بن حسینؓ یا ہذا ما انت ورجل بالاندلس سواء انتہٰے۔
فائدہ اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ مقامات دور و دراز سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کیا کرتے ہیں وہ بھی حضوری سے محروم
نہیں ہیں اب ہی وہ حدیث شریف جو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی میری

Marfat.com

فائدہ کلام موافق عقول کی رعایت

قبر کے پاس مجھ پر سلام کرے تو میں سنتا ہوں اور دور سے ملائکہ پہنچاتے ہیں تو بعد ان دلائل کے جواب اس کا آسان ہے اس لئے کہ اس میں نفی سماع کی تصریح نہیں ہے۔ ایک طریقہ علم کا فرما دیا جس میں سامعین کو استبعاد بھی نہ ہو اور مقصود بھی حاصل ہو جائے۔ چونکہ عادت شریف تھی کہ حتی الامکان بحسب عقول و فہم سامعین کے کلام فرمایا کرتے تھے اور پہلے سے فرشتوں کی عظمت سامعین کے اذہان میں جمی ہوئی تھی اور ان کی وسعت علم کا کسی کو استبعاد نہ تھا اس لئے برعایت بعض سامعین ارشاد فرمایا کہ جو درود دور پڑھا جاوے۔ فرشتہ پہنچا دیا کرتا ہے۔ فہم سامعین کی رعایت دوسری حدیثوں سے ثابت ہے چنانچہ زرقانی شرح مواہب میں روایت ہے۔ حدثوا الناس بما یعرفون اتریدون ان یکذب اللہ و رسولہ رواہ الدیلمی عن علی مرفوعا و ہو فی البخاری موقوف علیہ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیان کرو تم لوگوں سے وہ باتیں جو وہ پہچانتے ہوں کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تکذیب ہو جاوے انتہی یعنی ایسی باتیں کہنا چاہیئے۔ کہ مخاطب کی سمجھ میں آسکیں اور اسی مضمون کی موید یہ بھی حدیث ہے جو زرقانی میں مروی ہے ورد عن الحسن بن سفیان عن ابن عباس یرفعہ امرت ان اخاطب الناس علی قدر عقولہم قال الحافظ و سندہ ضعیف جدا لا موضوع ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حکم کیا گیا میں کہ خطاب کروں لوگوں سے ان کی عقلوں کے موافق انتہی۔ اسی وجہ سے جو وقائع شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ

Marfat.com

فرمائے ہر شخص سے بیان نہ فرمایا بلکہ ہر ایک کو اس کے حوصلہ کے موافق خبر دی چنانچہ توفیق احادیث معراج میں صاحب مواہب نے اسکی تصریح کی ہے **الحاصل** کسی مصلحت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع میں اپنے علم ذاتی کی تصریح نہ فرمائی جو دوسری احادیث میں مصرح ہے ورنہ سمجھ میں نہیں آتا کہ حق تعالیٰ ایک فرشتہ کو تو اس قدر علم سے سرفراز کرے اور خاص اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے ممتاز نہ فرمائے بسبب غرابت مقام کے اسی پر اختصار کیا گیا۔ یہاں کلام اس میں تھا کہ تمام روئے زمین پر جس قدر درود پڑھے جاتے ہیں۔ سب کو ایک فرشتہ سنتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسی وقت عرض کر دیتا ہے اور یہ طریقہ سوائے اس کے ہے جو عرش سے ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود گزارنا جاتا ہے اور سوائے اس کے علیحدہ فرشتے بھی مقرر ہیں۔ جو درود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارتے ہیں چنانچہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ من صلی علیّ صلوٰۃ

جارتی بہا ملک فاقول بلغہ عنی عشراً وقل لہ لوکان من ہذہ العشرۃ واحدۃ لہ

خلت معی الجنۃ وحلت لک شفاعتی رواہ ابوموسی المدنی عن ابوہریرۃ ذکرہ فی الوسیلۃ

العظمی ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے ایک فرشتہ وہ درود میرے پاس لاتا ہے پس میں کہتا ہوں کہ میرے طرف سے دس درود اس کو پہنچا اور کہدے اگر ان دس میں سے ایک بھی ہو تو میرے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے اور

Marfat.com

میں تیری شفاعت کروں انتہٰے۔ اور اسی طرح سلام پہنچانے کے لئے بھی کئی فرشتہ مقرر ہیں کہ ہمیشہ اسی کے تلاش میں پھرا کرتے ہیں۔ پھر جہاں کسی نے سلام عرض کیا فوراً گزران دیتے ہیں۔ چنانچہ مسالک الحنفا میں روایت ہے

عن ابن مسعودؓ قال ان للّٰہ ملئکۃ سیاحین یبلغونی عن امتی السلام رواہ

احمد والنسائی والدارمی والبیہقی وابن حبان والحاکم فی صحیحہا وقال صحیح

الاسناد **ترجمہ** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالٰے نے کئی کئی فرشتہ مقرر کیئے ہیں کہ سیاحت کیا کرتے ہیں اور پہنچاتے ہیں مجھ کو سلام میری امت کا انتہٰے۔ پس معلوم ہوا کہ جیسے درود شریف گزارنے جانے کی دو ذریعہ ہیں اسی طرح سلام عرض ہونے کے بھی دو ذریعہ ہیں ایک جبرئیل علیہ السلام دوسرے یہ ملائک۔ مناسب اس مقام کے اور بہت سی حدیثیں صحیح وضعیف وغیرہ ہیں۔ منجملہ ان کے دو تین حدیثیں یہاں بیان کی جاتی ہیں۔ ہرچند بعض محدثین نے ان میں کلام کیا ہے مگر ہم یہاں اتباع ان محدثین کا کرتے ہیں جنہوں نے ان کو روایت کیا ہے قسطلانیؒ نے مسالک الحنفا میں اس

حدیث کو نقل کیا عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من

صلے علی صلوٰۃ تعظیما لحقی جعل اللہ من تلک الکلمۃ ملکا جناح لہ فی المشرق و

جناح لہ فی المغرب ورجلاہ فی تخوم الارض وعنقہ ملتویۃ تحت العرش

یقول اللہ تعالیٰ لہ صل علٰے عبدی کما صلی علی نبیی فہو یصلی علیہ الی

یوم القیمۃ رواہ ابن شاہین فی الترغیب والدیلمی فی مسند الفردوس

وابن بشکوال وہذا حدیث منکر **ترجمہ** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے کہ جو شخص مجھ پر ایک درود پڑھے۔ میرے حق کی تعظیم کے واسطے تو حق تعالےٰ
اس کلمہ سے ایک فرشتہ ایسا پیدا کرتا ہے کہ ایک بازو اس کا مشرق میں ہوتا
ہے۔ اور ایک مغرب میں اور پاؤں زمین کے نیچے اور عرش
کے نیچے اس کی گردن جھکی ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو فرماتا
ہے۔ تو درود پڑھ اس میرے بندہ پر جیساکہ اس نے میرے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ تو وہ قیامت تک اس پر
درود پڑھتا رہے گا۔ روایت کیا اس کو ابن شاہین نے اپنی کتاب
ترغیب میں اور دیلمی نے فردوس میں۔ اور ابن بشکوال نے اور یہ روایت
بھی مسالک الحنفا میں ہے۔ عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ان اللہ اعطانی مالم یعط احداً من الانبیاء و فضلنی علیہم وجعل لامتی
فی الصلوٰۃ علیّ افضل الدرجات وکل بقبری ملکا یقال لہ منطوش راسہ
تحت العرش ورجلاہ فی تخوم الارض السفلی ولہ ثمانون الف جناح فی کل
جناح ثمانون الف ریشۃ تحت کل ریشۃ ثمانون الف زغبۃ تحت کل زغبۃ
لسان یسبح اللہ تعالیٰ ویحمدہ ویستغفر لمن یصلی علیّ من امتی ومن لدن راسہ
الی یطونی قدمیہ افواہ ولسن وریش وزغب لیس فیہ موضع شبرالا وفیہ
لسان یسبح اللہ تعالےٰ ویحمدہ ویستغفر لمن یصلی علیّ من امتی حتی یموت۔
رواہ ابن بشکوال وہو غریب منکر بل لوائح الوضع لائحۃ علیہ ترجمہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ نے مجھے وہ رتبے دئے ہیں جو کسی
نبی کو نہ ملے اور مجھ کو سب نبیوں پر فضیلت دی۔ اور اعلیٰ درجے مقرر کئے

Marfat.com

میری امت کے لئے مجھ پر درود پڑھنے میں اور متعین فرمایا میری قبر کے پاس ایک فرشتہ جس کا نام منطوش ہے۔ اس کا سر عرش کے نیچے اور پاؤں منتہائے زمین اسفل ہیں اور اس کے اسی ہزار بازو ہیں اور ہر بازو میں اسی ہزار پر اور نیچے ہر پر کے اسی ہزار رونگٹے اور ہر رونگٹے کے نیچے ایک زبان ہے۔ جس سے تسبیح و تحمید اللہ تعالیٰ کی کیا کرتا ہے اور اس شخص کے لئے دعائے مغفرت کیا کرتا ہے جو میرا امتی مجھ پر درود پڑھے اس کے سر سے قدم کے نیچے تک تمام منہ اور زبانیں اور پر اور رونگٹے ہیں۔ کہیں بالشت بھر جگہ اس میں ایسی نہیں کہ جس میں زبان نہ ہو اس کا کام یہ ہے کہ تسبیح اور تحمید اللہ تعالےٰ کی اور طلب مغفرت ان لوگوں کے حق میں کیا کرے جو مجھ پر درود پڑھا کرتے ہیں مرنے تک روایت کیا اس کو بشکوال نے انتہٰے اور وسیلۃ العظمیٰ میں مروی ہے من عطس فقال الحمد للہ علی کل حال ماکان من حال وصلی اللہ علی محمد وعلی اہل بیتہ اخرج اللہ

من منخرہ الایسر طیراً اکبر من الذباب واصغر من الجراد یرفرف تحت العرش یقول اللہم اغفر لقائلہا رواہ ابن بشکوال عن ابن عباسؓ ترجمہ روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ جو شخص چھینک کر کہے الحمد للہ الخ نکالتا ہے حق تعالےٰ اس کی ناک کے بائیں نتھنی سے ایک پرندہ مکھی سے بڑا اور ٹڈے سے چھوٹا جو عرش کے نیچے پر ہلاتا ہوا یہ کہتا ہے (اللہم اغفر لقائلہا) یعنے یا اللہ بخشدے اس حمد و صلوٰۃ کے کہنے والے کو روایت کیا اس کو ابن بشکوال نے انتہٰے امام سخاوی نے قول بدیع میں لکھا ہے کہ سند اس حدیث کی ٹھیک

Marfat.com

ہے - مگر اس میں یزید بن ابی زیاد ہیں کہ اکثروں نے ان کو ضعیف کہا ہے لیکن مسلم نے ان کی حدیث کو بطور متابعت ذکر کیا ہے انتہٰے -

ف اب یہاں بمناسبت مقام کے چند بحثیں کی جاتی ہیں - اگر ناظرین اس پیش نظر رکھیں تو توقع ہے کہ اکثر مقامات میں بکار آمد ہوں گی -

بحث اوّل یہ ہے کہ شاید بعض لوگوں کو اس بات کے سمجھنے میں تامل ہوگا کہ الفاظ سے پرندہ کیونکر پیدا ہو سکے - تو اس شبہ کو یوں دفع کرنا چاہیئے کہ اس قسم کے امور میں کبھی فکر کرنے کا اتفاق نہ ہوا - ورنہ قطع نظر اس کے کہ قدرت خدائے تعالیٰ کی مانی جائے - خود ہمارے روبرو ایک ایسا کارخانہ جاری ہے کہ جس سے اس قسم کے شبہات کا جواب ہو رہا ہے - دیکھ لیجئے کہ ہر روز جو غذائیں از قسم نباتات کھائی جاتی ہیں ان سے خون وغیرہ اخلاط پیدا ہوتے ہیں - پھر ان سے گوشت اور بعض وہ فضلات کہ جن سے اولاد ہوتی ہے - اب ان صورتوں کے انقلاب کو دیکھئے - کہ نبات کو حیوان سے کیا تعلق ہے - جو اس سے یہ تولید ہو رہی ہے - اسی طرح اور دوسری جسمانی قوتوں کا مدار غذا ہی پر ہے - حالانکہ باہم کوئی مناسبت نہیں - اور اکثر لوگوں نے دیکھا ہے کہ کملے سے (جو ایک قسم کا کیڑا ہے) پرندہ پیدا ہوتا ہے اور اقسام کے کیڑوں کو ڈکوری اپنے جنس سے بنا لیتی ہے

الحاصل تعمق نظر سے بہت نظیریں مل سکتی ہیں - جن سے معلوم ہو جائے - کہ توالد کے لئے جنسیت شرط نہیں - یعنے ضرور نہیں کہ ہر چیز اپنی جنس ہی سے پیدا ہوا کرے - پھر اگر انہیں محسوسات میں مشاہدہ سے

Marfat.com

قطع نظر کرکے دیکھئے تو اکثر لوگوں کی عقل اس کے سمجھنے میں حیران ہو جائے
دیکھ لیجئے کہ اگر کوئی خبر دے کہ غلے اور پتوں سے آج ایک لڑکا پیدا ہوا تو
یکایک یہ سمجھ میں نہ آئے گا۔ حالانکہ یہی بات ایک اعتبار سے صحیح بھی ہے۔
پھر یہ تولید جو سمجھ میں آتی ہے یہ بھی بطفیل مشاہدہ کے ہے ورنہ عقل اسکو
بھی باور نہ کرتی اس سے معلوم ہوا کہ مدار ایسی عقل کا صرف مشاہدہ پر ہے
اس عقل کے روبرو جبتک چراغ مشاہدہ کا نہ ہو ایک قدم نہ چل سکے گی
اور منزل مقصود تک کبھی نہ پہنچ سکے گی اگر منظور ہو امتحاناً کسی سے پوچھ
دیکھئے کہ تم نے کسی جسم کو مثلاً دیوار کو کبھی آنکھ سے دیکھا بھی ہے یا یوں
ہی صرف عقل سے جانتے ہو۔ کہ جسم ہے تو غالباً یہی کہے گا۔ کہ جسم شئے
محسوس ہے ہمیشہ دیکھا کرتے ہیں۔ پھر پوچھئے۔ کہ جسم کس کو کہتے ہیں
یہی کہے گا۔ کہ جس کو طول وعرض عمق ہو۔ پھر پوچھئے کہ بھلا طول وعرض
تو دکھائی دیتا ہے۔ کیا عمق یعنے دَل بھی نظر آتا ہے۔ اب اگر کہیئے۔ کہ
ہاں نظر آتا ہے۔ تو جھوٹ ہے کہ سطح کے اندر جسم میں نظر نہیں گھستی اور
اگر کہے نہیں تو معلوم ہوا کہ جسم کو کبھی دیکھا ہی نہیں۔ کیونکہ جسم کا دیکھنا تو
جب ہی صادق آئے۔ کہ اس کے تینوں جز دیکھا ہوا ور جو اس سے ایک بھی نہ
دیکھا تو وہ جسم نہ ہوا بلکہ جس چیز کو دیکھا وہ سطح ہے جو جسم کا ایک عرض ہے
اب دیکھئے کہ سمجھ رہے تھے۔ کہ جسم نظر آتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ جسم
کا ایک عرض نظر آتا ہے۔ حالانکہ جسم جوہر ہے۔ اس سے بھی عقل کا حال
معلوم ہو گیا۔ کہ اکثر حکم میں غلطی کیا کرتی ہے پھر ہر شخص کو اسی عقل پر

Marfat.com

ناز ہے کہ جس سے بڑے بڑے عقلا پر اعتراض کردیا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ خود مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں عقل لگانے پر بعض لوگ مستعد ہوجاتے ہیں سو یہ بڑی خطر کی بات ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے ورنہ کہیں حال ان لوگوں کا سا نہ ہوجائے جو لا الٰہ الا اللہ سن کر کہنے لگے۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ یعنی کیا بنا دیا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) تمام معبودوں کو ایک معبود یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے جو سمجھ میں نہیں آتی دیکھ لیجئے۔ کہ اسی عقل نارسا نے ان کو کیسے بے راہ چلایا اور آخر کہاں پہنچا دیا۔

دوسری بحث یہ ہے کہ شاید اتنے بڑے فرشتہ کا وجود مستبعد سمجھا جائے گا۔ تو دیکھنا چاہیئے کہ یہ استبعاد کس چیز سے ناشی ہے آیا تخلیق اسکی مستبعد ہے یا وجود فی نفسہ۔ تخلیق میں استبعاد کی گنجایش نہیں اس لئے کہ چھوٹی سی چھوٹی مخلوق اور بڑی سی بڑی تخلیق کے حق میں برابر ہے۔ کیونکہ وہاں تو سوائے قول کُن کے کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں چنانچہ فرماتے ہیں قولہ تعالےٰ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ یعنے جب ہم ارادہ کرتے ہیں کسی چیز کے پیدا کرنے کا تو صرف کُن کہہ دیتے ہیں اور وہ پیدا ہوجاتی ہے۔ پھر جب حق تعالیٰ اس کو پیدا کردے تو وجود اُس کا ضروری ٹھیرا۔ اب اسکو عقل سے دُور سمجھنا عقل کی کوتاہی پر دلیل ہوگا **تیسری بحث** یہ ہے کہ قسطلانیؒ نے ان بعض حدیثوں کی نسبت جو کہا ہے۔ کہ منکر ہیں اور آثار وضع کے اُن سے

Marfat.com

نمایاں ہیں سو اس میں تصریح اس امر کی نہیں کہ واقع میں موضوع ہیں یہ بحث فن اصول حدیث سے متعلق ہے ہم نے اس باب میں ایک رسالہ الکلام المرفوع فی الحدیث الموضوع لکھا ہے اس میں محدثین کی تصریحات سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ اس قسم کے اطلاقات سے یہ یقین نہیں ہو سکتا۔ کہ الفاظ حدیث قطعاً موضوع اور کسی کے بنائے ہوئے ہیں **قولہ** بھیجتا ہے۔ خود درود اس فخر عالم پر مدام؛ الخ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا **ترجمہ** تحقیق کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے اس کے درود بھیجتے ہیں۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم پر) اے وہ لوگو جو ایمان لائے درود بھیجو تم ان پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر۔ اس مقام میں چند فوائد لکھے جاتے ہیں جن پر اہل ایمان کو مطلع ہونا مناسب بلکہ ضرور ہے

فائدہ معنے صلوٰۃ میں۔ صلوٰۃ لغت میں دعا کو کہتے ہیں۔ چنانچہ خطیب شربینیؒ نے تفسیر میں لکھا ہے الصلوٰۃ فی اللغۃ الدعاء قال تعالیٰ وصل علیہم۔ اے ادع لہم اور بخاری شریف میں ہے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الملئکۃ تصلی علی احدکم ما دام فی مصلاہ مالم یحدث تقول اللہم اغفرلہ اللہم ارحمہ **ترجمہ** روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ملائک صلوٰۃ بھیجتے ہیں جبتک کوئی تم میں کا اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے۔ جبتک کہ حدث نہ کرے کہتے ہیں وہ یا اللہ بخش دے اس کو یا اللہ رحم کر اس پر انتہٰے۔ صلوٰۃ کی تفسیر اس دعا کے ساتھ

فائدہ آیت الٰہی کا ثبوت درود میں

فائدہ صلوٰۃ کے معنی

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ لیکن چونکہ معنی دعا کے اللہ تعالےٰ کی صلوٰۃ پر صادق نہیں آسکتے اس لئے اس کے معنی میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا کہ اس سے رحمت مراد ہے نامرادی اور لغوی معنی میں مناسبت ہوا اور وجہ مناسبت کی یہ ہے کہ رحمت لازم اور غایت دعا کی ہے چنانچہ مواہب لدنیہ اور اس کی شرح میں لکھا ہے (قال المبرد الصلوٰۃ من اللہ الرحمۃ) اسے الانعام اوارادتہ لان المعنی الحقیقی للدعاء لایتصور فی حق اللہ تعالےٰ فارید بہ لازمہ وغایتہ اور یہی معنے بعض احادیث میں مصرح بھی ہیں۔ چنانچہ درمنثور میں امام سیوطیؒ نے روایت کیا ہے۔ واخرج عبدالرزاق وابن المنذر وابن ابی حاتم عن الحسن فی قولہ ہوالذی یصلی علیکم قال ان نبی اسرائیل سالوا موسیٰؑ ہل یصلی ربک فکان ذلک کبر فی صدر موسیٰؑ فاوحی اللہ علیہ اخبرہم انی اصلی وان صلوتی رحمتی سبقت غضبی و اخرج عبد بن حمید عن شہر بن حوشب فی الایۃ قال قال بنو اسرائیل یا موسیٰ سل لنا ربک ہل یصلی فتعاظم ذلک علیہ فقال یا موسی مایسالک قومک فاخبرہ قال نعم اخبرہم انی اصلی وان صلوتی ان رحمتی سبقت غضبی ولولا ذلک ہلکوا **ترجمہ** ھوالذی یصلی علیکم کی تفسیر میں روایت ہے کہ سوال کیا بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے (ہل یصلی ربک) اور شہر بن حوشب کی روایت میں ہے۔ کہ اُن لوگوں نے درخواست کی موسیٰ علیہ السلام سے کہ حق تعالیٰ سے اس امر کا سوال کریں الغرض شاق ہوئی یہ بات موسیٰ علیہ السلام پر بس استفسار فرمایا حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

سے کہ کیا پوچھتی ہے تو تم تمہاری پس عرض کیا انہوں نے سوال ان کا ارشاد ہوا ہاں میری صلوٰۃ رحمت ہے جو سابق ہوئی میرے غضب پر اگر نہ ہوتی یہ صلوٰۃ ہلاک ہو جاتے وہ لوگ انتہٰی۔ موسیٰ علیہ السلام پر ان کا سوال جو شاق گذرا سواس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ صلوٰۃ کے معنی دعا سمجھے جو حق تعالیٰ کی نسبت محال ہے پھر حق تعالیٰ نے خود تصریح فرمادی کہ میری صلوٰۃ میری رحمت ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کی صلوٰۃ سے مراد رحمت ہوا کرتی ہے اور یہی ہے مذہب ابن عباسؓ اور عکرمہ اور ضحاک اور سفیان ثوری وغیرہ اہل علم کا اور ایک قول ابو العالیہ کا بھی یہی ہے۔ چنانچہ الدر المنضود فی الصلوٰۃ علی صاحب المقام المحمود میں ابن حجر ہیثمیؒ نے لکھا ہے۔ وقیل ہی (ای الصلوٰۃ) منہ تعالےٰ رحمۃ ونقلہ الترمذی عن الثوری وغیر واحد من اہل العلم ونقل عن ابی العالیۃ ایضًا وعن الضحاک اور در منثور میں ہے واخرج عبد بن حمید وابو المنذر عن عکرمۃ قال صلوٰۃ الرب الرحمۃ وصلوٰۃ الملٰئکۃ الاستغفار اور مسالک الحنفا میں قسطلانیؒ نے لکھا ہے قال ابن عباسؓ اراد اللہ ان یرحم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وملٰئکتہ یدعون وہو معنٰے قول الضحاک صلوٰۃ اللہ رحمۃ اور امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے الصلوٰۃ من اللہ عز وجل ہی رحمۃ ومن الملٰئکۃ الاستغفار ومن الامۃ الدعاء والتعظیم اور بعضوں کا قول یہ ہے۔ کہ مراد اس سے ثنا ہے کما فی البخاری قال ابو العالیہ صلوٰۃ اللہ ثناؤہ علیہ عند الملٰئکۃ اور اسی قول کو ابن قیم نے پسند کیا ہے۔ چنانچہ مسالک الحنفا میں قسطلانیؒ نے لکھا ہے جس کا ترجمہ

Marfat.com

یہ ہے کہ جلاء الافہام میں ابن قیم نے چھ وجہ قائم کئے ہیں۔ کہ صلوٰۃ کے معنے رحمت نہیں ہو سکتے۔ ایک یہ کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔
اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ یہاں رحمت کا عطف صلوات پر ہے اور عطف مقتضی مغایرت کو ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ رحمت غیر صلوٰۃ ہے۔ دوسری یہ کہ صلوٰۃ خاص انبیاء اور مومنین کے واسطے ہے اور رحمت عام ہے اور ہر شئے کو شامل ہے۔ تیسری یہ کہ اگر صلوٰۃ بمعنی رحمت کے ہو تو جن لوگوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا واجب ہے چاہیئے کہ اللھم ارحم سیدنا محمداً و آل سیدنا محمد کہنے سے وجوب ساقط ہو جاوے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ چوتھی یہ کہ اگر کسی نے کسی پر رحم کرکے مثلاً کھانا کھلایا تو رحمہ کہتے ہیں نہ کہ صلی علیہ یعنے یہاں رحمت صادق آتی ہے اور صلوٰۃ صادق نہیں آتی۔ پانچویں یہ کہ اگر صلوٰۃ کے معنی رحمت کے ہوں تو آیہ شریفہ کے یہ معنے ہوں گے (اللہ تعالےٰ اور فرشتے رحمت اور استغفار کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تو تم دعا کرو ان کے لئے) حالانکہ وجدان سلیم گواہی دیتا ہے کہ اول و آخر کلام اس معنے پر باہم مرتبط نہیں ہوتا۔ بخلاف اس کے کہ معنی صلوٰۃ کے ثنا ہوں تو تینوں جائے مضمون ایک ہو جاتا ثنا اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی تو ظاہر ہے رہا یہ کہ صلوٰۃ مومنین کی بصورت دعا ہے تو وہ بھی متضمن ثنا ہوگی۔ کیونکہ ثنا کا حق تعالیٰ سے طلب کرنا بھی ایک قسم کی ثنا ہے اور قطع نظر اس کے طالب رحمت کو مترحم کہتے ہیں۔ نہ کہ مصلی جیسے طالب مغفرت کو مستغفر کہتے ہیں۔ چھٹی یہ کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے

Marfat.com

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔
یعنے مت پکارو تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا کہ آپس میں
ایک دوسرے کو پکارتے ہو یعنے رسول وغیرہ القاب سے پکارنا چاہیئے
صرف نام لے کر پکارنا درست نہیں اور یہ نہی صرف کفار کو تھی ورنہ اہل
اسلام خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ کہہ کر خطاب کرتے تھے
اور یہ بات جب خطاب میں تھی۔ تو جو اس کے معنی میں ہے۔ یعنی دعا اس
میں بھی یہی لحاظ چاہیئے۔ اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
حق میں دعا بھی ایسی کرنا چاہیئے جو کسی کے واسطے نہ کی جاوے اور ظاہر ہے
کہ دعا رحمت کی ہر مسلمان بلکہ کفار و حیوانات کے واسطے بھی کی جاتی ہے
چنانچہ استسقا میں کہا جاتا ہے اللھم ارحم عباوک و بلاوک و بہائمک یعنی
یا اللہ رحم کر اپنے بندوں پر اور شہروں پر اور جانوروں پر الحاصل
ان وجوہات سے صلوٰۃ کے معنی رحمت لینا درست نہیں انتہٰے ملخصًا اور
بعضوں نے کہا مراد اس سے مغفرت ہے کما فی مسالک الحنفا وثانیہا ان صلوٰۃ
اللہ مغفرتہ ورجح القرار فی ہذا وقربہ البیضاوی اور مواہب لدنیہ میں
ہے دروی ابن ابی حاتم عن مقاتل بن حیان قال صلوٰۃ اللہ مغفرتہ وقال
الضحاک بن مزاحم صلوٰۃ اللہ رحمتہ وفی روایۃ عنہ مغفرتہ حاصل یہ کہ بیضاوی
نے صلوٰۃ اللہ کی تفسیر مغفرت کے ساتھ کی ہے اور میلان قرا کا بھی اسی طرف ہے
اور یہی قول مقاتل کا ہے اور ضحاک بن مزاحم سے بھی ایک روایت ایسی
ہی وارد ہے۔ ان حضرات کی دلیل شاید یہ حدیث ہوگی۔ جس کو ابن جریر

Marfat.com

طبری نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے۔ حدثنی یعقوب الدورقی حدثنا ابن علیۃ حدثنا ایوب عن محمد بن سیرین عن عبدالرحمٰن بن بشیر بن مسعود الانصاری قال لما نزلت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا قالوا یا رسول اللہ ہذا السلام قد عرفناہ فکیف الصلوٰۃ وقد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال قولوا اللھم صل علی محمد کما صلیت علی آل ابراہیم اللھم بارک علی آل محمد کما بارکت علی آل ابراہیم ترجمہ روایت ہے عبدالرحمٰن بن بشیرؓ سے کہ جس وقت نازل ہوئی آیہ شریفہ ان اللہ وملئکتہ تو عرض کیا۔ صحابہ نے یا رسول اللہ اس سلام کی کیفیت تو ہمیں معلوم ہے لیکن صلوٰۃ آپ پر کیونکر ہو سکے کہ اگلے پچھلے گناہ آپ کے حق تعالےٰ نے بخش دیئے ہیں فرمایا کہو اللھم صل علی محمد الخ انتہے ملخصاً سوال صحابہؓ سے صاف معلوم ہوا کہ صلوٰۃ کے معنے مغفرت سمجھے گئے اور ظاہر ہے۔ کہ یہ کام اللہ تعالےٰ کا ہے اور پہلے ہی مغفرت ہو چکی تھی جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اس لئے صلوٰۃ کے امتثال میں ضرورت سوال کی ہوئی پھر جب ارشاد ہوا۔ کہ کہو اللھم صل تو گویا صحابہ نے امتثالاً للامر تسلیم کر لیا۔ اور سوائے اس کے یہ بھی دلیل ان کی ہو سکتی ہے کہ اس آیۃ شریفہ میں کمال درجہ کی خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بحسب اجماع ثابت ہے کما فی المواہب اللدینہ والاجماع منعقد علی ان فی ہذہ الآیۃ من تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

والتنویہ بالیس فی غیرہ اور جیسے رحمت میں اختصاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں رہتا ویسا ہی ثنا میں بھی کوئی خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں کیونکہ حق تعالٰے تمام مسلمانوں کی ثنا کیا کرتا ہے۔

کما فی الدر المنشور للسیوطیؒ واخرج ابن ابی حاتم عن ابی العالیۃ فی قولہ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ قال صلوٰۃ اللہ ثناءہ وصلوٰۃ الملٰئکۃ الدعاء البتہ مغفرت قطعیہ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کما قال تعالٰے اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ اور کسی دوسرے کو یہ بات نصیب نہیں۔ کما روی القاضی عیاضؒ فی الشفاء عن ابن عمر رضی اللہ عنہ بعثت بین یدی الساعۃ ومنہ روایۃ ابن وہب انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال اللہ تعالٰے سل یا محمدؐ فقلت ما اسال یا رب اتخذت ابراہیم خلیلا وکلمت موسیٰ تکلیما واصطفیت نوحًا واعطیت سلیمان ملکا لا ینبغی لاحد من بعدہ فقال اللہ تعالٰی ما اعطیتک خیر من ذلک اعطیتک الکوثر وجعلت اسمک مع اسمی ینادی بہ فی جوف السماء وجعلت الارض طہورًا لک ولامتک وغفرت لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر فانت تمشی فی الناس مغفورًا لک ولم اصنع ذلک لاحد قبلک وجعلت قلوب امتک مصاحفہا وخبات لک شفاعتک ولم اخبا ہا لنبی غیرک۔ ترجمہ روایت کیا قاضی عیاض نے شفا میں اور کہا ملا علی قاری نے شرح میں کہ روایت کیا اس کو احمد نے بسند حسن ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالٰی نے مجھ سے فرمایا کہ

Marfat.com

کہ کچھ مانگو۔ میں نے عرض کیا اے پروردگار کیا مانگوں تو نے ابراہیمؑ کو خلیل بنا لیا اور موسیٰؑ سے کلام کئے نوحؑ کو برگزیدہ کیا اور سلیمان کو وہ ملک دیا۔ جو ان کے بعد دوسرے کو سزاوار نہیں ارشاد ہوا جو تم کو میں نے دیا وہ ان سب سے بہتر ہے تم کو کوثر دیا تمہارے نام کو اپنے نام کے ساتھ رکھا جو پکارا جاتا ہے آسمان میں اور تمہارے اور تمہاری امت کے لئے زمین کو طہور اور پاک بنایا اور اگلے پچھلے گناہ تمہارے بخش دئے اب لوگوں میں تم مغفور ہو یہ عطائیں پہلے کسی کے لئے نہ ہوئیں تمہاری امت کے دلوں کو مصحف بنایا اور مقرر کر رکھی ہے تمہارے لئے شفاعت کسی نبی کے واسطے یہ بات نہ ہوئی انتہٰے چونکہ دوسرے انبیا کو یہ قطعیت مغفرت حاصل نہیں اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام روز حشر مقام خوف میں ہوں گے۔ چنانچہ حدیث شریف سے جو بخاری شریف میں بکرات ومرات وارد ہے یہ بات ظاہر ہے۔ اور بعضوں کا قول یہ ہے کہ مراد اس سے سلام ہے کما فی المواہب وجوز الحلیمی ان یکون الصلوٰۃ بمعنی السلام شاید دلیل اس قول کی یہ ہوگی کہ مغفرت ما تقدم وما تاخر وقت واحد میں بالکلیہ ہو چکی اس میں تجدد و استمرار صادق نہیں آتا۔ حالانکہ آیہ شریفہ سے تجدد و استمرار ثابت ہے جیسا کہ قریب معلوم ہوگا البتہ سلام میں استمرار ہو سکتا ہے اور سوائے اس کے ابن قیم کے ان بعض دلیلوں سے اس قول کا بھی ابطال ہوتا ہے اور بعضوں کا قول ہے کہ مراد اس سے ثنا و تعظیم یا فقط تعظیم ہے کما فی المواہب وقیل صلوٰۃ علی خلقہ تکون خاصۃ وتکون عامۃ فیکون صلوتہ علی انبیائہ ہی ما تقدم

Marfat.com

من الثناء والتعظیم وصلوۃ علی غیرہم الرحمۃ التی وسعت کل شیء وقال الحلیمی فی الشعب معنی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعظیمہ۔ اور اسی کے قریب یہ قول بھی ہے کہ مراد اس سے تشریف وزیادت تکریم ہے کما فی المواہب دحکی القاضی عیاض عن بکر القشیری انہ قال الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللہ تشریف وزیادۃ تکرمۃ شاید دلیل ان اقوال کی یہ ہوگی کہ آیہ شریفہ میں صلوا علیہ وسلموا سے ظاہر ہے کہ صلوۃ کچھ اور ہے اور سلام اور چنانچہ صحابہؓ نے یہی سمجھا اور سوائے اس کے سلام میں بھی کوئی خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں سَلَامٌ عَلَیٰ اِلْیَاسِیْنَ وغیرہ اکثر وارد ہوا ہے **الحاصل** ان سب اقوال سے مقصود یہ ہے کہ کمال تعظیم وخصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تعالیٰ کے نزدیک سمجھی جاوے اور علوشان و رفعت منزلت درود شریف کی ثابت ہو یہانتک کہ جنہوں نے صلوۃ سے رحمت مراد لی ہے ان کا بھی مطلب یہ نہیں کہ وہ رحمت عامہ ہے بلکہ وہ رحمت مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے خاص کی گئی ہے۔ چنانچہ زرقانی نے اسی قسم کا جواب اس اعتراض کا دیا جو صاحب مواہب نے اس قول پر وارد کیا ہے کہ اس آیہ اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ سے صلوۃ و رحمت میں مغایرت ثابت ہے حیث قال واجیب بان الصلوۃ الرحمۃ المقرونۃ بالتعظیم فہی اخص من مطلق الرحمۃ وعطف العام علی الخاص کثیر مستعمل اور اس تقریر سے صاحب مواہب کا یہ اعتراض بھی دفع ہو جاتا ہے کہ جب یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ سلام کا طریقہ

Marfat.com

تو ہم نے جان لیا یعنی السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ صلوٰۃ آپ پر کس طور پڑھیں فرمایا کہو اللہم صل علی محمد الحدیث سو اگر صلوٰۃ کے معنی رحمت ہی ہوتے تو فرما دیتے سلام ہی میں تم نے اسکو بھی جان لیا کیونکہ اس میں (ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) موجود ہے۔ یہ اعتراض اس وجہ سے دفع ہو سکتا ہے کہ رحمۃ اللہ سے مراد رحمت عامہ ہے اور صلوٰۃ سے مراد رحمت خاصہ اور ضرور نہیں کہ عام کے معلوم ہونے سے خاص بھی معلوم ہو جاوے۔ کما قال الزرقانی والجواب ما قد علم فسوالہم دل علی ان الصلوٰۃ اخص من مطلق الرحمۃ پھر جب صلوٰۃ رحمت خاصہ کا نام ٹھہرا تو رحمت کے ذکر سے صلوٰۃ کا ذکر لازم نہیں آتا کیونکہ جہاں خاص کا ذکر مقصود ہو عام کا ذکر کافی نہیں جیسا کہ انسان کا ذکر جہاں مقصود ہو۔ وہاں حیوان کہنا درست نہ ہوگا اسی وجہ سے ابن عبد البرؒ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت رحمہ اللہ تعالیٰ کہنا درست نہیں کما قال السخاوی فی القول البدیع جزم ابن عبد البر بالمنع فقال لا یجوز لاحد اذا ذکر النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یقول رحمہ اللہ لانہ قال من صلی علیّ ولم یقل من ترحم علیّ ولا من دعی لی و ان کان معنی الصلوٰۃ الرحمۃ ولکنہ خص لہذا اللفظ تعظیما لہ فلا یعدل الی غیرہ ویؤیدہ قولہ تعالے لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا اس تقریر سے پانچ اعتراض ابن قیم کے بھی دفع ہو گئے باقی رہا چھٹا اعتراض ان کا اس کا جواب یہ ہے کہ اللہم صل الخ کی ہیئت ہر چند دعا کی ہے مگر جب کیف الصلوٰۃ کے جواب میں وہ ارشاد ہوا تو

Marfat.com

سب تعیین شارع صلوٰۃ اسی کا نام ہوگا۔ اسی وجہ سے ان الفاظ مشروعہ کو
ئی پڑھ لے تو صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہنا صادق آجائے گا نہ دعا لہ
لانکہ وضع صیغہ دعا کے واسطے ہے **نکتہ** یہ امر ظاہر ہے کہ جس کام کا حکم حق
الی نے فرمایا اس کے امتثال میں کوئی کام کیا جاتا ہے مثلاً نماز کے حکم پر
ام در کوع وغیرہ ادا کئے جاتے ہیں اور روزہ کے حکم پر بھوکے پیاسے رہتے
ں بخلاف اس کے درود شریف پڑھنے کے لئے جب صَلُّوْا ارشاد ہوا
وئی کام نہیں کیا جاتا۔ بلکہ یہی کہا جاتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ یہ تو بلا
شبیہ ایسا ہوا۔ جیسے بنی اسرائیل نے قتال کے حکم کے جواب میں فَقَاتِلَا
یعنے تمہیں لڑ لو وجہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
عاکہ عہدہ برائی اس کی کسی سے نہ ہو سکے گی۔ فرمایا یہ کام اللہ تعالے
کے تفویض کر دیا کرو یعنے تفویض کر دینا ہی صلوٰۃ ہو جائے گا اسی
سئلہ میں امام ابو منصور ماتریدی نے اپنی تفسیر مسمی بتاویلات القرآن
اسی قسم کی تقریر کی ہے کما قال والاشکال ان فی الآیۃ الامر للمومنین
یصلوا علی النبی ثم قال لما سئل عن کیفیۃ الصلوٰۃ علیہ و ما ھنیہا
ال ان یقولوا اللھم صل علی محمد و ہذا سوال من اللہ تعالے
یتولی بنفسہ الصلوٰۃ علی محمد علیہ السلام وفی ظاہر الآیۃ ہم المامورون
ون الصلوٰۃ بانفسہم علیہ فکیف یخرجون عن الامر بالصلوٰۃ علیہ بالدعا
سوال من اللہ تعالے بالصلوٰۃ علیہ فنقول ہم امروا بالصلوٰۃ
ی الغایۃ من الثناء علیہ ولکنہ لم یر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی وسعہم

Marfat.com

وطاقتہم القیام بغایۃ ما امروا بہ من الثناء علیہ فامرہم ان یکلوا ذلک الی اللہ تعالےٰ ویفوضوا الیہ وان یسالوہ لیتولی ذلک ہو دونہم لم یرفی وسعہم القیام بغایۃ الثناء علیہ والا فلیس فی ظاہر الایۃ سوال للرب تعالےٰ ان یصلی ہو بنفسہ علیہ لکن فیہا الامر للذین آمنوا بان یصلوا علیہ واللہ اعلم تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ہر شئے کے لیئے ایک حقیقت اور ہویت مختصہ حق تعالیٰ کے نزدیک ثابت ہے۔ جیساکہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ وایضاً قَالَ وَکُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنَاہُ بِقَدَرٍ اور نظائر اس کے بہت ہیں۔ جیساکہ موت کی صورت دُنبے کی ہے اور قیامت میں ذبح کی جائیگی اور نیل وفرات کی حقیقت کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کما فی کنز العمال من البخاری رفعت الی سدرۃ المنتہےٰ منتہا ہا فی السماء السابعۃ نبقہا مثل قلال ہجر وورقہا مثل اذان الفیلۃ فاذا اربعۃ انہار۔ نہران ظاہران ونہران باطنان فاما الظاہران النیل والفرات والباطنان فنہران فی الجنۃ الحدیث یعنے سدرۃ المنتہےٰ کے پاس میں نے دو نہریں دیکھیں دو ظاہر کی دو باطن کی ظاہر کی دو نہریں نیل وفرات ہیں اور باطن کی جنت میں دو نہریں ہیں اسی طرح ایک خزانہ ہے۔ جس میں اچھے اچھے اخلاق رکھے ہیں کما فی الجامع الصغیر للسیوطی ان محاسن الاخلاق مخزونۃ عند اللہ تعالےٰ فاذا احب اللہ عبداً منحہ خلقاً حسناً الحکیم عن العلاء بن کثیر مرسلا ترجمہ روایت ہے علاء بن کثیر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اچھے اچھے اخلاق اللہ

حقائق اشیاء

Marfat.com

تعالیٰ کے پاس مخزون ہیں۔ جب کسی کو حق تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ تو اس
کو کوئی اچھا خلق عنایت فرماتا ہے اور جامع الصغیر میں ہے الحمد للہ تملا
المیزان والتسبیح والتکبیر یملا السموات والارض والصلوٰۃ نور الحدیث حم
ن ھ حب عن ابی مالک الاشعری ترجمہ فرمایا حضرت نے الحمد للہ میزان کو
بھر دیگا اور تسبیح و تکبیر آسمانوں کو اور زمین کو بھر دیتی ہیں اور نماز نور ہے
اور زرقانی شرح مواہب میں روایت ہے واخرج احمد وابن حبان
والضیاء برجال الصحیح عن جابر مرفوعاً اتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق جاء
نی بہ جبریل علیہ قطیفۃ من سندس یعنے میرے پاس دنیا کی کنجیاں لائی گئیں
جن کو جبریل علیہ السلام ابلق گھوڑے پر میرے پاس لائے اور اس قسم
کی روایتیں بکثرت موجود ہیں حاصل یہ کہ حق تعالیٰ کے نزدیک ہر چیز کی
ایک حقیقت ثابت و موجود ہے لیکن بعضوں کا وجود اس عالم میں محسوس
ہے اور بعضوں کا محسوس نہیں چنانچہ احادیث مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے
پھر ہر حقیقت دوسری سے ممتاز ہے بہ تشخص خاص چنانچہ انہیں احادیث
سے یہ بات بھی ظاہر ہے اور یہ حدیث بھی اس پر دلیل ہے جو کنز
العمال میں ہے اذا کان یوم القیمۃ جاء الایمان والشرک یجثوان بین
یدی الرب فیقول للایمان انطلق انت واہلک الی الجنۃ ک فی تاریخہ
عن صفوان بن عسال ترجمہ روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ قیامت کے روز ایمان اور شرک حاضر ہونگے اور حق تعالیٰ
کے روبرو دو زانو بیٹھ جائیں گے ایمان کو ارشاد ہوگا کہ تو اپنے اہل کے ساتھ

Marfat.com

جنت میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح درود شریف کا بھی حال سمجھنا چاہیئے کہ ایک شئے ممتاز ہے اور وجود اس کا اس عالم کے جنس سے نہیں اور نہ ادراک اس کا حواس جسمانیہ سے ہو سکتا ہے۔ بلکہ وہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے متعلق ہے۔ اور تعجب نہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ بھی لیتے ہوں کیونکہ ملکوت وغیرہ عوالم کی اشیا جن تک خیال کی رسائی دشوار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محسوس تھیں۔ اس سے بڑھ کر کیا چاہیئے۔ کہ قیامت کی اشیاء کو یہاں سے ملاحظہ فرماتے تھے کما فی الفردوس للدیلمی عن جابرؓ ان اللہ رفع لی بیت المقدس دانا عند الکعبۃ فجعلت انظر الیہ والی ما فیہ ولقد رأ جہنم واہلہا فیہا واہل الجنۃ فی الجنۃ قبل ان ید خلوہا کما انظر الیکم یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے بیت المقدس روبرو میرے کیا گیا جس کو میں دیکھ رہا تھا اور قبل اس کے کہ جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں جائیں میں ان کو اپنے اپنے مقامات میں دیکھ لیا ہوں جس طرح تم کو دیکھتا ہوں۔

وفی المواہب روی الشیخان من حدیث عقبۃ بن عامر قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قتلی احد بعد ثمان سنین کالمودع للاحیاء والاموات ثم طلع المنبر فقال انی بین ایدیکم فرط وانا علیکم شہید وان موعدکم الحوض وانی لانظر الیہ وانا فی مقامی ہذا وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض الحدیث ترجمہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد پر آٹھ سال کے بعد جیسا کہ کوئی رخصت کرتا ہے زندان اور مردوں کو پھر چڑھے حضرت

منبر پر اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے میر منزل ہوں اور تمہارا شاہد ہوں اور ہمارے اور تمہارے ملنے کی جائے حوض ہے جسکو میں اسی جگہ سے دیکھ رہا ہوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھ کو دی گئیں انتہٰے اور سوا اس کے اس دعویٰ پر اور بہت سی دلیلیں ہیں۔ الغرض صلوٰۃ کا ادراک و احساس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ہے دوسرا اس پر واقف ہو نہیں سکتا۔ جیسا کہ کور مادر زاد سیاہ و سفید پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ اور مثال اسکی ایسی سمجھنا چاہیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال یعنے پے درپے روزے بلا افطار رکھنا شروع کئے صحابہؓ نے بھی اتباع کا قصد کیا ارشاد ہوا کہ مجھ کو اپنے پر قیاس مت کرو کھلاتا ہے مجھ کو میرا رب پلاتا ہے بخاری شریف میں ہے عن ابی سعید الخدریؓ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تواصلوا فایکم اراد ان یواصل فلیواصل حتی السحر قالوا فانک تواصل یا رسول اللہ قال لست کہیئتکم انی ابیت لی مطعم یطعمنی وساق یسقین۔ وفی روایۃ منہ یطعمنی ربی ویسقین اس کھانے پینے کی حقیقت دوسروں کو کیا معلوم ہو سکے۔ اگر وہ ہمارے کھانے پانی کی جنس سے ہوتا تو صوم وصال ہی کیوں کہا جاتا اور لست کہیئتکم وغیرہ کیوں فرماتے ایسا ہی صلوٰۃ کا ادراک و احساس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ہے اور تعجب نہیں کہ وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ سے اسی کے طرف اشارہ ہو اگرچہ اکثر محدثین نے معنی اس کے نماز کے لئے ہیں مگر اس پر کوئی قرینہ نہیں بخلاف معنی درود کے کہ اس پر یہ حدیث قرینہ ہے جو اوپر مذکور ہوئی مامن عبد

Marfat.com

یصلی علی الاعرج بہا ملک حتی یحیی بہا وجاہ الرحمٰن فیقول اللہ عز وجل اذہبوا
بہا الی قبر عبدی یستغفر لقائلہا وتقربہا عینہ الدیلمی عن عائشۃ کذا فی کنز العمال
یعنے درود جب حق تعالے کے پاس گزرانا جاتا ہے تو فرماتا ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اسکو لے جاؤ تا اس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں
انتہے۔ اسی وجہ سے بعضوں کا مذہب یہی ہے کہ مراد قرۃ عینی فی الصلوٰۃ سے
درود ہے کما قال القسطلانی فی مسالک الحنفا معنے قرۃ عینی فی الصلوٰۃ فی
حدیث حبب لی من دنیا کم ثلاث النساء والطیب وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ
الصلوٰۃ التی ذکرہا فی قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ عند بعض انتہے۔ یہ تو
اللہ تعالے کی صلوٰۃ کا حال تھا اب رہی صلوٰۃ ملائکہ اور مومنین سو محدثین
نے لکھا ہے کہ مراد اس سے استغفار و دعا ہے وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے
کہ صلوٰۃ یعنے رحمت خاصہ کا خزانہ حق تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کسی کو اس میں
دخل نہیں۔ خیر خواہوں کا کام صرف دعاگوئی ہے اور وہ بھی صرف اس
غرض سے کہ ہم بھی دعاگو رہیں ورنہ پیاپے رحمت خاصہ کا اترنا بغیر دعا کے
ہمیشہ جاری ہے جیسا کہ خود حق تعالے اس آیہ شریفہ میں بصیغہ استمرار اسکی
خبر دیتا ہے۔ مگر چونکہ اس دعا و استغفار پر بھی صلوٰۃ ہی کا اطلاق فرمایا اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس صلوٰۃ کی صورت
دعائیہ کو بدل کر اسی صلوٰۃ کی صورت میں جلوہ گر فرماتا ہے جو مختص آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور کچھ مستبعد نہیں۔ کیونکہ جب ایمان
لانے والوں کی سئیات کی صورت کو بدلکر حسنات کی صورت میں جلوہ گر کرتا ہے

Marfat.com

تو اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق دعا کی صورت کو ان کی خوشنودی کے
واسطے بدل دینا مالک کن فیکون کے نزدیک کونسی بڑی بات ہے۔ دیکھ
لیجئے سئیات کو حسنات بنا دینا اس آیہ شریفہ سے ثابت ہے قال تعالےٰ اِلَّا
مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ
سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ ترجمہ
مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک پس بدل دیتا ہے
اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں کے ساتھ اور اللہ غفور رحیم
ہے اس صورت میں تینوں صلوات کی صورت باآمال ایک ہی ہوگی اس
پر یہ بھی قرینہ ہوسکتا ہے کہ جب آیہ صلوٰۃ نازل ہوئی صحابہؓ نے عرض کیا۔
یا رسول اللہ سلام کی کیفیت تو ہمیں معلوم ہوئی صلوٰۃ کا کیا طور ہوگا
چنانچہ درمنثور وغیرہ اکثر کتب میں اس مضمون کی روایتیں وارد ہیں منجلہ
ان کے ایک یہ ہے واخرج ابن ابی سعد واحمد وعبد بن حمید والبخاری والنسائی
وابن ماجۃ وابن مردویہ عن ابی سعید الخدری قال قلنا یا رسول اللہ ہذا السلام
علیک قد علمناہ فکیف الصلوٰۃ قال قولوا اللہم صل علی محمد عبدک ورسولک کما
صلیت علی آل ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم۔ کذا فی
الدر المنثور للسیوطی فی تفسیر آیہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ اس سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ
سے مراد صحابہ نے دعا نہ سمجھی ورنہ ہر شخص دعا گوئی میں مصروف ہو جاتا استفسار
کی وجہ یہی ہوگی کہ رحمت نازل کرنا تو خاص اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس امر کا
امتثال ہم سے کیونکر ہوسکے ارشاد ہوا کہ تمہارا کام اتنا ہی ہے کہ ان الفاظ

Marfat.com

کو کہدیا کر واس تقریر سے ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا
مطلب بھی معلوم ہوگیا جو ابھی مذکور ہوا اور وہ اشکال بھی دفع ہوگیا جو
قسطلانیؒ نے شرح بخاری میں وارد کیا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ میں لفظ
اللہ کی خبر محذوف ہے یا اللہ وملئکۃ دونوں کی خبر یصلون ہے یہ نہیں ہو
سکتا کہ یصلون دونوں کی خبر ہو کیونکہ اللہ کی صلوٰۃ کچھ اور ہے اور ملئکہ کی
کچھ اور ایک لفظ کا استعمال دو معنے مختلف میں وقت واحد میں درست
نہیں اور اگر کہا جاوے کہ لفظ اللہ کی خبر محذوف ہے یعنے یصلی اور
یصلون ملئکۃ کی خبر ہے۔ تو وہ بھی درست نہیں اس لئے کہ نحویین نے تصریح
ہو چکی ہے کہ جب معنی دو خبروں کے جدا جدا ہوں تو اس وجہ سے کہ دوسری
خبر محذوف پر دلالت نہیں کرتی ایک کو حذف کرنا درست نہیں اگرچہ
لفظ دونوں کا ایک ہو جیسے زید ضارب وعمرو میں اگر محذوف ضارب
سے چلنے والا مراد ہو یعنے مسافر اور مذکور سے مارنے والا کما قال القسطلانی فی
شرح البخاری اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ اختلف
بل یصلون خبر عن اللہ وملائکتہ اوعن الملئکۃ فقط وخبر الجلالۃ محذوف
لتغائر الصلاتین لان صلوۃ اللہ غیر صلوتہم ای ان اللہ وملئکتہ یصلون لا ان
فیہ بحثا وذلک انہم نصوا علی انہ اذا اختلف مدلولا الخبرین فلا یجوز حذف احد
ہما لدلالۃ آخر وان کانا بلفظ واحد فلا تقول زید ضارب وعمرو یعنے وعمرو
ضارب فی الارض اے مسافر وجہ دفع اشکال یہ ہے کہ تینوں صلوٰۃ
حقیقت میں ایک ہیں اور مصداق سب کا ایک ہی قسم کا ہے نہ مختلف

Marfat.com

نکتہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین فرمایا ہے تو گویا ذات مبارک منبع رحمت ہے کہ تمام عالموں سے متعلق رحمتوں کا اضافہ یہیں سے ہوتا ہے۔ اس لئے صلوٰۃ و رحمت الٰہی پیاپے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی ہے تاکہ اُدھر سے استفادہ اور اِدھر سے افاضہ برابر جاری رہے **فائدہ** اس آیہ شریفہ میں حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ یعنے اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں اور آدم علیہ السلام کے سجدہ کے باب میں فرمایا فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ یعنے تمام فرشتوں نے ان کو سجدہ کیا۔ اہل مذاق وجدان سلیم سے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اس اضافت و ترک اضافت میں کس قدر لطف رکھا ہے۔ امر وجداتی تو بیان میں آ نہیں سکتا۔ مگر بحسب ظاہر ہر شخص اس قدر سمجھ سکتا ہے کہ اس اضافت میں کوئی معنی زاید ایسے ہونگے جو صرف ملائک کہنے میں نہیں۔ اور یہ ممکن نہیں کہ یہ اضافت تعریف یا تخصیص کے واسطے ہو۔ جیسے غلام زید میں۔ کیونکہ زید کے سوائے دوسروں کے بھی غلام ہوتے ہیں تو غلام زید سے فائدہ تعریف یا تخصیص کا ہوگا بخلاف ملائکہ کے اسلئے کہ سب فرشتے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں کسی دوسرے کے نہیں پس ملائکتہ کہنے سے نہ تعریف ہوئی نہ تخصیص۔ بلکہ اس اضافت سے یہ معلوم ہوا کہ جس فرشتہ کو نسبت حق تعالےٰ کے طرف ہے یعنے تمام فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کرتے ہیں اور اس حکم سے کوئی فرشتہ مستثنےٰ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو مستثنےٰ ہوگا اس سے یہ

Marfat.com

نسبت جاتی رہے گی اور یہ محال ہے۔ پھر یہ بات ظاہر ہے کہ سب فرشتے
اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں باوجود اس کے جب نسبت اپنی طرف فرمائی تو معلوم
ہوا کہ صرف عزت افزائی اُن کی نسبت سے مقصود ہے جیسے فرماتا ہے اِنَّ
عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ یعنے جب شیطان نے آدمیوں کو
گمراہ کرنے پر اپنی آمادگیاں ظاہر کیں ارشاد ہوا کہ میرے بندوں پر تیرا
کچھ غلبہ نہیں حالانکہ سب بندے اللہ تعالےٰ کے ہیں۔ تو جیسے عبادی کی
اضافت سے شرافت ان عباد کی ظاہر ہوتی ہے۔ جو دام میں شیطان کے
نہیں آتے ویسا ہی ملائکتہ کی اضافت سے شرافت ان ملائک کی
ظاہر ہوتی ہے جو درود پڑھتے ہیں۔ اور شرافت کی وجہ یہی ہوئی۔ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی نسبت ان کے طرف
کی گئی ورنہ یہی ملائک ہیں جن کا ذکر فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ میں بھی کیا گیا
ہے۔ کچھ ایسے طور پر کہ جس سے کوئی شرافت ظاہر نہیں ہوتی کیوں نہ ہو
حبیب کا خیر خواہ بھی اپنا ہی سمجھا جاتا ہے الحاصل وملئکتہ یصلون کا
یہ مطلب ہوا کہ جتنے فرشتے عالم علوی اور سفلی میں ہیں سب کے سب نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر ہمیشہ درود پڑھتے ہیں اور اسی وجہ سے انکو وہ فضیلت خصوصیت
عطا ہوئی کہ جس کا عوض مذہب عشاق میں شاید جان بھی فدا کریں تو نہ
ہوسکے کیونکہ عشاق اسبات کو خوب جانتے ہیں کہ محبوب جب کسی عاشق
کو اپنا کہدے تو اسکی کیا حالت ہوگی غرض وملئکتہ میں جو باتیں رکھی ہوئی ہیں
فسجد الملئکتہ میں نہیں ہیں فائدہ تعداد تمام ملائک کی جو ہمیشہ درود شریف

نمبر ۷ درود ملائکہ

پڑھتے میں مشغول ہیں۔ حق تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کس قدر ہے چنانچہ مصرح
شمار ہے وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ **ترجمہ** نہیں جانتا ہے
اپنے پروردگار کے لشکروں کو کوئی سوائے اسکے انتہٰے۔ مزید توضیح کے
لئے یہاں چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں جن سے یہ بات ثابت ہو جائیگی
کہ فرشتوں کا حد سے باہر ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے۔ جو امام
سیوطیؒ نے حبائک میں ذکر کیا ہے واخرج ابوالشیخ عن الحکم قال بلغنی انہ ینزل
مع المطر من الملئکۃ اکثر من ولد آدم و ابلیس یحصون کل قطرۃ و این یقع و
من یرزق ذلک النبات **ترجمہ** یعنے پانی کے ساتھ اس قدر فرشتے
اترتے ہیں کہ ان کی تعداد آدمیوں اور جنات سے بڑھی ہوئی ہے وہ ہر
قطرہ کو شمار کر لیتے ہیں اور یہ بھی معلوم کر لیتے کہ وہ کہاں گرے گا اور اس
سے جو سبزی پیدا ہوگی۔ کس کا رزق ہے انتہٰے اور ایک یہ ہے جو حبائک
میں مذکور ہے واخرج ابوالشیخ من طریق مجاہد عن ابن عباس عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس من خلق اللہ اکثر من الملئکۃ ما من شئی ینبت
الا ملک موکل بہا **ترجمہ** فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مخلوق خدا کی
فرشتوں سے زیادہ نہیں ہے کوئی نبات و روئیدگی ایسی نہیں کہ جس پر
ایک فرشتہ موکل اور متعین نہیں انتہٰے اس حدیث سے یہ بات ثابت
ہے کہ تمام عالم میں جس قدر موجودات ہیں۔ سب سے زیادہ فرشتے ہیں اور
خصائص کبریٰ میں سیوطیؒ نے روایت کیا ہے۔ واخرج الترمذی وابن
ماجہ وابونعیم عن ابی ذرؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اری

Marfat.com

مالا ترون واسمع مالا تسمعون اطت السماء وحق لہا ان تئطلیس ف
موضع ربع اصابع الا د ملک واضع جبہتہ ساجداً ترجمہ فرمایا رسو
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے
سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان بوجھ کے سبب سے چرچراتا ہے اور
اس کو سزاوار ہے کیونکہ اس میں کوئی چار انگل کی ایسی جگہ نہیں ہے ج
کوئی فرشتہ پیشانی رکھے ہوئے سجدہ میں نہ ہو انتہٰے اور حاکم نے مستد
میں روایت کیا ہے عن عبداللہ بن عمر ان اللہ تعالیٰ اجزاء الخلق عش
اجزاء فجعل الملٰئکۃ تسعۃ اجزاء و سائر الخلق جزءً ترجمہ روا
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ حق تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے د
حصے کئے نو حصے فرشتے بنائے اور ایک حصہ تمام مخلوقات انتہٰ
سوائے اس کے کئی حدیثیں ہیں جن سے یہ بات ثابت ہے کہ ملائک
کثرت سے موجود ہیں اور ہمیشہ پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ کہ جس کا شمار
اگر اس کی تفصیل پر مطلع ہونا ہو تو الحبائک فی اخبار الملائک جو خا
ملایک ہی کے احوال میں امام سیوطیؒ نے لکھی ہے اسکو دیکھ لیجے
حاصل یہ کہ اس قدر مقربان بارگاہ الٰہی جن کی تعداد تمام عالم کے
سے کئی حصہ بڑھ کر ہے ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے
ہیں اور خود حق تعالیٰ ہمیشہ کے لئے اس کام میں اپنی مشغولی بلا کیف
فرماتا ہے تو تھوڑے سے آدمیوں کا درود وہاں کس قطار و
میں ہو سکتا ہے مگر یہ ہے شان رحمۃ للعالمینی کہ باوجود اس

Marfat.com

ں سے اس تحفہ محقرہ کی درخواست فرماتے ہیں اور وہ بھی کس خوبی
تخہ کہ اگر تم ایک بار درود پڑھوگے تو خدائے تعالیٰ تم پر ستر بار درود
۔ اور تمام فرشتے تمہارے حق میں دعا کریں گے اور کل حاجتیں دینی
وی تمہاری روا ہونگی۔ اگر انصاف ہو تو معلوم ہو کہ یہ صرف بندہ نوازی
چہ نسبت خاک را با عالم پاک وہاں یہ تحفہ محقرہ کس قطار و شمار میں۔
افسوس کی بات ہے کہ خود شاہ کونینؐ جن سے ہر طرح کی امیدیں ہیں
اس قسم کا ہدیہ ہم سے طلب فرمادیں اور اس کی کچھ پروا نہ کی جائے۔
بھی نہیں کہ اعتراف قصور ہو بلکہ مخالفانہ ایسی دلیلیں قائم کی جائیں۔
سے یہ بات ثابت ہو کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رغبت کے موافق
کیا جاوے تو اس میں قباحتیں لازم آئیں گی نعوذ باللہ من ذلک واقع
دھر سے کسی قسم کی کوتاہی نہیں مگر ادھر جب تنگی حوصلہ ہو اور قابلیت
عداد نہ ہو تو اس کا کیا علاج سچ ہے ؎ طعمہ ہر مرغکے انجیر نیست؛
عالمین جیسا تو نے اپنے حبیبؐ کو ہماری خیر خواہی کی طرف متوجہ فرمایا
بھی انہیں کے طفیل سے ہمیں فہم سلیم بھی عطا کیجو کہ ان کی نوازشوں
خیر خواہیوں کو سمجھیں اور تیری اور ان کی قدر کریں۔
ہم ذرا ان حضرات سے پوچھتے ہیں (جنکے مشرب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ر چنداں ضرور نہیں) کہ کیا آپنے کچھ اللہ تعالیٰ کی بھی قدر کی ہے یا
ں صرف دعویٰ زبانی ہے۔ کیونکہ اس آیہ شریفہ سے آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ
تعالےٰ کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر کس قدر ہوگی۔ جو ہمیشہ

Marfat.com

کے لئے ان پر اپنا صلوٰۃ بھیجنا ظاہر فرماتا ہے۔ پھر اگر عظمت حق تعالیٰ
کی مسلم ہے تو چاہیئے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بھی دلمیں
متمکن ہوتی۔ برخلاف اس کے جب تعظیم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے فرق آگیا تو معلوم ہوا کہ یہ اور امثال اس کی قدر دانیاں اور عزت افزائیاں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تعالیٰ نے فرمائی ہیں اس کی کچھ وقعت
نہیں۔ اور یہ بالکل منافی دعوئ عظمت کبریائی ہے۔ میری دانست
میں کسی مسلمان کا عقیدہ ایسا نہ ہوگا۔ کیونکہ جملہ اہل اسلام جانتے
ہیں کہ شیطان نے جو آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اس کی وجہ یہی کہ اس
اپنے زعم میں حق تعالیٰ کی عظمت خوب جما رکھی تھی۔ کہ کسی کی عظمت کی
اس کے دل میں مطلقاً جائے نہ تھی۔ مگر جب حق تعالیٰ نے اُن کا
مرتبہ ظاہر فرمایا اور اس نے ان کی بے قدری کی اور معظم نہ سمجھا صرف اسی
وجہ سے مردود ٹھہرا۔ اور اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ گو حق تعالیٰ
کی تعظیم کا اس کو دعوےٰ تھا مگر دل میں اس کا اثر نہ تھا اور اسکی شان
بعینہٖ ایسی ہوئی جیسے کفار حق تعالیٰ کو خالق ارض وسما کہتے تھے جیسا
کہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ مگر بت پرستی اور لوازم اس کے اس قول کو ان کے
باطل کئے دیتے تھے۔ چنانچہ مولانا فرماتے ہیں۔

گر بہ پرسی گبر را کاین آسمان	آفریدۂ کیست وین خلق جہان
گوید آنہا آفریدۂ آن خدا است	کافرینش بر خدائیش گواست

Marfat.com

کفر و ظلم و استم بسیار را و فعل او کرده دروغ آن قول را	نیست لائق با چنین اقرار او با شدا و لائق عذاب ہول را

اسی طرح جس کے دل میں درود شریف کی وقعت نہ ہو اس کے نزدیک حق تعالیٰ کی بھی عظمت نہیں۔ کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے (جس کا ذکر قریب آتا ہے) کہ جو شخص ایک بار درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے حق تعالیٰ اس پر دس بلکہ ستر درود بھیجتا ہے اب دیکھیے کہ جس کے نزدیک حق تعالیٰ کے صلوٰۃ کی کچھ بھی وقعت ہو گی تو درود شریف کی ضرور اس کو رغبت ہو گی اور جب درود شریف پر رغبت نہیں جس کی وجہ سے صلوٰۃ الٰہی حاصل ہو سکے تو معلوم ہوا کہ صلوٰۃ الٰہی کی اس کو کچھ قدر نہیں ایسی ہی باتوں سے شاید حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضی **فائدہ** علماء رحمہم اللہ نے اختلاف کیا ہے کہ یُصَلُّوْنَ کی ضمیر اللہ تعالےٰ اور ملائکہ کی طرف راجع ہے یا صرف ملائکہ کی طرف۔ امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک جماعت کا قول ہے یُصَلُّوْنَ کی ضمیر اللہ تعالےٰ اور ملائکہ کی طرف راجع ہے۔ مقصود اس سے فرشتوں کو شرافت دینا ہے کہ ایک کام کے اسناد اور نسبت ایک ہی صیغہ سے اپنے اور انکی طرف ہو یہ بڑی تشریف و تکریم ہے کہ اس امر خاص پر جو صیغہ دلالت کرتا ہے اس میں حق تعالےٰ نے ان کو اپنے ساتھ جمع فرمایا یہاں اگر کوئی اعتراض کرے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ کسی خطیب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں خطبہ پڑھا جس میں

Marfat.com

یہ الفاظ تھے ومن یطع اللہ و رسولہ فقد رشد ومن یعصہما فقد غوی یعنے جس شخص نے خدا اور رسول کی اطاعت کی راہ راست پائی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی گمراہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو برا خطیب ہے۔

ومن یعص اللہ و رسولہ فقد غوی کہہ مقصود یہ کہ ایک ضمیر میں خدا اور رسول کو جمع کرنا نہ چاہیئے اس صورت میں یصلون کی ضمیر خدائے تعالے اور ملائک کی طرف پھیرنا کیونکر درست ہوگا اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حق تعالی مختار ہے عدم جواز کا حکم وہاں جاری نہیں ہو سکتا اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ ضمیر یصلون کی صرف ملائکہ کی طرف راجع ہے اور خبر لفظ اللہ کی محذوف ہے یعنے ان اللہ یصلی اس صورت میں اجتماع اللہ اور ملائکہ کا ایک ضمیر میں لازم نہیں آتا جسکی ممانعت ہے جماعت اولی کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ جمع مذکور مطلقا ممنوع نہیں۔ رہا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطیب کو لفظ یعصہما سے منع فرمایا سو اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ ایک ضمیر میں اللہ و رسول کو اس نے جمع کیا تھا بلکہ وجہ اس کی یہ تھی کہ اس نے ومن یعصہما پر سکوت کیا تھا جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس نے نافرمانی خدا و رسول کی کی وہ بھی راہ راست پر ہے چنانچہ ابو داؤد نے عدی بن حاتم سے روایت کیا ہے ان خطیبا خطب عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ومن یطع اللہ و رسولہ فقد رشد ومن یعصہما فقال قم بئس الخطیب انت لیکن اس کا جواب ہو سکتا ہے کہ مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر تثنیہ ہی کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطیب کو زجر فرمایا تھا۔

Marfat.com

چونکہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد زجر کے فرمایا کہ ومن یعص اللہ
و رسولہ کہہ اور اگر وقف و سکوت کی وجہ سے زجر مقصود ہوتا تو فرماتے
ومن یعصہما فقد غوی متصل کہہ انتہی ملخصاً اگرچہ امام قرطبیؒ نے اس مقام
میں طویل و عریض بحث کی ہے۔ جیسا کہ معلوم ہوا مگر ہنوز اس میں نظر کو گنجائش
ہے اسلئے کہ مسلم شریف کی روایت با وجود معارض ہونے روایت ابی داؤد کے
اور مسلّم بھی ہو تو اس سے قطعاً یہ لازم نہیں آتا کہ ایک ضمیر میں خدا اور رسولؐ
کو جمع کرنا درست نہیں۔ اس لئے کہ جائز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس خطیب کو (اس وجہ سے کہ قریب العہد بشرک ہے) جمع کرنے سے منع
فرمایا ہو تو یہ منع کرنا ایک مصلحت خاص کی وجہ سے ہوگا نہ عموماً جیسا کہ ابتدائے
زمانہ حرمت خمر میں ظروف خمر یعنے دبا حنتم نقیرا ور مزفت کا استعمال ممنوع
تھا اس وجہ سے کہ ان سے شراب یاد آتی تھی پھر بعد ایک زمانہ کے جب خمر سے
نفرت پیدا ہو گئی استعمال اُن ظروف کا جائز کر دیا گیا چنانچہ حرمت لو اجازت
کی روایتیں صحاح میں موجود ہیں اور دلیل اس بات پر کہ کسی دوسری وجہ سے
شخص اُس خطیب کو ومن یعصہما کہنے سے منع فرمایا تھا یہ ہے کہ خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا ایسے صیغوں کو استعمال فرمایا ہے چنانچہ کنز العمال
میں روایت ہے عن ابی ذرؓ قال قلت یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
الایمان قال ان تشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ
وان یکون اللہ ورسولہ احب الیک مما سواہما الحدیث رواہ احمد فی مسندہ
ترجمہ یعنے ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ایمان کیا ہے فرمایا یہ کہ گواہی دو توحید و رسالت کی اور یہ کہ اللہ اور رسول
کی محبت تمام چیزوں سے زیادہ ہو دیکھئے سواہما کی ضمیر خدائے تعالیٰ اور رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف پھرتی ہے بلکہ خود لفظ من یعصہما آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم خطبہ میں پڑھا کرتے تھے چنانچہ ابوداؤد میں ہے عن ابن مسعودؓ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا تشہد قال الحمد للہ نستعینہ ونستغفرہ
ونعوذ باللہ من شرور انفسنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی
لہ واشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ بالحق بشیراً
نذیراً بین یدی الساعۃ من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصہما فانہ لا یضر
الا نفسہ ولا یضر اللہ شیئاً وعن یونس انہ سال ابن شہاب عن تشہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یوم الجمعۃ فذکرہ نحوہ وقال ومن یعصہما فقد غوی الحدیث رواہما ابو
ترجمہ روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ
پڑھتے تو اس میں فرماتے ومن یعصہما فانہ لا یضر الا نفسہ اور ایک روایت میں
یعصہما فقد غوی ہے انتہی ملخصاً ان حدیثوں سے یہ بھی بات ثابت ہے
کہ یہ خطبہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور ابن ابی الدنیا
نے کتاب الحذر میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں موسی ابن عقبہ سے خطبہ
نقل کیا ہے جسمیں یہ الفاظ بھی موجود ہیں ومن یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن
یعصہما فقد ضل ضلالاً مبیناً ذکرہ فی کنز العمال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور صدیق اکبرؓ کا ومن یعصہما ہمیشہ خطبہ میں پڑھنا ثابت ہے تو یہ کہنا
ہو گا کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ضمیر میں جمع کرنا درست

Marfat.com

فائدہ جملہ اسمیہ

فائدہ اہل عربیت کے نزدیک مسلم ہے کہ جملہ میں ثبوت محکوم بہ کا محکوم علیہ کیلئے ہوا کرتا ہے خواہ وہ جملہ فعلیہ ہو خواہ اسمیہ لیکن جملہ اسمیہ میں بہ نسبت فعلیہ کے دو باتیں زائد ہوتی ہیں ایک اُس ثبوت کی تاکید دوسرا اسکا دوام چنانچہ سعدالدین تفتازانیؒ نے مختصر معانی میں لکھا ہے الجملۃ الاسمیۃ تفید تاکید الثبوت ودوامہ اس سے ثابت ہوا کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ سے تاکید اس امر کی مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ اور ملایک آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ دُرود بھیجتے ہیں۔ یہ مفاد صرف جملہ اسمیہ کا ہوا۔ پھر مسند یعنے یصلون کے فعل مضارع ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ فعل مستمر الیہم سے آناً فاناً صادر ہوتا جاتا ہے کما قال ابن حجر فی الدر المنضود وکما افاد الجملۃ الدوام لکونہ اسمیۃ کذلک تفید التجدد ونظرا لجزہا کما قالوا فی اللہ یستہزی بہم وکما قال القسطلانی فی شرح البخاری تحت الآیۃ الموصوفۃ وعبر بصیغۃ المضارع لیدل علی الدوام والاستمرار۔ غرض استمرار صلوٰۃ کا دو طور سے ثابت ہوا ایک بدلیل جملہ اسمیہ۔ دوسرا اس وجہ سے کہ فعل مضارع خبر ہے اور اسکی تاکید بھی جملہ اسمیہ ہونے کے سبب سے ہو گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے کلام قدیم میں اپنے اور ملائکہ کے ہمیشہ درود بھیجنے پر ایسے قرائن قائم کر دئیے تو اب کون مسلمان ہوگا کہ باوجود اس کے اسمیں تردد یا انکار کرے۔ مگر حق تعالیٰ نے اُس پر بھی کفایت نہ کر کے اس جملہ کو لفظ اِنَّ کے ساتھ موکد فرمایا جو تردد اور انکار کے دفع کرنے کو لایا جاتا ہے کما فی التلخیص ان کان المخاطب مترددا فی الحکم طالبا لہ حسن تقویتہ بموکد وان کان منکرا وجب توکیدہ بحسب الانکار۔ اب یہاں دیکھنا چاہیئے کہ وہ کون لوگ ہونگے جنکا تردد

Marfat.com

اور انکار اس کلام قدیم میں ملحوظ ہوا - یہ بات تو ظاہر ہے کہ زمانہ نزول آیہ شریفہ میں یا اہل ایمان تھے یا منافق یا کفار۔ کفار و منافقین تو اس خطاب میں شریک ہی نہیں اس لئے کہ مخاطب اہل ایمان ہیں جو یا ایُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ ندا کئے گئے ہیں - اب رہے اہل ایمان یعنے صحابہ بفضلہ تعالی ایمان اُن حضرات کا اس درجہ قوی تھا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو کوئی خبر دیتے تو بلا تردد مان لیتے تھے چہ جائیکہ خود حق تعالی اپنے کلام قدیم میں خبر دے اور انکو تردد ہو شان صحابیت ہرگز اسکو قبول نہیں کر سکتی غرض اُن کا حال بھی مقتضی تاکید نہ تھا جب تینوں اصناف موجودہ کے لحاظ سے تاکید نہ ہوئی تو ضرور رہا کہ سوائے اُن کے کوئی اور لوگ ہوں گے جن کا لحاظ اس تاکید میں کیا گیا اور یہ ممکن نہیں کہ بغیر لحاظ کسی کے تردد اور انکار کے اس کلام بلیغ معجز میں تاکید لائی گئی ہو - اگرچہ مصداق اُن کا معین کرنا ہمارا کام نہیں مگر ہر شخص کا ذہن بادنے تامل انہیں آخری زمانے کے مسلمانوں کی طرف متبادر ہوگا جن کا ایمان قرآن شریف پر تو ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مستحق ایسے مدارج عالیہ کے نہیں سمجھتے فی الحقیقت یہ کمال عنایت حق تعالی کی ہے کہ تنبیہ فرمایا تا سمجھ جائیں کہ جب اس درجہ کی اعتنا بالشان اور مشغول دائمی اپنی اور ملائک کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ میں اس اہتمام سے بیان فرماتا ہے تو کس قدر عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم لوگوں کے دلوں میں متمکن ہونا چاہیئے - اگر اس پر بھی عقیدہ کو کچھ حرکت نہ ہو تو بارگاہ لاابالی میں کیا پرواہ ہاں نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی کا عمل جاری ہے

Marfat.com

فائدہ جب حق تعالیٰ نے کمال عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اہتمام صلوٰۃ عالم ملکوت میں اور استمرار اپنی صلوٰۃ کا صراحتًا اور کنایۃً ہر طرح سے فرمادیا عنایات ازلی نے جوش کیا اور توجہ اس طرف ہوئی کہ حضرت کے امتی بھی اس دولت عظمٰی اور ذریعہ قصوی سے بے نصیب نہ رہیں اول اُن کو یَا اَیُّھَا کہہ کر خواب غفلت سے جگایا تا ہوشیار ہو جاویں اور بگوش جان سنیں کیا ارشاد ہوتا ہے کیونکہ اہل عربیت نے تصریح کی ہے کہ لفظ اَیُّھَا تنبیہ کیواسطے ہے اہل ایمان تو پہلے ہی سے مستعد اور مشغول تھے چنانچہ پیشتر اُس کا حال معلوم ہو چکا اسپر یہ تنبیہ گویا تازیانۂ شوق ہو گئی اب تو یہ حضرات بیخود ہیں اور مارے خوشی کے اپنے میں سماتے نہیں۔ اول تو یہ خوشی کہ اپنے ہدیہ محقرہ کو بھی ایسی صلاحیت عطا ہوئی کہ بارگاہ باعث ایجاد عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرانا جاسکے اور اُسپر یہ سرفرازی کہ ایسے امر میں اشتغال مطلوب ہے جس کے طرف حق تعالیٰ اپنی توجہ دائمی ظاہر فرماتا ہے اس حسن خطاب کا لطف وہی حضرات جانتے ہیں جن کے دل ایمان اور محبت خدا و رسولؐ سے مالامال ہیں۔

فائدہ جب حق تعالیٰ کو منظور ہوا کہ یہ باوقعت کام یعنے تحفہ صلوٰۃ بارگاہ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرانا جن و انس سے بھی لیا جائے تو اُن میں سے اعلیٰ درجہ کے افراد منتخب کر کے خطاب فرمایا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ۔ کیونکہ مومنین وہ باوقعت اور معزز لوگ ہیں کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک اُن سے زیادہ کوئی بزرگ نہیں چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس شیئ اکرم علی اللہ من المومن

مامحسن خطاب عظمت

مقامات مومن

طص عن ابن عمر ذکر فی کنز العمال وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المومن اکرم علی اللہ من الملئکۃ المقربین ابن النجار ذکرہ فی کنز العمال

ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن اللہ تعالی کے نزدیک ملائکہ مقربین سے اور ہر چیز سے زیادہ تر بزرگ ہے اور ابن ماجہ میں روایت ہے

عن عبد اللہ بن عمرو قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطوف بالکعبۃ ویقول ما اطیبک واطیب ریحک ما اعظمک واعظم حرمتک والذی نفس محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ لحرمۃ المومن اعظم عند اللہ حرمۃ منک مالہ ودمہ وان نظن بہ الا خیراً

ترجمہ عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ عین طواف خانہ کعبہ میں فرماتے تھے کہ کیا اچھا ہے تو اور تیری خوشبو اور کیا عظمت ہے تیری اور تیرے حرمت کی خدائی کی قسم مومن کی حرمت اللہ تعالی کے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ ہے انتہی ملخصاً اور اہل ایمان کی شان میں صدیقین وشہدا کا لقب وارد ہے چنانچہ تفسیر در منثور میں امام سیوطی رح نے کئی حدیثیں اس مضمون کے نقل کی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے

واخرج ابن جریر عن البراء بن عازب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مومنوا امتی شہداء ثم تلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَاۤءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ

ترجمہ براء بن عازب رض کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے میری امت کے مومنین شہدا ہیں پھر پڑھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے والذین آمنوا الآیہ یعنے جو لوگ اللہ ورسول پر

Marfat.com

ایمان لائے وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیقین وشہدا ہیں انتہیٰ اور
ایک روایت یہ ہے اخرج ابن ابی حاتم عن ابی ہریرۃ رضؓ انہ قال یوما وہم عندہ
کلکم صدیق وشہید قیل لہ ماتقول یا ابا ہریرۃ قال اقرؤا والذین امنو
باللہ ورسولہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم ترجمہ ایک روز
ابو ہریرہ رضؓ نے اپنے رفقا سے کہا کہ تم لوگ سب صدیقین وشہدا ہو کسی نے
کہا اے ابی ہریرہؓ یہ کیا کہتے ہو کہا اگر تامل ہو تو اس آیت کو پڑھ لو والذین
امنوا الآیہ اور اسمیں یہ روایت بھی ہے واخرج عبدالرزاق وعبدابن حمید عن
مجاہد قال کل مومن صدیق وشہید ثم تلا والذین آمنوا باللہ ورسولہ اولئک
ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم ترجمہ مجاہد نے کہا کہ ہر مومن صدیق وشہید
ہے اور استدلال میں یہ آیت پڑھی والذین آمنوا باللہ ورسولہ الآیۃ تفسیر
در منثور میں اسی مضمون کی کئی روایتیں ابن جریر اور ابن منذر اور ابن
ابی حاتم اور عبدالرزاق اور عبد بن حمید اور ابن حبان سے ذکر کی ہیں جن کا
مطلب یہ ہے کہ مومنین کو مراتب صدیقین وشہدا کے حاصل ہیں اور مومنین
وہ لوگ ہیں جنکو گناہ کچھ ضرر نہیں دیتا چنانچہ ارشاد ہے قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کما لاینفع مع الشرک شیٔ کذلک لایضر مع الایمان شیٔ خط عن عمر
حل عن ابن عمر ذکرہ فی کنز العمال ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جیسا کہ شرک کے ساتھ کوئی چیز نفع نہیں دیتی اسی طرح ایمان کے ساتھ
کوئی چیز ضرر نہیں دیتی انتہیٰ یعنے اہل ایمان کو گناہ سے کچھ ضرر نہیں اہل ایمان
وہ لوگ ہیں جن کی دل شکنی حق تعالیٰ کو بالکل منظور نہیں چنانچہ بخاری شریف

Marfat.com

یں روایت ہے عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ
تعالیٰ وما ترددت عن شیٔ انا فاعلہ ترددی عن قبض المومن یکرہ الموت و انا
اکرہ مسارتہ الحدیث ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق
تعالے فرماتا ہے کہ جس کام کو میں کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے کبھی تردد
نہیں ہوتا جس قدر کسی ایماندار کی روح کے قبض کرتے میں ہوتا ہے کہ وہ
موت کو مکروہ جانتا ہے اور اسکے رنجیدہ کرنے کو میں مکروہ جانتا ہوں انتہیٰ
اللہ اکبر مومن کی کیا شان ہے باوجودیکہ موت خود اس کے حق میں ایک نعمت عظمیٰ ہے
مگر صرف اس کی خاطر شکنی کے لحاظ سے حق تعالیٰ کو اس میں تردد ہوتا ہے
اور ان لوگوں کی بینائی کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتے ہیں
چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ عزوجل تخ عن ابی سعید الحکیم الترمذی
وسمویہ طب عد عن ابی امامۃ وابن جریر عن ابن عمر کذا فی الجامع الصغیر
ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کی فراست سے
ڈرتے رہو وہ اللہ عزوجل کے نور سے دیکھتا ہے الحاصل اہل ایمان کے
فضائل وخصوصیات بکثرت ہیں جن میں سے چند بطور مشتی نمونہ از خروارے
ذکر کی گئیں۔ اب غور کیجئے کیا ہر مسلمان مستحق ان مراتب عالیہ کا ہوسکتا ہے
یا ہر کس وناکس اپنے آپ کو مصداق ان کرامات کا سمجھ سکتا ہے۔ واقع
میں ایمان حقیقی نہایت ہی عزیز الوجود ہے فقط چند اعمال ظاہری سے۔
یہ رتبہ نہیں مل سکتا چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ

Marfat.com

لَمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ

ترجمہ کہتے ہیں گنوار ہم ایمان لائے کہو کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن یوں کہو کہ فرمانبرداری ہم نے قبول کی اور ہنوز تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا انتہی اسی وجہ سے جب حارثہ بن سراقہ نے کہا اصبحت مومنا حقا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انظر ما ذا تقول یعنے دیکھو کیا کہتے ہو سمجھ کر کہو جب صحابی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ استبعاد ظاہر فرمایا ہو تو ہر کس و ناکس کا ایمان کس شمار میں پورا واقعہ اُس کا یہ ہے جسکو ابن اثیرؒ نے اسد الغابۃ

فی معرفۃ الصحابہ میں ذکر کیا ہے عن انس قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمشی اذا استقبلہ شاب من الانصار فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف اصبحت یا حارثۃ قال اصبحت مومنا حقا قال انظر ما ذا تقول فان لکل قول حقیقۃ فما حقیقۃ ایمانک قال یا رسول اللہ عزلت نفسی عن الدنیا فاسہرت لیلی واظمات نہاری وکانی بعرش ربی عز وجل بارزا وکانی انظر الی اہل الجنۃ یتزاورون وکانی انظر الی اہل النار یتعادون فیہا قال الزم عبد نور اللہ الایمان فی قلبہ فقال یا رسول اللہ ادع اللہ لی بالشہادۃ فدعا لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنودی یوما فی الخیل فکان اول فارس رکب واول فارس استشہد فبلغ ذلک امہ فجاءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ان یکن فی الجنۃ لم ابک ولم احزن وان یکن فی النار بکیت ما عشت فی دار الدنیا قال یا ام حارثۃ انہا لیست بجنۃ واحدۃ ولکنہا جنات وان حارثۃ فی الفردوس الاعلی فرجعت امہ وہی تضحک وتقول بخ بخ لک یا حارثۃ ترجمہ روایت ہے انسؓ سے کہ ایکبار آنحضرتؐ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک جوان انصاری سامنے
آیا آنحضرت صلی اللہ وسلم نے اُن سے پوچھا کس حالت میں تم نے صبح کی عرض
کی اس حالت میں کہ سچا مومن ہوں فرمایا دیکھو کیا کہتے ہو ہر بات کی ایک
حقیقت ہوتی ہے بتلاؤ تو تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے عرض کی میں نے
اپنے نفس کو دنیا سے علیحدہ کیا راتیں بیداری میں بسر کرتا ہوں اور دن تشنگی میں
اب حالت یہ ہے کہ عرش رب العالمین کو گویا دیکھ رہا ہوں اور گویا دیکھ رہا
ہوں کہ اہل جنت آپس میں ملاقات کر رہے ہیں اور اہل نار دوزخ میں چلا رہے
ہیں حضرت نے فرمایا اسی بات پر ہمیشہ رہو۔ تمہارے دل میں ایمان منور ہے
انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے لئے شہادت کی دعا کیجیے حضرت نے
دعا کی تھوڑے دن نہیں گزرے تھے کہ معرکہ جہاد پیش آیا وہ سب سے پہلے سوار
ہوئے اور سب سے پہلے شہید ہوئے جب اُن کی والدہ کو اُن کی شہادت کی خبر
پہنچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ
اگر میرا لڑکا جنت میں ہے تو نہ میں روؤنگی اور نہ غمگین ہونگی اور اگر دوزخ میں
ہے تو عمر بھر روتی رہونگی۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ام حارثہ جنت
ایک نہیں ہے بلکہ بہت سی ہیں اور تمہارا فرزند فردوس اعلیٰ میں ہے یہ سنتے
ہی وہ ضعیفہ ہنستی ہوئی لوٹیں اور کہتی تھیں واہ واہ اے حارثہ انتہیٰ۔
مقصود یہ ہے کہ ایمان حقیقی کے دعوے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
استبعاد ظاہر فرمایا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حقیقت ایمان کچھا ور ہی ہے صرف
مومن کہہ دینا یا سمجھ لینا کافی نہیں۔ ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ تیس صحابیوں سے

Marfat.com

مجھے ملاقات ہے جسکو دیکھا اسی خوف میں پایا کہ مرتبہ صحابیت تو در کنار کہیں منافقوں میں شریک نہ ہوں جیسا کہ بخاری شریف میں ہے قال ابن ابی ملیکۃ ادرکت ثلاثین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخاف کلہم النفاق علی نفسہ۔ اصل یہ ہے کہ ایمان کے تمام شرایط ولوازم جبتک پورے طور پر بنائے جائیں گویا ایمان ہی نہیں چنانچہ امام احمد ابن حنبل اور بیہقی اور نسائی اور ابن ماجہ نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لایؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من نفسہ ووالدہ والناس اجمعین۔ کذا فی العمال ترجمہ کوئی ایماندار نہیں ہوتا جبتک میری محبت اپنی اولاد اور والد اور سب لوگوں سے بلکہ اپنی ذات کی محبت سے بھی زیادہ نہ ہو کما فی مسند احمد ابن حنبل لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ کذا فی کنز العمال اور مواہب لدنیہ میں بخاری شریف سے منقول ہے ان عمر بن الخطابؓ قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لانت یا رسول اللہ احب الیّ من کل شی الا من نفسی التی بین جنبی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لن یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ فقال عمر والذی انزل علیک الکتاب لانت احب الیّ من نفسی التی بین جنبیّ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الآن یا عمر ترجمہ ایک بار عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ سوائے اپنی ذات کے آپ کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا جبتک میری محبت اپنے نفس سے زیادہ نہ ہو ایمان ہی نہیں تب عمرؓ نے عرض کی قسم ہے خدا کی جس نے آپ پر کتاب ناری آپ کی محبت میرے نفس کی محبت سے بھی زیادہ ہے فرمایا اب

Marfat.com

ایمان کامل ہوا اسے عمرؓ انتہی۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ایمان والے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان سے بھی زیادہ دوست رکھتے ہیں
جسکو یہ رتبہ حاصل ہو تو ظاہر ہے کہ کس قدر درود شریف میں وہ شخص اہتمام
کرتا ہو گا۔ کیونکہ بظاہر درود شریف بھی ایک دعائے خاص کا نام ہے جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی جاتی ہے اور قاعدہ ہے کہ آدمی جس کو زیادہ
دوست رکھتا ہے اُس کے حق میں زیادہ دعا کیا کرتا ہے اسی وجہ سے ہر شخص
پہلے اپنے واسطے دعا کرتا ہے اور پھر والدین وغیرہ کے واسطے اور جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنی ذات سے بھی زیادہ ہو تو بحسب اقتضائے
طبع درود شریف کو اپنی ذاتی دعا پر بھی مقدم کرنا لازم ہو گا اس سے تو یہ بات
ثابت ہے کہ درُود شریف کو اپنی ذاتی دعا پر مقدم کرنا صرف مقتضائے ایمان ہے
اس میں امر الٰہی کو کچھ دخل نہیں۔ پھر جب ویسے لوگوں کو حکم الٰہی بھی ہو گیا تو
غور کرنا چاہیئے کہ درود شریف کی کس درجہ وقعت ان کے نزدیک ہو گی۔
الحاصل خطاب یاایہا الذین آمنوا صلوا علیہ کے مخاطب اولاً و بالذات
مومنین ہیں جن کے احوال کسی قدر ابھی مذکور ہوئے اور وہی لوگ اس خطاب
اور درود شریف کی عظمت کو جانتے بھی ہیں اور اُن کے سوا عموماً اہل اسلام
گویا ان کے طفیلی ہیں۔ اس تقریر سے فی الجملہ ایک شناخت بھی حاصل ہو گئی
کہ جسکے نزدیک درود شریف کی عظمت نہ ہو تو سمجھ سکتے ہیں کہ اُسمیں اس خطاب
کی قابلیت ہی نہیں شیخ ابو منصور ماتریدیؒ نے تفسیر میں لکھا ہے کہ جن
آیات میں زیادت ایمان کا ذکر ہے مثل وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا زَادَتْهُمْ

Marfat.com

یماناً مراد اس سے تفصیل ہے یعنے قبل نزول آیات کے ایمان اجمالی تھا
ما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سچ ہے پھر جب آیات بدفعات نازل
وئیں اُسی کی تفصیل ہوئی اور اصل کیفیت ایمان میں کوئی زیادتی نہ ہوئی۔ ہر
ند شارح عقاید نسفیؒ وغیرہ نے اس تقریر پر بھی اعتراض کیا ہے کہ تفصیل میں
نظر اجمال کے زیادتی ہوتی ہے مگر ماتریدیؒ کے قول پر یہ اعتراض نہیں آسکتا اس
لئے کہ اگر تفصیل میں زیادتی ہوئی تو مصدق بہ کی توضیح میں ہے نہ نفس اذعان و
تصدیق میں کیونکہ کیفیت اذعانی دونوں وقت میں یکساں ہے جو ممتاز ہے ظن
سے ہاں مصدق بہ اجمال کے وقت اور تھا اور تفصیل کے وقت اور ہوا توضیح
وغیرہ اسکی اس مثال میں ہوجائیگی کہ جب کوئی دلیل بیان کی جاتی ہے اور اُس پر
کوئی اعتراض کرتا ہے تو اکثر اعتراض ختم ہونے کے پیشتر مجیب کے ذہن میں جواب
اُس کا خطور کر جاتا ہے اس خطور کرنے کے وقت جو چیز اُسکے ذہن میں ہے۔ وہ
اجمال ہے پھر اسکو جو واضح کرکے بیان کرتا ہے وہ تفصیل ہے فرق دونوں
میں ظاہر ہے کہ اجمال گویا ایک امر آنی ہے اور تفسیر دیر طلب لیکن باعتبار
انکشاف جواب کے دونوں برابر ہیں اسی وجہ سے بمجرد اس خطور کے مجیب
اپنی میں ایک کیفیت انشراح اور فرحت کی پاتا ہے جو جواب دینے پر مرتب
ہوتی ہے پس اصل جواب جسکی تفصیل دیر تک کیجاتی ہے وہی ہے جو اجمال میں موجود
تھا یعنے تفصیل کے وقت جواب کوئی دوسرا نہ ہوا جو اجمال میں تھا اسی طرح
ما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق جب اجمالاً ہو گئی تو ہر ایک آیت سننے کے
وقت اسی تصدیق اجمالی کا ظہور ہوگا کوئی تصدیق ایسی پیدا نہ ہوگی جو اس

Marfat.com

اجمال سے خارج ہو کیونکہ ہر آیت ما جاء بہ کے افراد سے ہے جسکی تصدیق پہلے ہو چکی ہاں تفصیل کے وقت ایک نئی بات یہ ہوتی ہے کہ علم اس آیت کے مضمون کا حاصل ہوتا ہے جو اجمال کے وقت نہ تھا مثلاً بعد تصدیق ما جاء بہ کے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سُنا تو اس واقعہ کا علم نیا حاصل ہوا اور یہ بات دُوسری سوائے اسکے اور دلائل و توجیہات امام صاحب کے مذہب کے کتب مطولہ میں مذکور ہیں مگر یہاں دیکھنا چاہیئے کہ امام صاحب نے اس مسئلہ میں جو اسقدر تشدد کیا ہے اُس کا منشا کیا ہے اور کتاب و سنت بھی اسکی مساعد ہیں یا نہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مدار و مناط اقرار و عمل کا صرف تصدیق قلبی ہے یعنے جبتک تصدیق نہ ہو عنداللہ نہ اقرار مفید ہے نہ عمل کما قال تعالے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ وقال تعالیٰ فی الکفار اُولٰئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ اگرچہ یہ بھی مسلم ہے کہ صرف تصدیق باوجود مخالفت و انکار کے مفید نہیں جیسے بعض کفار خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق تو کرتے ہیں مگر امتثال سے انکار کرتے ہیں لیکن کلام اسمیں ہے کہ تصدیق کے ساتھ انقیاد ہو تو ضرور مدار اقرار و عمل کا تصدیق پر ہوگا اور مدار تصدیق کا واقع میں نہ اقرار پر ہوگا نہ عمل پر گو باعتبار استدلال کے معاملہ بالعکس ہو پس معلوم ہوا کہ عمدہ اور اصل شے دین میں تصدیق قلبی ہے اور سوائے اسکے دوسری اشیا شروط ہونگے یا لوازم و فروع پس ضرور ہوا کہ جہانتک ہو سکے کمال درجہ کا اہتمام اصل ایمان یعنے تصدیق میں کیا جاوے تاکہ کوئی شخص اسمیں مساہلت اور سہل انکاری نہ کرے اسلئے امام صاحب نے

فرمایا کہ ایمان کل کا یکساں ہے کچھ زیادتی نہیں اور اس قسم کا تشدد فتوی
میں بلحاظ مصلحت خاص ماثور بھی ہے کما دروی فی الخبر قال شقیق بن سلمہ کنت
جالسا بین عبداللہ وابی موسیٰ فقال ابو موسیٰ یا ابا عبدالرحمن ارایت لو ان
رجلاً اجنب فلم یجد الماء شہرا ما کان تیمم فقال لا وان لم یجد الماء شہرا فقال ابو موسیٰ
فکیف تصنعون بہذہ الایہ فی سورۃ المائدہ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا
صَعِيدًا طَيِّبًا فقال ہذا لا وشک اذا برد علیہم الماء ان تیمموا بالصعید
الحدیث رواہ البخاری وابوداؤد واللفظ لہ ترجمہ شقیق کہتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا
عبداللہ بن مسعودؓ اور ابو موسیٰؓ کے بیچ میں پس کہا ابو موسیٰؓ نے عبداللہ سے اے
ابا عبدالرحمن جب کوئی جنب ہوا اور پانی نہ پائے تو کیا تیمم نہ کرے کہا عبداللہ نے
ہاں نہ کرے اگرچہ مہینا بھر پانی نہ پاوے کہا ابو موسیٰؓ نے کیا کرو گے تم اس آیت
میں جو سورۂ مائدہ میں ہے فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا
پس کہا عبداللہ بن مسعودؓ نے اگر رخصت تیمم کی دی جائے تو یہ نوبت پہنچ جائیگی
کہ پانی سرد ہوتے ہی لوگ مٹی سے تیمم کرنے لگ جائیں گے انتہیٰ اور عبداللہ بن
مسعودؓ وہ شخص ہیں کہ جنکی تفقاہت کو جملہ صحابہ تسلیم کرتے تھے اور فضائل میں
ان کے کئی احادیث وارد ہیں جنمیں ایک یہ ہے عن علیؓ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت مستخلفا احدا من غیر مشورۃ لاستخلفت ابن ام عبد رواہ
ابن ماجہ فی باب عبداللہ بن مسعودؓ ترجمہ روایت ہے علی سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میں کسی کو بغیر مشورت کے خلیفہ بناتا تو ابن ام عبد کو
یعنے عبداللہ ابن مسعودؓ کو خلیفہ بناتا انتہیٰ الغرض جبتک تصدیق قلبی پورے طور پر

Marfat.com

نہ ہوا ایمان کا وجود ہی نہیں ہوتا نا ہر مومن ترددات اور شکوک کو دل سے دور
کرے برخلاف اس کے کمی و زیادتی ایمان کی صورت میں گنجائش مل سکتی ہے
کہ مؤمن بہ میں اگرچہ شک ہوا ایمان تصور کرلے اور کہے کہ وجود ایمان کا تو
ہوگیا کامل نہیں ناقص ہی سہی حالانکہ ایمان ہی نہیں کیونکہ شک تو کیا ظن
بھی ایمان نہیں ہوسکتا کما فی البخاری قال ابن مسعودؓ الیقین الایمان کلہ
اور کل محدثین کے نزدیک بھی یہی ہے کہ ایمان میں تصدیق قلبی ضرور چاہیئے۔
الحاصل مقصود امام صاحبؒ کا یہ ہے کہ بغیر تصدیق قلبی کے ایمان متحقق
نہیں ہوتا اور یہی تصدیق و یقین ایمان ملائکہ وغیرہم کا ہے۔ رہی یہ بات
کہ مراتب یقین کے متفاوت ہیں سو یہ امر آخر ہے کلام نفس یقین میں ہے۔
اسی وجہ سے امام فخر الدین رازیؒ نے کہا ہے کہ یہ نزاع لفظی ہے جن کے
نزدیک ایمان نفس تصدیق کا نام ہے قابل زیادت و نقصان کے نہیں
اور جن کے نزدیک اعمال داخل ایمان ہیں زاید و ناقص ہوگا کما مر آنفاً
اس تقریر پر وہ اعتراض صاحب مواقف کا کہ نفس کیفیت تصدیق کم و زیادہ
ہوتی ہے دفع ہوگیا کیونکہ امام رازیؒ کے نزدیک یہ بات محقق ہے کہ منشا اس اختلاف
کا اختلاف تعریف ایمان ہے اور یہ بات ظاہر بھی ہے اسلئے کہ خود محدثین تعریف
ایمان میں اقرار و عمل کو ظاہرا داخل کیا کرتے ہیں ہاں اگر محدثین تعریف
ایمان میں مثل امام صاحب کے صرف تصدیق کو ایمان کہتے تو اعتراض امام رازیؒ
پر وارد ہوتا **الحاصل** مقصود امام صاحب کا یہی ہے کہ یہ آدمی
وہ تصدیق واقعی حاصل کرے جسکے ساتھ کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہو

Marfat.com

اگر اس سے زیادہ کوئی درجہ پایا جاوے تو اسکو اطمینان کہیں گے کما قال اللہ تعالیٰ
اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن
قال بلی ولکن لیطمئن قلبی ترجمہ اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام
اے رب میرے دکھا مجھ کو کہ کیسا زندہ کرتا ہے تو مردہ کو فرمایا حق تعالیٰ نے
ایمان نہیں لائے تم کہا کیوں نہیں یعنے ایمان تو لایا لاکن غرض یہ ہے کہ
دل میرا مطمئن ہو جائے انتہی پس معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد ایک درجہ اس سے
بڑھ کر ہے جسکو اطمینان کہتے ہیں البتہ اسمیں عام مومنین کو حصہ نہیں ہے اسی
طرح خواص کو ایک اور خصوصیت حاصل ہے جو عمل سے متعلق ہے وہ یہ ہے
ہمیشہ منشا عمل کا وہاں نفس ایمان ہوا کرتا ہے جسمیں کسی غرض نفسانی کو دخل
نہیں اور یہ بات عامیوں میں کمیاب ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ
ایمان تو وہی تصدیق خاص ہے جس کا متعلق توحید و رسالت وماجاء بہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ہے مگر اس کے متقارن کیفیت عملی ہو گی خواہ وہ عمل دل سے
متعلق ہو جیسے رضا و تسلیم و توکل وغیرہ خواہ جوارح سے مثل نماز و روزہ
وغیرہ اسلئے کہ ہر منشا ہر عمل کا دل ہوتا ہے پھر اگر وہ منشا درست ہے تو عمل جو
اس پر متفرع ہے درست ہو گا ورنہ قابل قبولیت کے نہ ہو گا کما فی الحدیث عن عمر
بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات و
انما لامرئ ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ و رسولہ فہجرتہ الی اللہ والی رسولہ ومن
کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او امرأۃ یتزوجہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ متفق علیہ
کذا فی المشکوۃ ترجمہ روایت ہے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں معتبر ہوتے عمل مگر ساتھ نیتوں کے اور
واسطے کسی کے مگر وہ چیز کہ نیت کی پس جو شخص کہ ہووے ہجرت اسکی طرف اللہ
اور رسول اس کے پس ہجرت اسکی طرف اللہ اور رسول کے ہے اور جو شخص
ہو ہجرت اسکی طرف دنیا کے کہ پہنچے اسکو یا طرف عورت کے کہ نکاح کرے اس
سے پس ہجرت اسکی طرف اس چیز کی ہے کہ ہجرت کی طرف اس کے روایت
کی یہ بخاری و مسلم نے انتہی اسی وجہ سے جن اعمال کا منشاء ریا و سمعہ و غ
اغراض نفسانی ہوں مردود ہیں کما ورد فی الاحادیث الکثیرۃ پھر اگر منشاء
صرف ایمان ہو تو ایک نورانیت دل میں پیدا ہوتی ہے یا یوں کہیئے کہ اس نور
کی وجہ سے اعمال صالحہ پیدا ہوتے ہیں **الحاصل** منشاء اعمال صالحہ کے
ایک نورانیت دل میں ہوتی ہے جسکی نسبت حق تعالی فرماتا ہے اَفَمَن
شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ترجمہ
سینہ اللہ تعالی اسلام کے لئے کھول دیتا ہے سو وہ نور میں ہے اپنے رب کے طرف
یہاں اسلام بمعنی انقیاد ظاہری ہو جو مقابل ایمان ہے تو ظاہر ہے کہ رتبہ نورانیت کا
ایمان کے ہوگا اور اگر مطلق انقیاد مراد ہو جسمیں ایمان بھی شریک ہے جب بھی نورانیت
مقارن ایمان ہوگی نہ عین ایمان اسلئے کہ ایمان ظاہر اکسبی ہے جس کے سبب مامور ہیں اور
امر وہبی ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے عن عایشہ رضی اللہ عنہا عن ا
صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان ینظر من نور اللہ الایمان فی قلبہ فلینظر الی ا
ہٰذا الحدیث رواہ الدارقطنی فی سننہ المسمی بالمجتبی فی سنن المصطفے ترجمہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو خوش آوے یہ کہ دیکھے طرف اس شخص

Marfat.com

جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو نورانی کیا تو چاہیئے کہ دیکھے ابی ہنا کو انتہی اب یہاں نظر تفصیلی میں کئی چیزیں دکھائی دیتی ہیں۔ ایک نفس ایمان دوسری نورانیت تیسری نیت جو منشا عمل اور مدار صلاحیت و عدم صلاحیت عمل ہے بحسب حدیث شریف انما الاعمال بالنیات کے یہ چوتھا عمل مگر جب عمل نفس ایمان ہو تو ان مراتب میں تقدیم و تاخیر ہو جائیگی اس لئے کہ ایمان لانے کے وقت نیت ایمان پر بھی مقدم ہو گی سوائے اس صورت کے سب صورتوں میں رتبہ ایمان کا نیت پر مقدم ہو گا پھر اگر عمل فعل جوارح سے ہو تو خود بنفسہ ممتاز ہے اور اگر فعل قلب ہے ہو تو ان سب امور مدارج کا وجود دل میں ہو گا اگرچہ اجتماع اُن کا محل واحد میں ہے مگر باہم فی نفسہ ممتاز ہیں اور باوجود امتیاز کے ارتباط و تعلق ہر ایک کا دوسرے سے کچھ ایسے طور پر ہے کہ گویا باہم شیر و شکر ہیں۔ پس اس مقارنت کی وجہ سے اطلاق ایک دوسرے پر ہو سکتا ہے جیسا کہ بجائے سال المار کے سال المیزاب کہتے ہیں کما ہو مصرح فی المعانی۔ پس زنا و سرقہ کے وقت ایمان کا جدا ہونا جو اس حدیث شریف میں ہے عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا زنی العبد خرج منہ الایمان فکان فوق راسہ کالظلۃ فاذا خرج من ذالک العمل عاد الیہ الایمان رواہ الترمذی اُس کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نورانیت جو مقارن ایمان ہے جدا ہو جاتی ہے کیونکہ بظاہر اُس فعل کے وقت اصل ایمان یعنے تصدیق سے اُس شخص کو کچھ تعرض نہیں ہوتا بلکہ منشا اس کا ایک غرض نفسانی ہوتی ہے پھر جب تصدیق سے اُسکو کچھ تعرض نہ ہو تو ایمان کا زایل ہونا

Marfat.com

اس حدیث شریف سے ثابت ہے جسکو طبرانی نے روایت کیا ہے کما فی کنز العمال عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یخرج احدکم من الایمان الا بجحود ما دخل فیہ بطس - ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نہ نکلے گا کوئی تم میں کا ایمان سے مگر بہ سبب انکار کرنے اُس چیز کے جو اُس میں داخل ہوئی انتہی یعنے جحود جو منافی ایمان ہے جبتک نہ پایا جاوے ایمان نہیں جاتا اور محدثین کے نزدیک بھی یہی بات ہے کہ اس قسم کا کفر جو احادیث میں وارد ہے بنابر تغلیظ ہے یعنے حقیقی نہیں جو ضد ایمان ہے جیساکہ امام ترمذیؒ نے اس حدیث شریف کے تحت میں لکھا ہے من اتی حایضًا او امراۃ فی دبرہا او کاہنا فقد کفر بما انزل علی محمدؐ انتہی وانما ہذا عند اہل العلم علے التغلیظ اور امام ترمذیؒ نے جامع کے باب لا یزنی الزانی وہو مومن میں لکھا ہے وہذا قول اہل العلم لانعلم احداً کفر احداً بالزنا والسرقۃ وشرب الخمر وقال صاحب المولف ومن وجوہ المعتزلۃ نحو قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا یزنی الزانی وہو مومن ولا ایمان لمن لا امانۃ لہ قلنا مبالغۃ ثم انہا معارضۃ بالاحادیث الدالۃ علی انہ مومن وانہ یدخل الجنۃ حتی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی ذر لما بالغ فی السوال عنہ وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر انتہی - پس معلوم ہوا کہ حدیث زنا وسرقہ وغیرہ میں اطلاق ایمان کا اصل ایمان پر نہیں بلکہ نورانیت پر ہے - اسی طرح اطلاق ایمان کا منشا عمل پر اس حدیث شریف میں معلوم ہوتا ہے جو باب شفاعت میں وارد ہے کہ جو برابر ایمان اور حبہ برابر ایمان اسلئے کہ بخاری شریف میں بجائے لفظ ایمان کے لفظ خیر کی بھی روایت ہے جیساکہ قریب نقل کیجائے گی تو چاہیئے

Marfat.com

ایمان سے بھی مراد خیر ہی ہو نہ یہ کہ خیر سے مراد یہاں ایمان ہے جیسا کہ ابن تیمیہ نے کتاب شرح الایمان میں لکھا ہے اسلئے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے جسکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ قیامت میں حکم ہوگا شفاعت کرنے والوں کو کہ جس کے دل میں دینار یا نصف دینار یا ذرہ برابر خیر ہو اسکو دوزخ سے نکال لو پس نکالینگے وہ اس قسم کے سب لوگوں کو پھر عرض کرینگے ربنا لم نذر فیہا خیراً یعنے کوئی خیر ہمنے دوزخ میں نہیں چھوڑی یعنے سب اہل خیر کو نکال لیا پس ارشاد ہوگا کہ انبیاء وغیرہم شفاعت کرچکے اور باقی نہ رہا کوئی سوائے ارحم الراحمین کے پس نکالیگا حق تعالیٰ ایک قبضہ جسمیں نکل آئیں گے وہ لوگ جنہوں نے کبھی نیک کام نہیں کیا تھا اور وہ حدیث شریف یہ ہے فیقول ارجعوا فمن وجدتم فی قلبہ مثقال دینار من خیر فاخرجوہ فیخرجون خلقاً کثیراً ثم یقول ارجعوا فمن وجدتم فی قلبہ مثقال نصف دینار من خیر فاخرجوہ فیخرجون خلقاً کثیراً ثم یقول ارجعوا فمن وجدتم فی قلبہ ذرۃً من خیر فاخرجوہ فیخرجون خلقاً کثیراً ثم یقولون ربنا لم نذر فیہا خیراً فیقول اللہ شفعت الملئکۃ وشفع النبیون وشفع المومنون ولم یبق الا ارحم الراحمین فیقبض قبضۃ من النار فیخرج منہا قوماً لم یعملوا خیراً قط الحدیث رواہ البخاری ومسلم بطولہ کذا فی المشکوۃ تو معلوم ہوا کہ یہ حدیث گویا تفسیر ہے اس حدیث شریف کی جسمیں لفظ شعیرۃ من ایمان وحبۃ من ایمان وارد ہے اور یہ حدیث بھی اسکی موید ہے فاقول رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا رب ائذن لی فیمن قال لا الہ الا اللہ قال لیس لک ذلک ولکن وعزتی وجلالی وکبریائی وعظمتی لاخرجن منہا من قال لا الہ الا اللہ متفق علیہ کذا فی المشکوۃ الحاصل

Marfat.com

جملہ شفاعت کرنے والوں کی شفاعت اُن لوگوں کو ہوگی جنمیں کسی قدر منشا عمل پایا جاوے اگرچہ ذرہ برابر ہو اور حق تعالیٰ جنکو خود نکالے گا اُس میں سوائے ایمان کے کسی قدر بھی منشا عمل کا نہ ہوگا اگر کہا جائے کہ شاید وہ لوگ اہل فترۃ سے ہونگے تو یہ نہیں ہوسکتا اس لیئے کہ اُن کا اہل لا الہ الا اللہ ہونا ثابت نہیں اور سوائے اس کے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب وہ عذر کریں گے تو ایک رسول بھیجا جائیگا جسکی امتثال سے جنت میں اور عدم امتثال سے دوزخ میں جائیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے جس کو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اسود بن سریع اور ابی ہریرہ رضہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما الذی مات فی الفترۃ فیقول ما اتانی لک رسول فیاخذ مواثیقھم لیطیعوہ فیرسل الیھم ان ادخلوا النار فمن دخلھا کانت علیہ برداً وسلاماً ومن لم یدخلھا سحب الیھا الحدیث کذا فی کنز العمال پس معلوم ہوا کہ مثقال ذرۃ من ایمان میں ایمان سے مراد منشا عمل ہے جو کم زیادہ ہوتا ہے نہ ایمان بمعنی تصدیق اور یہاں اطلاق عمل پر اس وجہ سے نہیں کیا گیا کہ تصریح من وجدتم فی قلبہ کی ہر جائے پر اس معنی سے آیا کرتی ہے اسی طرح اطلاق ایمان کا قول وعمل پر اس حدیث شریف میں معلوم ہوتا ہے اور کنز العمال میں ہے الایمان قول وعمل اور جو ابن ماجہ میں ہے۔ عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان معرفۃ بالقلب وقول باللسان وعمل بالارکان اس لیئے کہ خود حدیث شریف سے ایمان وعمل میں مغایرت ثابت ہے۔ کما فی کنز العمال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان والعمل شریکان فی قرن لایقبل

Marfat.com

احدہما الا بصاحبہ اب رہی وہ حدیث شریف جسمیں صراحۃً الایمان یزید و
ینقص وارد ہے تو اسمیں بھی زیادتی و نقصان کا رجوع اسی کیفیت عملی کی
معلوم ہوتا ہے جیسا اوپر گذرا کیونکہ حدیث شریف میں مصرح ہے الایمان قول و
عمل یزید و ینقص جب ایمان مجموع قول و عمل سے تعبیر کیا گیا تو زیادتی بھی راجع
ہوگی طرف ہوگی الحاصل امام صاحب انہیں وجوہات سے کہتے ہیں کہ کمی
زیادتی نفس ایمان میں نہیں بلکہ مقارنات ایمان میں ہے پھر جسمیں مقارنات
ایمانیہ علی وجہ الکمال پائے جاویں وہ شخص کامل الایمان اور منجملہ خواص کے ہوگا
اور عامی برخلاف اُس کے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف عمل سے بھی کچھ نہیں
ہوتا جبتک مقارنات ایمانیہ معتد بہا نہ ہوں چنانچہ حدیث شریف میں وارد
ہے عن ابی سعید الخدری رضی قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقسیم
قسما اذ اتاہ ذوالخویصرۃ وہو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ اعدل فقال
ویلک ومن یعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اکن اعدل فقال عمر
یا رسول اللہ ائذن لی فیہ فاضرب عنقہ فقال دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم
صلاتہ مع صلاتہم وصیامہ مع صیامہم یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیہم
یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ الحدیث رواہ البخاری۔
ترجمہ روایت ہے ابی سعید خدری رض سے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ آیا ایک شخص قبیلہ بنی تمیم کا اور کہا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم) عدل کیجئے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرابی ہو تیری
کون عدل کریگا جب میں عدل نہ کروں تو محروم و بے نصیب ہو جائے گا اور

Marfat.com

نقصان پائیگا تو - عرض کیا عمرؓ نے یا رسول اللہ حکم دیجئے کہ گردن ماروں میں اسکی - فرمایا چھوڑ دو اسکو کہ اسکے ساتھ والے ایسے لوگ ہیں کہ حقیر سمجھو گے تم لوگ اپنی نماز کو انکی نماز کے مقابلہ میں اور روزوں کو اپنے روزوں کے مقابلہ میں - پڑھتے ہیں وہ لوگ قرآن مگر حلق سے اُن کے تجاوز نہیں کرتا اور بھاگتے ہیں دین سے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے روایت کیا اسکو بخاری نے انتہیٰ اب اس عمل کو دیکھئے کہ کس درجہ کا ہوگا جو صحابہ کا عمل اُن کے مقابلہ میں حقیر معلوم ہو پھر آخر کیا ہوا وہاں تو دین ہی کا ٹھکانا نہیں یہ تو ایسا ہوا جیسا کسی شخص کا قول ہے پیر ما ہمہ وارد و ایمان ندارد خلاصہ یہ ہے کہ صرف عمل مفید نہیں جبتک مقارنات ایمان جو متعلق عمل ہیں درست نہ ہوں اور قریب قریب اسی تقریر کے ہے وہ جو ابن بطالؒ نے شرح بخاری شریف میں نقل کیا ہے حیث قال قال المهلب الذرة اقل الاشياء الموزونات وهي فى هذا الحديث التصديق الذى لا يجوز ان يدخله النقص وما فى البرة والشعيرة من الزيادة فانما هى زيادة من الاعمال يكمل التصديق بها وليست زيادة فى التصديق بما قدمناه انه لا ينقص التصديق فان قيل فانه لما اضاف هذه الاجزاء التى فى الشعيرة والبرة الزائدة على الذرة الى القلب دلت انها زيادة من التصديق لا من الاعمال فالجواب انه لما كان الايمان التام انما هو قول وعمل والعمل لا يكون الا بنية واخلاص من القلب جاز ان ينسب العمل الى القلب اذ تمامه تصديق القلب وقد عبر عن هذه الاجزاء من الايمان مرة بالخير ومرة بالايمان وكل ذلك سائغ واسع وقوله تخرج من النار قال لا اله الا الله يدل ان ما ذكر بعدها من الذرة

Marfat.com

والبرۃ والشعیرۃ ہی من الاعمال والطاعات اذا منۃ مجتمعۃ علی ان قول لا الہ الا اللہ

ہو صریح الایمان والتصدیق الذی شبہ بالدرۃ عمل القلب ایضاً انتہے۔

فائدہ مواہب اللدنیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء رحمہم اللہ نے اختلاف کیا ہے

کہ امر صلوا علیہ وجوب کے واسطے ہے یا نہیں اور اگر ہے تو درود شریف مثل کلمہ

شہادت کے عمر بھر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے۔ یا خاص خاص اوقات میں

مثل نماز وغیرہ کے۔ یا عموماً جمیع اوقات میں بقدر امکان لیکن تفسیر احمدی

میں لکھا ہے کہ نفس وجوب صلوۃ میں کسی کو خلاف نہیں بلکہ صرف اوقات

میں اختلاف ہے کما قال ان الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجبۃ

لقولہ تعالیٰ ان اللہ وملئکتہ الآیۃ وہذہ الآیۃ التی تدل علی وجوب الصلوۃ

علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ لاخلاف للعلماء فی ان ہذا الامر للوجوب

وانما الخلاف فی اوقاتہ اور قاضی عیاض رح نے شفا میں لکھا ہے اعلم ان الصلوۃ

علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرض علی الجملۃ غیر محدد بوقت لامر اللہ تعالیٰ

بالصلوۃ وحمل الائمۃ والعلماء لہ علی الوجوب واجمعوا علیہ وحکی ابو جعفر

الطبری ان محمل الآیہ عندہ علی الندب وادعی فیہ الاجماع ولعلہ فیما زاد

علی مرۃ ظاہراً وجوب ہی کی دلیل ٹھیک معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ صلوا

اور سلموا صیغے امر کے ہیں اور اصول فقہ میں بدلائل عقلیہ ونقلیہ ثابت ہے

کہ امر خاص وجوب کے واسطے وضع کیا گیا ہے اسی وجہ سے عند الاطلاق اس سے

وجوب ہی سمجھا جاتا ہے نہ استحباب وغیرہ چنانچہ توضیح میں لکھا ہے لاعلم ان

المطلق ینصرف الی الکامل لزم ان الامر المطلق یکون امراً کاملا بان یکون للایجاب

صلوات کے وجوب کا بیان

Marfat.com

فان الامر الذی للاباحۃ والندب ناقص فی کونہ امرًا اور جہاں امر اباحت وغیرہ کے واسطے ہوتا ہے وہاں قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے پھر اس آیہ شریف میں قطع نظر صیغہ امر کے اگر قراین دیکھے جائیں تو قرینے بھی وجوب ہی پر قائم ہیں اسلئے کہ حق تعالیٰ نے قبل امر کے تمہیدًا اپنا اور ملائکہ کا ہمیشہ درود بھیجنا ظاہر فرمایا جس سے اعتنا بالشان درود شریف کا کمال درجہ پر ظاہر ہے جب عالم علوی میں اسقدر اہتمام ہو تو امت کو بطریق اولی اسمیں مشغولی چاہیئے خصوصًا جب امر ہو گیا تو امتثال امر کی دو بالا ضرورت ہو گئی یہی قرینہ وجوب ہو سکتا ہے۔ ورنہ سیاق وسباق میں مناسبت نہ ہوگی حالانکہ مناسبت ضرور ہے کما فی التوضیح سیاق الآیۃ لایجاب اللہ تعالیٰ اقتداء المومنین باللہ وملائکتہ فی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلا بد من اتحاد معنی الصلوۃ من الجمیع لانہ لو قیل ان اللہ یرحم النبی صلی اللہ علیہ وسلم والملئکۃ یستغفرون یا ایہا الذین آمنوا ادعوا لہ کان ہذا الکلام فی غایۃ الرکاکۃ مقصود اس استدلال سے اسی قدر ہے کہ سیاق وسیاق میں مناسبت نہ ہونے سے کلام رکیک ہو جاتا ہے اب رہا یہ کہ جب استمرار صلوۃ ضرور ہو تو اور ضروریات طبعیہ وشرعیہ کیونکر ادا ہوں سو اسکو یوں سمجھنا چاہیئے کہ اوقات اُن امور کے عقلًا وعادتًہ مستثنٰے ہیں۔ **الحاصل** اس آیہ شریفہ میں قرینہ استمرار مداومت کا بھی وجود ہے پس صلوا علیہ اور اقیموا الصلوۃ جیسے نفس وجوب میں برابر ہیں اسی طرح استمرار میں برابر ہیں اور جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوقات نماز کے معین فرمائے ویسا ہی اوقات درود شریف کے بھی معین فرمائے ہاں فرق اتنا ہے کہ تعین اوقات نماز بتواتر ثابت ہے اور تعین اوقات درود شریف باخبار احاد مگر جب تمامی

Marfat.com

حدیثیں دیکھی جائیں جن میں درود شریف پڑھنے کا امر اور ترغیبیں اور نہ پڑھنے
پر ترہیبیں اور تہدیدیں اور اوقات کثیرہ مختلفہ کی تعیین اور ازمان و اماکن کی
تعمیم بتصریح وارد ہے تو اتنا تو بتواتر معنوی ضرور ثابت ہوگا کہ درود شریف
کی کثرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور ہے اور یہ تواتر ایسا ہوگا جیسے
معجزات میں کہا جاتا ہے کہ ہر معجزہ میں اخبار احاد وارد ہیں اور ان احاد سے
نفس معجزہ کا ثبوت بتواتر معنوی ہوتا ہے اس لئے کہ مجموع پر وہ احکام مرتب
ہوتے ہیں جو اجزاء پر نہیں ہو سکتے مثلاً ظاہر ہے کہ ایک بال کسی مصرف کا نہیں
ہوتا پھر اگر انہیں سو بالوں سے ایک رسی بنائی جائے تو نہایت مفید ہوگی دیکھئے
مجموع میں ایک صفت جدیدہ ایسی قائم ہوئی جو کسی جز میں نہ تھی اسی طرح
مجموع احادیث میں صفت تواتر قائم ہوئی جس سے مطلق معجزہ کا ثبوت بتواتر ہوتا
ہے اور ظاہر ہے کہ وجود مطلق کا بغیر افراد کے ممکن نہیں پس معلوم ہوا کہ وجود مطلق
من حیث انہ وجد فی الافراد متصف بصفت تواتر ہے اور اسی مطلق کے معنی
کثرت اجمالی ہیں۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ مطلق معجزہ کا ثبوت بتواتر حقیقی ہے اس لئے
کہ جتنے احادیث نفس خرق عادت و معجزہ پر متفق اللفظ ہیں اسی کا نام تواتر حقیقی

ہے کما قال شہاب الدین الخفاجیؒ فی شرح الشفا التواتر الحقیقی ان یخبر
جماعۃ من جماعۃ الی آخرہ یوئس تواطؤہم علی الکذب فی خبر واحد متفق اللفظ و
المعنی البتہ ثبوت کثرت کا اس طور پر نہیں بلکہ مجموع احاد سے کثرت اجمالی مستفاد
ہوتی ہے اور یہ تواتر معنوی ہے کما قال الخفاجیؒ والتواتر المعنوی ہو حصول العلم
القطعی من مجموع امور جزئیۃ واخبار واردۃ مستفیضۃ **خلاصہ** یہ ہوا کہ جیسے

Marfat.com

کثرت احادیث احاد سے ثبوت مطلق معجزہ کا تواتر ہوتا ہے ویسا ہی کثرت اجمالی معجزات کی بھی بتواتر معنوی ثابت ہے کما فی الشفا قال بعض ائمتنا یجری ہذا لمجری علی الجملۃ انہ قد جری علی یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ایات وخوارق عادات ان لم یبلغ واحد منہا بعینہا القطع فیبلغہا بینعہا فلا مریۃ فی جریان معانیہا علی یدیہ ولا یختلف مومن ولا کافر انہ جرت علی یدیہ العجائب اب یہاں چند حدیثیں وہ ذکر کی جاتی ہیں جسمیں درود شریف کے اوقات معین فرمائے ہیں منجملہ ان کے وقت طہارت ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا وضوٗ لمن لم یصل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابن مسعود وفی روایۃ ابی عاصم عن سہل بن سعد لا وضوٗ لمن لم یصل الحدیث ذکرہما القسطلانی فی مسالک الحنفا ۔ ترجمہ روایت ہے ابن مسعودؓ اور سہل بن سعدؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو اُس شخص کا نہیں ہوتا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا انتہی اور سوائے اسکے اور روایات بھی اس باب میں وارد ہیں ۔ اور نماز میں چنانچہ امام فاکہانی نے الفجر المنیر فی الصلوٰۃ علی البشیر النذیر میں نقل کیا ہے ۔ عن سہل بن سعد قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لا یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث ترجمہ نہیں ہوتی نماز اُس شخص کی جس نے درود نہ پڑھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی سوائے اسکے اور احادیث اس باب میں وارد ہیں انشاء اللہ تعالیٰ بحسب موقع نقل کی جائیں گی اور بعد اذان کے جیسا کہ ابن تیمیہ نے منتقی الاخبار میں نقل کیا ہے عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علیّ فانہ من

اوقات درود

Marfat.com

صلی علی واحدۃً صلی اللہ علیہ بہا عشراً الحدیث رواہ الجماعۃ الا البخاری و ابن ماجہ
ترجمہ روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
مؤذن سے تم اذان سنو تو جیسا کہ کہتا ہے وہ کہو پھر پڑھو مجھ پر درود کیونکہ جو شخص
مجھ پر ایک درود پڑھتا ہے حق تعالیٰ اس پر دس صلوٰۃ بھیجتا ہے روایت کیا اسکو جماعۃ اہل
صحاح نے سوائے بخاری و ابن ماجہ کے انتہی۔ اور دعا کے وقت کنایہ قال السخاوی فی القول
البدیع عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہولاء الکلمات
فی الوتر قال قل اللہم اہدنی فیمن ہدیت دعافنی فیمن عافیت وبارک لی فی ما اعطیت
وتولنی فیمن تولیت وقنی شر ما قضیت فانک تقضی ولا یقضی علیک انہ لا یذل من
والیت تبارکت وتعالیت وصلی اللہ علی النبی اخرجہ النسائی وسندہ صحیح کما قال
قالہ النووی یعنے بروایت صحیح ثابت ہے کہ دعائے قنوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے درود شریف کو داخل فرمایا۔ اور اثنائے تکبیرات عیدین میں ومنہا اثناء تکبیرات
العیدین لما روی اسمعیل القاضی ان ابن مسعود وابا موسی وحذیفہ رضی اللہ عنہم خرج
علیہم الولید بن عقبۃ فقال ان ہذا العید قد دنی فکیف التکبیر فیہ فقال عبد اللہ تبدا
فتکبر تکبیرۃ تفتتح بہا الصلوٰۃ وتحمد ربک وتصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم تدعو وتکبر و
تفعل مثل ذلک ثم تفعل مثل ذلک ثم تکبر وتفعل مثل ذلک ثم تقرأ ثم تکبر وترکع
ثم تقوم فتکبر وتحمد ربک وتصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم تدعو وتکبر وتفعل مثل ذلک
مثل الذی فعلتہ فی الرکعۃ الاولی قالہ الزرقانی فقال حذیفۃ وابو موسی صدق ابو
عبد الرحمن قال ابن کثیر اسنادہ صحیح کذا فی المواہب اللدنیۃ قال السخاوی فی القول
البدیع واسنادہ صحیح وہو عند ابن ابی الدنیا فی کتاب العید من حدیث علقمۃ عن ابن مسعود

Marfat.com

قال تکبر تکبیرۃ تدخل بہا فی الصلوۃ وتحمد ربک وتصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتد

تکبر تفعل مثل ذلک وبہ تمسک ابوحنیفہ واحمد فی احدی الروایتین منہ فی الموالا

النقراتین وابوحنیفہؒ فقط فی تکبیرات العید الزوائد ثلثا والشافعی واحمد فی حم

والصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین التکبیرات واما مالک لم یاخذ بہ اصلا

ابوحنیفہ علی استحباب سرد التکبیرات من ذکر بینہما رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین حا

یہ کہ درود شریف اثنائے تکبیرات عیدین میں پڑھنے کے واسطے بھی ارشاد ہوا

اول واوسط وآخر دعا میں کما فی المواہب اللدنیہ عن جابرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

قال لاتجعلونی کقدح الراکب فان الراکب یملا قدحہ ثم یضعہ ویرفع متاعہ فان احتاج

الی شرب شربہ او الوضوء توضا والا اہراقہ ولکن اجعلونی فی اول الدعاء واوسط

رواہ احمد ترجمہ روایت ہے جابرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

بناؤ مجھ کو مثل پیالہ سوار کے جو اسمیں پانی بھر رکھتا ہے اور اٹھاتا ہے پیاسا پھر اگر

ہوتی ہے تو پی لیتا ہے یا وضو کر لیتا ہے ورنہ پھینک دیتا ہے بلکہ ذکر میرا اول اوسط

آخر دعا میں کیا کرو زرقانیؒ نے لکھا ہے کہ مراد اس سے درود شریف ہے اور انشاءاللہ

بحث تفصیلی اسکی آیندہ آویگی اور ہر مجلس میں کما فی الزرقانی عن ابی سعیدؓ عن النبی صلی

علیہ وسلم قال لایجلس قوم مجلسا ثم لایصلون فیہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

الاکان علیہم حسرۃ وان دخلوا الجنۃ لما یرون من الثواب رواہ النسائی ترجمہ

ابوسعید خدریؓ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور رسو

علیہ وسلم پر درود نہ پڑھیں تو ضرور انکو حسرت ہوگی اگرچہ جنت جاویں اسلئے کہ وہاں ثو

حال دیکھیں گے روایت کیا اسکو نسائی نے اور وقت ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چنا

Marfat.com

میں ہے عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رغم انف رجل
ذکرت عندہ فلم یصل علی الحدیث نث ک ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاک آلودہ ہو ناک اس شخص کی یعنے ذلیل و
خوار ہو وہ شخص کہ جس کے نزدیک میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔
روایت کیا اسکو ترمذی نے اور حاکم نے مستدرک میں انتہی۔ سوائے اسکے اس
باب میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں انشاء اللہ تعالی قریب میں نقل کی جائیگی
اور اللہ تعالی کے ذکر کے ساتھ جیسا کہ کنز العمال میں ہے عن ابی ہریرۃؓ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما جلس قوم یذکرون اللہ عز وجل لم یصلوا علی
بینھم الا کان ذلک المجلس علیہم ترۃ الحدیث ک ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہؓ
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لوگ خدائے تعالی کے ذکر کے
واسطے بیٹھیں اور اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نہ پڑھیں تو وہ مجلس
ضرور انکے واسطے باعث نقصان ہوگی روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک میں
انتہی اور کان میں سنسناہٹ کی آواز نے کے وقت چنانچہ روایت ہے ابی رافع سے
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا طنت اذن احدکم فلیذکرنی ولیصل علی ولیقل
ذکر اللہ من ذکرنی بخیر ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کسی شخص کے
کان میں آواز ہونے لگے تو چاہیئے کہ مجھ کو یاد کرے اور مجھ پر درود پڑھے اور کہے
کہ خدائے تعالی ذکر خیر کرے انکا جنہوں نے یاد کیا ہے مجھ کو انتہی الشیخ یعقوب
جلونیؒ نے وسیلہ عظمی الی حضرۃ المجتبی میں لکھا ہے کہ روایت کیا اس حدیث
کو طبرانی نے اور کہا امام سیوطیؒ نے جامع صغیر میں کہ روایت کیا اسکو عقیلی نے

Marfat.com

ضعفا میں اور ابن عدی نے کامل میں اور طبرانی اور ابن سنی نے اور زرقانی نے
کہا ہے کہ روایت کیا اسکو طبرانی نے اپنے تینوں کتابوں میں اور خرایطی اور
حکیم ترمذی نے بھی ہر چند سخاوی نے اس حدیث کو ضعیف اور ابن جوزیؒ
نے موضوع کہا ہے لیکن اسکا تعقب کیا گیا ہے کہ حافظ نور ہیثمی نے لکھا ہے
کہ اسناد طبرانی کی کبیر میں حسن ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن خزیمہ نے
حالانکہ انہوں نے تخریج احادیث صحیحہ کا التزام کیا ہے اور اسی طرح جمع الجوامع
کے دیباچہ میں امام سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ جو حدیث ابن خزیمہ کی طرف منسوب
ہو وہ صحیح ہے انتہیٰ۔ اور جب کسی چیز کو بھول جاوے چنانچہ مواہب اللدنیہ
اور وسیلہ عظمیٰ میں ہے عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نسیتم
شیئاً فصلوا علی تذکرہ انشاء اللہ رواہ ابوموسی المدینی ترجمہ روایت ہے انسؓ
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھول جاؤ تم کسی چیز کو
تو مجھ پر درود پڑھو جس سے وہ چیز انشاء اللہ تعالیٰ یاد آجائیگی روایت کیا اس
کو ابوموسیٰ مدینی نے انتہیٰ۔ اور ہر مکان میں جیسا کہ زرقانیؒ نے نقل کیا ہے عن الحسن
بن علیؓ عن علیؓ رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیثما کنتم
فصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی رواہ الطبرانی وغیرہ ترجمہ روایت ہے حسنؓ بن علیؓ
رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں رہو مجھ پر درود
پڑھو کہ پہنچ جائیگا وہ مجھ کو روایت کیا اسکو طبرانی وغیرہ نے انتہیٰ۔ اور روز جمعہ
چنانچہ ابن قیم نے زاد المعاد فی ہدی خیر العباد میں نقل کیا ہے عن اوس بن اوس
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض

Marfat.com

وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی قالوا یا رسول اللہ
وکیف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمت یعنی قد بلیت قال ان اللہ عزوجل حرم

علی الارض اجساد الانبیاء رواہ الحاکم وابن حبان فی صحیحہا ترجمہ روایت ہے
اوس بن اوس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے دنوں میں افضل
جمعہ کا دن ہے اسی روز آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی روز انتقال کیا
اسی روز نفخ صور ہوگا اور اسی روز صعقہ ہوگا اس لئے اس روز زیادہ مجھ پر
درود پڑھا کرو تمہارا درود مجھ پر عرض کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
کیونکر درود آپ پر عرض کیا جائیگا جس حالت میں کہ جسد مبارک آپ کا بوسیدہ
ہوگیا ہوگا فرمایا حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے زمین پر کہ انبیاء کے اجساد کو کھاوے
روایت کیا اسکو حاکم اور ابن حبان نے اپنے صحیحوں میں انتہی انشاء اللہ تعالیٰ
اور مباحث جو اس حدیث شریف سے متعلق ہیں آیندہ ذکر کئے جائیں گے۔
سوائے ان احادیث کے تعیین اوقات درود شریف میں بہت حدیثیں وارد
ہیں چنانچہ امام سخاوی نے قول بدیع میں ایک باب صرف اوقات و مواقع
درود شریف میں مدون کیا ہے اور ہر بات کو باحادیث و آثار ثابت کیا ہے
چنانچہ اس باب کے عنوان کا ترجمہ یہ ہے۔ پانچواں باب درود شریف کے
اوقات مخصوصہ میں جیسے بعد وضو تیمم اور غسل جنابت کے۔ اور نماز میں۔
اور بعد نماز کے۔ اور اقامت کے وقت۔ اور بعد صبح۔ اور مغرب۔ اور تشہد
میں۔ اور قنوت میں۔ اور تہجد کے واسطے اٹھنے کے وقت۔ اور بعد تہجد کے۔ اور
جب کسی مسجد میں گزر ہو۔ اور مسجد کو دیکھنے۔ اور داخل ہونے۔ اور نکلنے کے وقت

Marfat.com

اور بعد جواب دینے مؤذن کے - اور جمعہ کے روز اور اُس کی رات میں - اور ہفتہ اور اتوار - اور پیر - اور منگل کے دن - اور خطبہ میں جمعہ - اور عیدین - اور استسقا اور کسوف - وخسوف کے - اور اثنائے تکبیرات عیدین - وجنازہ میں - اور میت کو قبر میں اُتارنے کے وقت - اور رجب - وشعبان میں - اور جب کعبہ شریف کو دیکھے اور صفا اور مروہ پر - اور تلبیہ سے فارغ ہوکر - اور حجر اسود کے بوسہ کے وقت اور ملتزم کے پاس - اور عرفہ کی دوپہر کے بعد - اور مسجد خیف میں - اور مدینہ منورہ کو دیکھنے - اور قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کے وقت اور جب کبھی آثار شریفہ اور اماکن متبرکہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے ہیں نظر پڑ جائیں - اور ذبح اور بیع اور کتابت وصیت کے وقت اور نکاح کے خطبہ میں - اور صبح وشام - اور جب ارادہ سونے کا ہو - اور سفر کا کرے اور سواری پر سوار ہونے کے وقت - اور جب نیند اُچٹ جاوے - اور بازار یا دعوت میں جانے کے وقت - اور جب گھر میں داخل ہو - اور خط میں بعد بسم اللہ کے اور جب کوئی غم - یا مصیبت - یا سختی آپڑے - یا محتاج و فقیر ہو جاوے اور ڈوبنے کے وقت - اور طاعون میں - اور دعا کے شروع اور درمیان - اور آخر میں - اور جب کان میں آواز ہونے لگے اور جب پاؤں سُن ہو جائیں اور چھینکنے کے وقت اور جب کسی چیز کو بھول جاوے اس کے یاد آنیکے لئے - اور جب کوئی چیز اچھی معلوم ہو - اور مولی کھانے کے وقت اور جب گدھے کی آواز سنے - اور گناہ سے توبہ کرنے کے وقت - اور جب کوئی حاجت پیش آوے - اور تمامی احوال میں - اور جب کسی شخص پر تہمت لگائی جاوے -

Marfat.com

اور وہ اُس سے بری ہو اور دوستوں سے ملنے کے وقت۔ اور جب چند آدمی مجلس سے اُٹھنے لگیں۔ اور قرآن شریف ختم کرنے اور حفظ کرنے کے وقت۔ اور جب مجلس سے اُٹھنے لگے۔ اور جس مجلس میں خدائے تعالیٰ کے ذکر کے واسطے جمع ہوں اور بات کرنیکے وقت اور علم پڑھنے اور پڑھانے۔ اور وعظ کرنے۔ اور فتوی دینے۔ اور حکم کرنیکے وقت اور جب نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھے انتہیٰ۔

الحاصل ان احادیث و آثار سے اوقات مخصوصہ مختلفہ درود شریف کے لئے ثابت ہیں اور ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت درود شریف ہے بلکہ صراحتہً بھی اس کا امر فرمایا ہے۔ چنانچہ کنز العمال اور وسیلہ عظمیٰ میں ہے عن الحسن بن علی وابی ہریرہ رضی اللہ عنہم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوٰۃ علیّ فانّ صلوٰتکم علیّ مغفرۃ لذنوبکم الحدیث ابن عساکر عن الحسن بن علی ت ک عن ابی ہریرہ ترجمہ روایت ہے حسنؓ بن علیؓ اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زیادہ درود مجھ پر پڑھا کرو جس سے تمہارے گناہوں کی مغفرت ہو روایت کیا اس کو ترمذی نے اور حاکم نے مستدرک میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن عساکر نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے۔ انتہیٰ۔ اور وسیلہ عظمیٰ میں ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من الصلوٰۃ علیّ لان اول ماتسألون فی القبر عنی رواہ السخاوی ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زیادہ مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ سب سے پہلے قبر میں تم لوگوں سے میرے ہی بارہ میں سوال ہوگا۔ روایت کیا اُس کو سخاویؒ نے۔ اور سوائے اس کے

Marfat.com

انشاء اللہ تعالیٰ بحسب موقع اکثر حدیثیں نقل کی جائینگی جس سے یہ بات تواتر معنوی ثابت ہو جائیگی کہ امتیوں کا بہ کثرت درود شریف پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور ہے۔ اسی وجہ سے کثرت درود شریف علامت اہل سنت و جماعت کی ٹھہرائی گئی ہے چنانچہ امام سخاویؒ نے قول بدیع میں روایت کی ہے روی ابو القاسم التیمی فی الترغیب لہ من طریق علی بن الحسین قال علامۃ اہل السنۃ کثرۃ الصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ظاہر ہے کہ کلام سعادت پیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود وحی ہے کما قال اللہ تعالیٰ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى تو معلوم ہوا کہ کثرت درود شریف کی حق تعالیٰ کو بھی منظور ہے۔ اور یہ دوسرا قرینہ ہے اس پر کہ امر صلوا علیہ استمرار کے لئے ہے الحاصل صرف ایک دو بار درود شریف اسقاط فرضیت کے خیال سے پڑھ لینا اور ایسی تقریریں بنانا کہ جس سے مسلمانوں کی رغبت کم ہو جائے خلاف مسلک اہل سنت و جماعت کے ہے اور خلاف مرضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ خلاف مرضی حق تعالیٰ کے بھی ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ من ذلک

کثرت درود شریف اہل سنت کی علامت ہے

فائدہ متعلق وسلموا تسلیما

سلام

سلام اسم ہے تسلیم کا اور کئی معنی میں مستعمل ہے صلح۔ انقیاد و فرماں برداری و بذل الرضا بالحکم وغیرہ قال القاضی عیاض فی الشفاء فی معنی السلام علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ اوجہ احدہا السلامۃ لک و معک ویکون السلامۃ مصدرا کاللذاذ واللذاذۃ الثانی السلام علی حفظک و رعایتک متول لہ وکفیل ویکون ہنا السلام اسم اللہ الثالث ان السلام بمعنی المسالمۃ والانقیاد کما قال اللہ تعالیٰ

Marfat.com

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اور معنی بذل الرضا صحاح میں مذکور ہیں پس معنی السلام علیکم کے یہ ہوئے کہ تم سلامت رہو یا ہم تمہارے فرمانبردار اور تمہارے حکم پر راضی ہیں بہرحال دونوں صورتوں میں اظہار اخلاص اور دعاگوئے سلام سے مقصود ہے پیشتر اہل عرب ملاقات کے وقت انعم اللہ علینا وغیرہ الفاظ کہا کرتے تھے بجائے اُس کے ان الفاظ کے مقرر ہونے میں بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جب کوئی ان الفاظ کے ساتھ کسی کو خطاب کرتا ہے۔ تو مخاطب کو تصریح سلامتی کی وجہ سے اطمینان اُس شخص سے ہو جاتا ہے اسی سبب سے مخاطب پر جواب بھی اسی قسم کا واجب ہو گیا تا اُس کو بھی اس شخص سے اطمینان ہو جاوے۔ چنانچہ ابتک کل اہل عرب میں بدویوں تک یہ بات جاری ہے کہ جب سلام کرتے ہیں یا جواب سلام کا دیتے ہیں تو پھر کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچاتے اور جب ضرر پہنچانا منظور ہو گا تو نہ سلام کریں گے نہ اُس کا جواب دیں گے۔ پس معلوم ہوا کہ سلام صداقت و اخلاص کی دلیل ہے اور اس سے یہ بات جتائی جاتی ہے کہ ہم آپ کے دُعاگو اور خیر خواہ ہیں اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے جملہ اہل ایمان کو بمنطوق لازم وفوق وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا بتاکید امر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ سلام عرض کیا کریں تا ہر وقت اخلاص عقیدت کا اظہار بارگاہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوا کرے اسی واسطے ہر نماز میں خواہ فرض یا نفل ایک دو بار سلام عرض کرنا ضروری ٹھہرایا گیا۔ اس تکرار میں نکتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کو بسبب مشاغل ضروری کے جو لازمہ بشری ہیں ہر وقت

Marfat.com

حضوری نصیب نہیں ہو سکتی اسلئے نماز کے واسطے جو افضل عبادات ہے چند اوقات
خاص خاص مقرر کئے گئے پھر جب توجہ اُسکی حق تعالیٰ کی طرف ہوئی تو ضرور ہُوا
کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی متوجہ ہو کیونکہ حضرت کی ذات مبارک
مخلوق و خالق کے درمیان میں واسطہ جمیع فیوضات کا ہے پس یہ متوجہ ہونا
گویا بہ نسبت اُس شخص کے حضوری ہے اور ظاہر ہے کہ ہر حضوری کے وقت
سلام عرض کرنیکی ضرورت ہے۔ اب یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ جب کوئی
شخص بار بار سلام عرض کرکے اپنی عقیدت و خیر خواہی جتاتا جاوے اور ہر
وقت اعتراف کیا کرے کہ مجھ سے کسی قسم کی اذیت نہ پہنچے گی باوجود اس کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسے کلمات ناشائستہ اور غیر مہذب کہے
جس سے سننے والوں کو اذیت پہنچے تو اس اظہار اخلاص کو کیا سمجھنا چاہیئے بجز
اس کے اور کیا کہا جاوے کہ حق تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو توفیق ادب
عطا فرماوے الحاصل ہر نماز میں سلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مقرر
ہونا دلیل ہے اس بات پر کہ کثرت اس سلام کی حق تعالیٰ کو نہایت پسند ہے
اور یہی وجہ ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کرے حق تعالیٰ اُس پر
سلام کرتا ہے کما فی المشکوٰۃ عن عبد الرحمٰن بن عوفؓ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حتیٰ دخل نخلاً فسجد فاطال السجود حتی خشیت ان یکون اللہ تعالےٰ قد
توفاہ قال فجئت انظر فرفع راسہ فقال مالک فذکرت ذلک لہ قال فقال
ان جبرئیل علیہ السلام قال لی الا ابشرک ان اللہ عز وجل یقول لک من صلی
علیک صلوٰۃ صلیت علیہ ومن سلم علیک سلمت علیہ رواہ احمد۔ ترجمہ

روایت ہے عبد الرحمٰن بن عوفؓ سے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اور داخل ہوئے کسی نخلستان میں پھر سجدہ کیا آپ نے اور دراز کیا سجدہ یہانتک کہ خوف ہوا مجھ کو کہ شاید انتقال ہوگیا ہو پس قریب آیا کہ دیکھوں کیا حال ہے پس اٹھایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اور فرمایا کہ کیا ہوا تم کو جو گھبرائے ہو پس عرض کیا میں نے سرگذشت کو۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ خوشخبری دیتا ہوں میں آپ کو حق تعالیٰ آپ کو فرماتا ہے جو شخص آپ پر درود پڑھے صلوٰۃ بھیجتا ہوں میں اس پر اور جو شخص آپ پر سلام کرے سلام کرتا ہوں میں اس پر روایت کی اسکو امام احمد نے انتہیٰ اور در منضود میں حجر ہیثمیؒ نے اسی مضمون کی روایت نقل کی اور کہا کہ صحیح کہا اس کو حاکم نے۔ اور ایسا ہی کہا قسطلانیؒ نے مسالک الحنفا میں کہ عبد بن حمید نے بھی روایت کی ہے اس کو اپنے مسند میں و فی الوسیلۃ العظمیٰ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی رایت جبرئیل فبشرنی وقال ان ربک یقول من صلی علیک صلیت علیہ و من سلم علیک سلمت علیہ فسجدت اللہ شکراً رواہ احمد والحاکم ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا میں نے جبرئیل کو پس خوشخبری دی انہوں نے مجھ کو اور کہا کہ فرماتا ہے رب آپ کا جو شخص آپ پر درود بھیجے میں اُس پر صلوٰۃ بھیجتا ہوں اور جو شخص سلام عرض کرے آپ پر میں اُس پر سلام کرتا ہوں پس سجدہ شکر بجالایا میں اللہ تعالےٰ کا روایت کیا اُسکو امام احمد اور حاکم نے انتہیٰ بعد اس کے رحمت الٰہی نے اور ترقی کی اور ایک سلام کے بدلے دس کی بشارت دیگئی کما ورد عن ابی طلحۃ

Marfat.com

الانصاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء ذات یوم والبشری ترى فی وجہہ فقال انہ جاءنی جبرئیل علیہ السلام فقال اما یرضیک یا محمد ان لایصلی علیک احد من امتک الا صلیت علیہ عشراً ولایسلم علیک احد من امتک الا سلمت علیہ عشراً رواہ النسائی والحاکم فی صحیحہ وابن حبان والدارمی کذا فی مسالک الحنفا وقال السخاوی فی القول البدیع رواہ احمد **ترجمہ** روایت ہے ابی طلحہ انصاری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز برآمد ہوئے اور چہرۂ مبارک سے خوشی نمایاں تھی پس فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ کیا آپ راضی نہیں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو امتی آپ کا ایک درود آپ پر بھیجے میں دس صلوٰۃ اس پر بھیجوں اور جو ایک سلام آپ پر کرے میں دس بار اس پر سلام کروں۔ انتہیٰ۔ جائز ہے کہ یہ قول جبرئیل علیہ السلام کا ہو ابتدا سے یا بر سبیل پیام ہو حق تعالیٰ کے طرف سے۔ یہاں سمجھنا چاہیئے کہ جب کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرے تو اُس کے جواب کا حق حضرت پر ہے حق تعالیٰ جو جواب ارشاد فرماتا ہے اس سے کس قدر خوشنودی حق تعالےٰ کی اس سلام سے ثابت ہوتی ہے۔ اس موقع میں یہ خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواب ارشاد نہ فرماتے ہوں اس لئے حق تعالےٰ آپ کی طرف سے جواب دیتا ہو۔ کیونکہ احادیث میں مصرح ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس جواب سلام کا ادا فرماتے ہیں کما روی الامام القرطبیؒ فی تفسیرہ عن عبد الرحمٰن بن عوف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما منکم من احد یسلم علی اذا مت الا جاءنی سلامہ مع جبرئیل ویقول

Marfat.com

یا محمد ہذا فلاں ابن فلاں یقرئک السلام فاقول وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ترجمہ روایت ہے عبدالرحمن بن عوف رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جب کوئی شخص تم میں کا سلام کرے مجھ پر میرے انتقال کے بعد تو پہنچے گا۔
سلام اسکا مجھ کو جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اور کہیں گے وہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
یہ شخص فلاں بن فلاں سلام عرض کرتا ہے آپ پر کہونگا میں وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ انتہی۔ اور سوائے اسکے کئی فرشتہ سلام پہنچانے پر مقرر ہیں جیسا کہ گذرا
الحاصل جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرتا ہے تو حضرت سے بھی
جواب پاتا ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے بھی اس سے ظاہر ہے کہ اس سلام میں خدا
اور رسول کی کمال درجہ کی خوشنودی ہے اسی وجہ سے فرشتوں سے لے کر جھاڑ
پہاڑ تک بکمال شوق سلام عرض کیا کرتے تھے کما فی مسالک الحنفا عن علیؓ قال کنا
بمکۃ فخرج فی بعض نواحیہا فما استقبلہ ولا شجر ولا مدر ولا جبل الا قال لہ السلام علیک
یا رسول اللہ رواہ الدارمی والترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ والطبرانی وابو نعیم
والبیہقی ترجمہ روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ ہم لوگ مکہ میں آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرف پھر
جو جھاڑ یا ٹیلا یا پہاڑ سامنے آتا السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا انتہیٰ۔
وفی المواہب اللدنیہ۔ وفی حدیث یعلی بن مرۃ الثقفیؓ قال ثم سرنا حتی نزلنا
منزلا فنام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاءت شجرۃ تشق الارض حتی غشتہ ثم رجعت
الی مکانہا فلما استیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرت لہ فقال ہی شجرۃ
استاذنت ربہا فی ان تسلم علی فاذن لہا الحدیث رواہ البغوی فی شرح السنۃ

Marfat.com

وقال الزرقانی رواه احمد والطبرانی والبیہقی ترجمہ روایت ہے یعلی بن مرہ ثقفی سے کہ پھر چلے ہم یہانتک کہ اترے کسی منزل میں پس آرام فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس آیا ایک جھاڑ زمین شق کرتا ہوا یہانتک کہ ڈھانپ لیا حضرت کو پھر لوٹ گیا اپنے مقام پر پس جب بیدار ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کیا میں نے قصہ اس جھاڑ کا فرمایا اجازت چاہی اس نے اپنے رب سے کہ سلام کرے مجھ پر پس اجازت دی گئی اس کو انتہی - اور مسالک الحنفا میں قسطلانی رح نے نقل کیا ہے عن ابی بکر الصدیق رض قال الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم امحق للخطا من الماء البارد للنار والسلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من عتق الرقاب وحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل من مہج الانفس او قال افضل من ضرب السیف فی سبیل اللہ رواه النمیری وابن بشکوال موقوفاً ترجمہ فرمایا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہ درود جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا جاوے مٹانے والا گناہوں کا ہے زیادہ اس سے کہ پانی آگ کو نابود کرے - اور سلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض کیا جاتا ہے غلام آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے اور محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ہے خون دل کو بیٹھنے سے یعنی جاں بازی سے یا کہا افضل ہے تلوار مارنے سے راہ خدا میں انتہی کہا قسطلانی رح نے مسالک الحنفا میں کہ ذکر کیا امام فاکہانی رح نے کہ یہ سلام غلام آزاد کرنے سے بہتر اس لئے ہے کہ عتق رقبہ کا مقابلہ عتق نار کے ساتھ ہے یعنی جو شخص غلام آزاد کرتا ہے تو ہر عضو اس شخص کا مقابلہ میں اعضائے غلام کے دوزخ سے آزاد ہوتا ہے

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کرنیکے مقابل اور عوض اللہ تعالیٰ کا سلام
اور اللہ تعالیٰ کا سلام لاکھ جنتوں سے بہتر ہے انتہی۔ اسکے سوا اور بہت
حدیثیں سلام کی فضیلت میں وارد ہیں انشاء اللہ تعالیٰ بحسب موقع لکھی جائینگی
یہاں یہ امر پیش نظر ہے کہ اس سلام کی کس قدر وقعت ہے جو عین نماز میں
ضروری ٹھہرایا گیا۔ حالانکہ نماز عبادت محضہ ہے اور ظاہر ہے کہ عبادت
میں صرف معبود حقیقی کی طرف چاہیئے۔ اگر کہا جاوے کہ وہ سلام جو التحیات
میں پڑھا جاتا ہے یعنے السلام علیک ایہا النبی اس سے خطاب مقصود
نہیں بلکہ حکایت ہے شب معراج کی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت
میں التحیات کا کچھ مطلب ہی نہ ہوا صرف الفاظ ہی رہ گئے۔ نہ التحیات للہ
سے تمام تحیات اللہ تعالیٰ کے لئے ہونے کا اعتراف ہوا نہ اشہد ان لا الہ
الا اللہ سے توحید پر شہادت ہوئی حالانکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے التحیات کی تعلیم فرمائی یہ نہ کہا کہ شب معراج اس قسم کا مخاطبہ ہوا تھا۔
اور بطور حکایت اسکو پڑھنا چاہیئے۔ حدیث تعلیم التحیات کی یہ ہے جس کو
ابن تیمیہ نے منتقی الاخبار میں روایت کی ہے عن ابی مسعودؓ قال علمنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم التشہد کفی بین کفیہ کما یعلمنی السورۃ من القران التحیات
للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ و
رسولہ رواہ الجماعۃ وفی لفظ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قعد احدکم فی الصلوۃ
فلیقل التحیات للہ و ذکرہ وفیہ عند قولہ وعلی عباد اللہ الصالحین فانکم اذا فعلتم

نماز میں سلام بطور انشا

Marfat.com

ذلک فقد سلمتم علی کل عبد للہ صالح فی السماء والارض وفی آخرہ ثم تخیر من المسائل
ماشاء متفق علیہ وعن ابن مسعودؓ قال کنا نقول قبل ان یفرض علینا التشہد السلام
علی اللہ السلام علی جبرئیل ومیکائیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتقولوا
ہکذا ولکن قولوا التحیات للہ ذکرہ الدارقطنی وقال اسنادہ صحیح وہذا یدل علی
انہ فرض علیہم ترجمہ خلاصہ ان تینوں روایتوں کا یہ ہے کہ روایت ہے ابن مسعودؓ
سے کہا انہوں نے کہ تشہد فرض ہونے کے پیشتر ہم لوگ السلام علی اللہ السلام علی
جبرئیل ومیکائیل کہا کرتے تھے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایسا
مت کہو بلکہ جب کوئی نماز میں بیٹھے تو چاہیے کہ کہے التحیات للہ آخر تک اور
سکھایا مجھ کو حضرتؐ نے یہ التحیات میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر جیسا کہ کوئی سورۃ
قرآن کا تعلیم فرماتے تھے۔ اور فرمایا کہ جب تم نے وعلی عباد اللہ الصالحین کہا
تو گویا سلام کیا تم نے ہر بندہ صالح پر خواہ آسمان میں ہو وہ یا زمین میں
روایت کیا اسکو اہل صحاح ستہ اور امام احمد بن حنبل اور دارقطنی نے بہ حسب تفصیل
مذکور پھر کہا ابن تیمیہ نے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ التحیات صحابہ پر فرض تھی انتہی
ملخصاً ہر چند الفاظ التحیات کے مختلف طور پر وارد ہیں مگر جن میں السلام علیک
ایہا النبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اُن احادیث کو بخاری مسلم
ابوداؤد وترمذی نسائی ابن ماجہ امام احمد ابن حبان ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق
نے روایت کی ہے کما فی کنز العمال ان روایات سے کسی میں یہ بات نہیں ہے
کہ وہ سلام بطور حکایت پڑھا جاوے پھر جب حکایت ہونا اسکا ثابت نہ ہوا
یعنی مقصود بالذات ہوئے جس سے ثابت ہوا کہ بطور انشا کہا جاوے جیسا کہ شیخ

Marfat.com

عابد سندھی نے طوالع الانوار شرح در مختار میں اسکی تصریح کی ہے کما سیجئی
دوسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ السلام علی جبرئیل و میکائیل اور بروایت امام احمد
بن حنبل السلام علی فلاں و فلاں کہا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ جب تم السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین
کہو گے تو تمہارا سلام تمام مقربین و مرسلین و صالحین کو پہنچ جائیگا اس سے
ظاہر ہے کہ یہ سلام بطور انشا ہے نہ بطور حکایت۔ اگرچہ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو بھی اسی تعمیم میں سلام پہنچ سکتا تھا لیکن چونکہ اس میں کوئی خصوصیت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں رہتی تھی اس لئے ضرور ہوا کہ بحسب مرتبہ
پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر خطاب کے ساتھ سلام
عرض کرے اور تکمیل تحیت کے واسطے و رحمۃ اللہ و برکاتہ بھی زیادہ کرے
جس سے اعتنا بالشان اس سلام کا ظاہر ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جیسا
السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین انشا ہے ویسا ہی السلام علیک بھی انشا ہے
تیسری دلیل یہ ہے السلام علیک ایہا النبی جسمیں خطاب ذندا ہے متواتر ہے تواتر
لفظی اگر معنی اس کے مراد نہ لئے جائیں تو ایک قسم کا نسخ لازم آئیگا پھر دلیل نسخ
کو چاہیئے کہ ویسی ہی قطعی ہو اور مخاطبہ شب معراج کا احادیث صحیحہ سے اگر ثابت
ہو جائے جب بھی اس متواتر کا نسخ اس سے نہ ہو سکے گا اسلئے کہ ان تو وہ
احادیث احاد ہونگی جسمیں قطعیت نہیں۔ دوسرا یہ کہ اس التحیات کو اس کے
ساتھ کچھ نسبت نہیں غایۃ الامر یہ ہے کہ ہیئت دونوں کی ایک ہو گئی لیکن اس سے
یہ لازم نہیں آتا کہ یہ اسکی حکایت ہو بلکہ وہاں جیسا حق تعالیٰ نے بطور انشا

Marfat.com

فرمایا تھا ویسا ہی یہاں مصلی بطور انشا عرض کرتا ہے الحاصل بعد تصحیح اد
احادیث کے اس متواتر کے نسخ کے لیئے یہ بات ضرور ہے کہ بطور حکایت پڑھنے ک
امر بتواتر ثابت کیا جاوے واذ لیس فلیس۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ جب آیہ شریفہ اِنَّ
اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ نازل ہوئی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ سلام کا طریقہ تو ہم
جان لیا صلوٰۃ کا طور ارشاد فرمائیے چنانچہ درمنثور میں امام سیوطیؒ نے روایت
کی ہے واخرج ابن ابی سعد واحمد ابن حمید والبخاری والنسائی وابن ماجہ وابن
مردویہ عن ابی سعید الخدری قال قلنا یا رسول اللہ ہذا السلام علیک قد علمناہ
فکیف الصلوٰۃ قال قولوا اللہم صل علی محمد الحدیث امام بخاریؒ نے قول بدیع
میں لکھا ہے کہ مراد اس سلام سے جسکی نسبت صحابہ نے اپنا علم ظاہر کیا سلام
تشہد ہے یعنے السلام علیک ایہا النبی حیث قال والمراد بقولہم السلام علیک
فقد عرفناہ فکیف الصلوٰۃ علیک فاعلمہم ایاہ فی التشہد من قولہم السلام علیک
ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فیکون المراد بقولہم فکیف نصلی علیک ای بعد التشہد
قالہ البیہقی اس سے ظاہر ہے کہ صحابہ کے نزدیک یہ سلام انشائے تحیت تھا اس
لئے کہ سلموا کے امتثال میں اسکو قرار دیا تھا اور امتثال کے لیئے انشا کی ضرورت
ہے حکایت مفید نہیں ہو سکتی۔ پانچویں دلیل یہ ہے کہ امام سخاویؒ نے لکھا ہے۔ کہ
سلام عرض کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی مواقع میں واجب ہے۔ ایک
تشہد اخیر میں امام شافعیؒ کے نزدیک دوسرا نام مبارک آپ کا سنکر تیسرا جب
قبر شریف کے پاس حاضر ہوے حیث قال فی القول البدیع ولیعلم انہ یرتقی
درجۃ التسلیم علیہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الوجوب فی مواضع الاول فی التشہد

Marfat.com

الاخیر نص علیہ الشافعی الثانی ما نقلہ الحلیمی انہ یجب التسلیم علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کلما ذکر وفی الشفاء نقلاً عن القاضی ابی بکر بن بکر نزلت ہذہ الآیۃ
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامر اللہ اصحابہ ان یسلموا علیہ وکذ لک من بعدہم
امروا ان یسلموا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند حضورہم قبرہ وعند ذکرہ
چھٹی دلیل شیخ عابد سندھیؒ نے طوالع الانوار شرح درمختار میں لکھا ہے۔ کہ
السلام علیک ایہا النبی کے معنی کو مقصود بالذات سمجھے اور بطور انشا سلام
عرض کرے کما قال ویقصد بالفاظ التشہد معانیہا حال کون تلک الالفاظ مرادۃً
لہ ای مقصودۃ لنفسہ علی وجہ الانشاء کانہ یحیی اللہ تعالی ویسلم علی نبیہ صلی اللہ
علیہ وسلم بقولہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فان قیل کیف شرع
ہذا اللفظ وہو خطاب بشر مع کونہ منہیا فی الصلوۃ اجیب عن ذلک باجوبۃ انتہی
ساتویں دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری شریف میں ہے عن عبد اللہ بن شجرۃ ابو معمر
قال سمعت ابن مسعودؓ یقول علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکفی بین کفیہ کما
یعلمنی السورۃ من القرآن التحیات للہ والصلوۃ والطیبات السلام علیک
ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان
لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ وہو بین ظہرانینا فلما قبض قلنا السلام
یعنی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ روایت ہے ابو معمر سے کہ ابن مسعودؓ سے
میں نے سنا ہے کہ کہتے تھے سکھایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات
کو اپنے دونوں ہاتھوں میں میرا ہاتھ لے کر جیسا کہ کوئی سورہ قرآن کا
سکھاتے ہیں اس حالت میں کہ حضرت ہم میں تشریف رکھتے تھے پھر جب حضرت

Marfat.com

نے انتقال فرمایا تو کہا ہم نے السلام یعنے علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہیٰ ابن حجر رحمہ
فتح الباری میں لکھا ہے وردفی بعض طرق حدیث ابن مسعودؓ ما یقتضی المغایرۃ
بین زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم وما بعدہ فی الخطاب ففی الاستیذان من صحیح البخاری
من طریق ابی معمر عنہ بعد ان ساق حدیث التشہد قال وہو بین اظہرنا فلما قبض
قلنا السلام یعنی علی النبی واخرجہ ابو عوانۃ فی صحیحہ وابو نعیم والبیہقی من طرق
متعددۃ بلفظ فلما قبض قلنا السلام علی النبی وکذلک رواہ ابو بکر بن شیبۃ قال
السبکی فی شرح المنہاج بعد ان ساقہ مسندا الی ابی عوانۃ وحدہ ان صح عن الصحابۃ
ہذا دل علی ان الخطاب فی السلام بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر واجب انتہیٰ
قلت قد صح بلا ریب وقد وجدت لہ متابعا قویا قال عبد الرزاق اما ابن جریج اخبر
نی عطاء ان الصحابۃ کانوا یقولون والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حی السلام علیک
ایہا النبی فلما مات قالوا السلام علی النبی واسنادہ صحیح واما ماروی سعید
بن منصور من طریق ابی عبیدۃ بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم علمہ التشہد فذکرہ قال فقال ابن عباس انما کنا نقول السلام علیک
اذا کان حیا فقال ابن مسعود ہکذا علمناہ وہکذا نعلم فظاہرہ ان ابن عباس
قالہ بحثا وان ابن مسعودؓ لم یرجع الیہ روایۃ ابی معمر اصح لان ابا عبیدۃ لم
یسمع عن ابیہ والاسناد مع ذلک ضعیف۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ صحابہ
رضی اللہ عنہم اس سلام کو بطور انشا کہا کرتے تھے اسی وجہ سے بعض صحابہ نے
اپنے اجتہاد سے لفظ خطاب و ندا کو بدل دیا اور السلام علی النبی کہنا شروع کیا
کیونکہ اگر یہ سلام بطور حکایت ہوتا تو بدلنے کی کچھ ضرورت نہ تھی پس ثابت ہوا

Marfat.com

کہ یہ سلام انشا ہے نہ حکایت۔ اب یہاں یہ بات معلوم کرنا چاہیئے کہ بعد وفات
شریف کے اگر صحابہ کا خطاب وندا کو بدلنا ثابت ہو تو سبب اُس کا یہ معلوم ہوتا ہے
کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرمائے عالم ابدی ہوئے اور
صحابہ نے مسند خلافت الٰہی کو وجود عنصری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خالی
پایا عالم آنکھوں میں تیرہ وتاریک ہوگیا غم والم کی یہانتک نوبت پہنچی۔ کہ
بعضوں سے دیوانوں کے سے حرکات صادر ہونے لگے۔ بات بات پر یاد اشفا
ومراحم مربیانہ ایک مصیبت برپا کئے دیتے تھے باوجودیکہ بلال رضؓ اذان کے
ثوابوں سے خوب واقف تھے اور اسی کام پر مامور تھے۔ مگراس صدمہ نے انکو
اس فضیلت عظمیٰ سے باز رکھا تھا کیونکہ جب نام مبارک زبان پر آجاتا
تو نقشہ حضوری کا آنکھوں کے سامنے پھر جاتا تھا پھر اس حالت جانکاہ کا
بیان کیا ہو سکے کہ جسکی وجہ سے ایسی فضیلت عظمیٰ کے طرف مبادرت نہیں
کر سکتے تھے ہر چند صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنہوں نے انہیں آزاد کیا تھا حکم
بھی فرمایا مگر جب بھی نہ ہو سکا حالانکہ امتثال امران کا انہیں دو طور سے ضرور
تھا ایک بحیثیت آقائی دوسرے خلافت کہ کسی مسلمان کو انحراف اُن کے امر
سے جائز نہ تھا لیکن کیا کر سکتے غم کا تسلط کچھ اس قدر ہوگیا تھا کہ دل ہی قابو
میں نہ تھا اور یہی وجہ تھی کہ آخر معذور رکھے گئے چنانچہ کنز العمال میں منقول ہے عن

محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن
بلال ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقبر فکان اذا قال اشہد ان محمداً رسول اللہ
انتخب الناس فی المسجد فلما دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر اذن فقال

Marfat.com

ان کنت انما اعتقتنی للہ فخلنی ومن اعتقتنی لہ فقال انما اعتقتک للہ فقال انی لا اوذن لاحد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فذاک الیک فاقام حتی خرجت بعوث الشام فسار معھم حتی انتہی الیہا ابن سعد **ترجمہ** روایت ہے۔ محمد ابن ابراہیم سے کہ جب وفات فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذان کہی بلالؓ نے اس وقت کہ ہنوز حضرت دفن نہیں کئے گئے تھے جب انہوں نے اشہد ان محمداً رسول اللہ کہا مسجد شریف میں کہرام مچ گیا کسی سے ضبط گریہ نہ ہو سکا اور بے اختیار آوازیں بلند ہوگئیں۔ پھر بعد دفن کے جب صدیق اکبرؓ نے بلالؓ کو اذان کا حکم دیا۔ عرض کیا کہ اگر آپ نے اللہ کے واسطے مجھے آزاد کیا ہے تو مجھے اللہ کے حوالہ کر دیجئے فرمایا میں نے صرف اللہ واسطے تمہیں آزاد کیا ہے کہا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اب کسی کا مؤذن نہ ہوں گا فرمایا تمہیں اختیار ہے پھر اقامت کی مدینہ منورہ میں چند روز اور جب شام کی طرف لشکر روانہ ہوا تو اس کے ہمراہ چلے گئے اور وہیں رہے انتہٰی اور بعض صحابہ نے وفات شریف کی خبر سنتے ہی دعا کی۔ کہ الٰہی اب ہمیں نابینا کر دے۔ کہ بعد اپنے حبیب کے کسی کی صورت نہ دیکھیں۔ کما فی المواہب اللدنیہ وذکر ابن الظفر ایضاً ان عبداللہ بن زید ہذا کان یعمل فی جنتہ لہ فاتاہ ابنہ فاخبرہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توفی فقال اللہم اذہب بصری لا اری بعد حبیبی محمداً احد فکف بصرہ اے عمی۔ واقع میں اس مصیبت کی کچھ انتہا نہیں سواری مبارک کے جانور پر اس صدمہ کا وہ اثر ہوا کہ متحمل نہ ہو سکا آخر خودکشی کی چنانچہ محدثینؒ نے اس کی تصریح کی ہے جب جانور کا یہ حال ہو تو ان جانبازان خستہ جگر کا کیا حال ہوا ہوگا۔

Marfat.com

جن کو محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عالم سے اور جان سے زیادہ ترتھی
مگر ہر آسودہ حال کو اس حالت کی کیا خبر اُس کو تو وہی لوگ جانیں جو مذاق محبت
سے واقف اور فراق کے صدمے اٹھا چکے ہوں **الحاصل** کمال غم والم کے سبب سے
اوائل میں بعض صحابہ نے خطاب کو ترک کر دیا پھر جب وہ حالت بسبب امتداد
زمانہ کے فرو ہو گئی بحسب تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر اُسی طور پر
بصیغہ خطاب ونداء پڑھنا شروع کیا۔ چنانچہ صحابہ وتابعین کا عمل اسی پر رہا
اور آجتک وہی جاری ہے اثبات اس دعوی کا کئی وجوہ سے ہو سکتا ہے۔
وجہ اول یہ ہے کہ بروایت متعددہ ثابت ہے کہ حضرت صدیق اکبر وعمر فاروق
اور عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم برسر منبر علی رؤس الاشہاد اپنے خلافتوں
میں تعلیم التحیات کی بلفظ السلام علیک ایہا النبی کیا کرتے تھے اور یہ تعلیم
کچھ ایسی نہ تھی کہ کسی پر پوشیدہ رہ سکے پھر اگر کسی کو نداء خطاب میں کلام
ہوتا ضرور کہہ دیتے کیونکہ صحابہ کی شان سے بعید ہے کہ کسی مسئلہ کو خلاف
واقع سن کر خاموش رہ جائیں خصوصاً ایسا مسئلہ کہ جسمیں آخری زمانہ والوں کے
خیال کے مطابق شرک کا اندیشہ ہے امام زیلعی نے شرح کنز میں لکھا ہے وعن جماعۃ
من اہل النقل ان تشہد ابن مسعودؓ اصح ما روی وعلیہ عمل اکثر اہل العلم من الصحابۃ
والتابعین حتی قال ابن عمر کان ابو بکر الصدیق یعلمنا التشہد علی المنبر کما یعلم الصبیان
فی الکتاب فذکر تشہد ابن مسعودؓ یعنی بروایت ابن عمرؓ ثابت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ برسر منبر تعلیم تشہد ابن مسعودؓ کی کیا کرتے تھے جیسا کہ مکتبوں میں لڑکوں کو تعلیم
کیا کرتے ہیں یہ تشہد وہ ہے جس میں السلام علیک ایہا النبی موجود ہے۔

Marfat.com

اسلئے کہ محدثین و فقہا جب تشہد ابن مسعودؓ کی کہتے ہیں تو مراد اُس سے وہ تشہد ہوتی ہے جو مرفوع ہے یعنے جسکی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کما ہو الظاہر عند اہل العلم وعن عبد الرحمٰن بن القاری انہ سمع عمر بن الخطابؓ وہو علی المنبر وہو یعلم الناس التشہد یقول قولوا التحیات الزاکیات للہ الطیبات الصلوات للہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ مالک والشافعی عب والطحاوی کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے عبد الرحمٰن ابن القاری سے کہ عمر بن خطابؓ سے میں نے سنا ہے کہ التحیات مذکور برسر منبر تعلیم کرتے تھے روایت کیا اسکو امام طحاویؒ نے شرح معانی الاثار میں عن سعید بن جبیر وطاؤس عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا التشہد کما یعلمنا القرآن فکان یقول التحیات المبارکات الصلوات الطیبات للہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحدیث وعن ابن جریج قال سئل عطاء وانا اسمع عن التشہد فقال التحیات المبارکات الصلوۃ للہ ثم ذکر مثلہ قال لقد سمعت عبد اللہ بن الزبیر یقولہن علی المنبر یعلمہن الناس ولقد سمعت عبد اللہ بن عباس یقول مثل ما سمعت ابن الزبیر یقول قلت فلم یختلف ابن الزبیر وابن عباس فقال لا یعنے کہا عطاءؒ نے کہ سنا میں نے عبد اللہؓ بن زبیر سے کہ برسر منبر التحیات مذکور کی تعلیم کیا کرتے تھے اور وہی التحیات عبد اللہ بن عباس سے بھی سُنی ہے انتہی ملخصاً جب اس قسم کے مجمعوں میں جس میں ہزارہا صحابہ ہوتے تھے خلفائے تشہد بصیغہ خطاب تعلیم کیا اور کسی نے اُس کا انکار نہ کیا تو ثابت ہوا کہ صحابہ کا اجماع اسی پر تھا۔ اب بعد ثبوت اجماع کے ضرور

Marfat.com

نہ رہی کہ افراد صحابہ کا بھی عمل بیان کیا جاوے مگر تبرعاً چند اکابر صحابہ کا عمل بھی
بیان کیا جاتا ہے تا طالبین حق کو کسی قسم کا اشتباہ باقی نہ رہے۔ ابن عباس رضی
کا عمل اور تعلیم کرنا بصیغہ خطاب ابھی معلوم ہوا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے بھی اسی قسم کی التحیات ثابت ہے کما فی الموطا لامام محمدؒ قال مالکؒ اخبرنا
عبدالرحمٰن بن قاسم عن امہ عن عائشہ رضی انہا کانت تتشہد فتقول التحیات
الصلوات الزاکیات للہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان
محمداً عبدہ ورسولہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا و
علی عباد اللہ الصالحین السلام علیکم اسی طرح ابن عمر رضی سے مروی ہے کما فی الموطا
لامام محمد قال مالک اخبرنا نافع عن ابن عمر انہ کان تتشہد فیقول بسم اللہ التحیات
للہ والصلوات للہ والزاکیات للہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین الحدیث اور شرح معانی الآثار میں امام
طحاویؒ نے روایت کی ہے عن مجاہد قال کنت اطوف مع ابن عمر رضی بالبیت وہو
یعلمنی التشہد یقول التحیات للہ الصلوات الطیبات السلام علیک ایہا
النبی ورحمۃ اللہ قال ابن عمر وزدت فیہا وبرکاتہ یعنے مجاہد کہتے ہیں کہ سکھاتا
تھا کو ابن عمر رضی نے حالت طواف کعبہ میں تشہد مذکور۔ اسی طرح معاویہ اور سلمان
سے بھی اور ابو حمید رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ مولوی محمد عبدالحی صاحب
لکھنوی نے تعلیق الممجد میں لکھا ہے ومنہم معاویۃ اخرج الطبرانی فی الکبیر
مثل تشہد ابن مسعود ومنہم سلمان اخرج الطبرانی والبزار مثل تشہد ابن مسعود رضی
قال فی آخرہ قلہا ولا تزد فیہا حرفاً ولا تنقص منہا حرفاً واسنادہ ضعیف ومنہم

Marfat.com

ابو حمید اخرج الطبرانی عنہ مرفوعاً مثلہ یعنے یہ حضرات ابن مسعودؓ کی تشہد پڑھا کر
اور روایت کیا کرتے تھے اور کہا سلمان فارسیؓ نے نہ اس سے زیادہ کرو نہ کم۔
اور ایسا ہی ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے عن ابی المتوکل قال سالت ابا سعید
عن التشہد فقال التحیات الصلوات الطیبات للہ السلام علیک ایہا النبی
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ
اشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ وقال ابو سعید کنا لا نکتب شیئاً الا القرآن والتشہد
ش کذا فی کنز العمال۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ خود ابن مسعودؓ تابعین کو اسی التحیات
کی تعلیم کیا کرتے تھے جس کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی کما روی ابن
الہمام فی فتح القدیر۔ قال ابو حنیفہؒ اخذ حماد بن سلیمان بیدی وعلمنی التشہد
وقال حماد اخذ ابراہیم بیدی وعلمنی التشہد وقال ابراہیم اخذ علقمۃ بیدی و
علمنی التشہد وقال علقمۃ اخذ عبداللہ بن مسعودؓ بیدی وعلمنی التشہد وقال
عبداللہ اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی وعلمنی التشہد کما یعلمنی السورۃ
من القرآن وکان یاخذ علینا بالواو واللام یعنے سکھایا ابن مسعودؓ نے علقمہ کو
التحیات ہاتھ پکڑ کر جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو سکھایا تھا اس سے ظاہر ہے
کہ صرف چند روز صیغہ خطاب وندا کو انہوں نے بدلا تھا تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر
اس تعبیر میں لحاظ خطاب وندا کا تھا تو یہ سبب قبل انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بھی موجود تھا اس لیئے کہ صحابہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب
بھی ہوتے تھے پس اس تقدیر پر لازم آتا ہے کہ حالت غیبت میں بصیغہ خطاب
وندا نہ پڑھتے ہوں حالانکہ یہ بات کسی سے مروی نہیں بلکہ خود اس حدیث میں

Marfat.com

مصرح ہے کہ بعد وفات شریف کے خطاب بدلا گیا پس معلوم ہوا کہ علت تغیر کی ندا و خطاب نہ تھا بلکہ صدمہ وفات شریف کا تھا پس ان وجوہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اول تو جملہ صحابہ رضی نے صیغہ ندا کو بدلا ہی نہیں اور بعضوں نے جو بدلا سبب اُس کا یہ نہ تھا کہ بعد وفات شریف کے خطاب و ندا جائز نہیں۔ اور بعد چندروز کے بدلنے والے بھی بحسب تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بصیغہ خطاب پڑھتے اور تعلیم کیا کرتے تھے۔ شیخ عابد سندی رح نے المواہب اللطیفہ فی شرح مسند ابی حنیفہ رح میں اس مسئلہ میں نہایت ہی لطیف و تحقیق بحث کی ہے۔ چونکہ مناسب مقام ہے اس لئے بعینہ اُن کی عبارت نقل کی جاتی ہے وہی ہذہ لاشک ان الشارع صلی اللہ علیہ وسلم علمہم لفظ التشہد وقد اشتمل علی الخطاب ولم یقل لہم انہم یخالفون بذلک اللفظ بعد وفاتہ مع ان الموجب فی الاتیان بلفظ الغیبۃ کان موجودا فی زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم لغیبتہم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاسفار والمغازی والسرایا وغیر ذلک ولم ینقل عن احد منہم انہ کان تشہد بلفظ الغیبۃ فی تلک الحالات علی ان عمر رضی اللہ عنہ علم الناس التشہد علی المنبر فی ایام خلافتہ فعلمہم بلفظ الخطاب کما اخرجہ مالک فی الموطا عن عبدالرحمٰن بن عبد القاری وکذلک رواہ القاسم بن محمد عن تشہد عائشۃ الذی کانت تتشہد بہ وذلک لاشک فیہ انہ بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکذلک ما رواہ نافع ان ابن عمر رضی کان یتشہد وفیہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وکل ہذا عند مالک فی الموطا وکان ابو موسی یعلم بہذا ایضا کما اخرجہ النسائی وعلم ابن عمر عبداللہ بن ناطی بذلک عند ابی داؤد وعلم سلمان ابا راشد کذلک کما اخرجہ الطبرانی فی الکبیر والبزار

Marfat.com

لہذا کلہ صریح فی انہم حملوا الفاظ التشہد علی سبیل التعبد ولم یجعلوہ مخصوصا بزمان دون زمان فغایۃ مایفہم من فعل ابن مسعودؓ فیما اخرجہ البخاری وغیرہ وفی فعل الصحابۃ الذین حکی عنہم عطاء ان یکون اجتہادا منہم لانہ بتوقیف من الشارع صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مع انہ لا مجال للاجتہاد فی مقابلۃ ما عینہ الشارع صلی اللہ تعالی علیہ وسلم علی ان خبر عطاء لا یفہم من سمع من الصحابۃ بلفظ الغیبۃ وغالب مایروی عن عطاء عن ہولاء المذکورین من الصحابۃ وقد اسمعناک من امرہم وما کانوا یتشہدون الا بلفظ الخطاب واللہ اعلم ومن وقف علی خلاف ما حررتہ مویدا ببرہان فلیفد جزاہ اللہ خیرا خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اسمیں کچھ شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ التحیات تعلیم فرمائی تھی جسمیں صیغہ خطاب ہے اور یہ نہ فرمایا کہ بعد وفات شریف کے وہ لفظ بدل دیا جاوے اور سبب صیغہ غایب کا خود حضرت کے زمانہ میں موجود تھا کیونکہ صحابہ سفر وغیرہ کی وجہ سے غائب ہوا ہی کرتے تھے۔ پھر کسی سے یہ منقول نہیں کہ اس حالت میں صیغہ خطاب کو ترک کیا ہو اور عمر فاروق اور عائشہ صدیقہ اور ابن عمر اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کا تعلیم کرنا اور پڑھنا بصیغہ خطاب بعد وفات شریف کے ثابت ہے پس اس سے ظاہر ہے کہ الفاظ تشہد صحابہ کے نزدیک تعبدی تھے کہ خصوصیت اس کو کسی زمانہ کے ساتھ نہیں اور بعض صحابہ نے جو اسکو بدل دیا تھا تو وہ اُن کا اجتہاد تھا شارع علیہ السلام کا اس میں امر نہیں باوجودیکہ مقابلہ میں تعیین شارع کے اجتہاد کو دخل نہیں پھر کہا شیخ عابد رحمۃ اللہ علیہ نے اگر کوئی شخص اس تحریر کے خلاف پر مطلع ہو تو چاہیئے کہ پیش

رے بشرطیکہ موید بالبرہان ہو انتہیٰ - احادیث مذکورہ بالا سے یہ بات ثابت
ہے کہ صحابہ کبار بعد وفات شریف کے التحیات بصیغۂ ندا وخطاب پڑھا کرتے
اور علی رؤس الاشہاد تعلیم کیا کرتے تھے اور خاص ابن مسعودؓ کو اس التحیات
کی تعلیم میں نہایت اہتمام تھا کہ ایک ایک حرف کی کمی وزیادتی پر مواخذہ
کیا کرتے تھے چنانچہ قریب میں معلوم ہوگا - اور امام ترمذی نے بعد حدیث
التحیات ابن مسعودؓ کے لکھا ہے کہ عامہ اہل علم صحابہ وتابعین کا اسی پر عمل
تھا اور یہی قول سفیان ثوری اور ابن مبارک اور امام احمد وغیرہم کا ہے -
اور کہا کہ امام شافعیؒ نے تشہد ابن عباسؓ کو اختیار کیا ہے اسمیں بھی
صیغہ خطاب وندا کا موجود ہے اور یہ بھی مضمون سابق سے مستفاد ہوا کہ
ائمہ اربعہؒ کی معمول بہ وہ التحیات ہے جس میں صیغہ خطاب وندا کا ہے
اور علمائے مذاہب اربعہؒ کا عمل الی یومنا ہذا اسی پر جاری ہے چنانچہ
حنابلہ سے ابن تیمیہؒ نے منتقی الاخبار میں ندا وخطاب والی تشہد کو ذکر کیا اور
ابومعمر کی روایت سے اغماض کیا بلکہ کتاب المحرر میں جو فقہ میں لکھی ہے اسی تشہد کا
ذکر کیا ہے جسمیں خطاب موجود ہے حیث قال ویتشہد فیقول التحیات للہ
والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الخ حتیٰ کہ
خود امام بخاریؒ نے ترک خطاب کو پسند نہیں کیا اسلئے کہ التحیات کے ابواب
میں ابن مسعودؓ کی اس حدیث پر استدلال کیا جس میں اُن کا وہ قول
نہیں اور جسمیں وہ قول ہے اُسکو کتاب الاستیذان میں مصافحہ کے باب
میں ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ قول ابن مسعودؓ کا امام بخاریؒ کے

Marfat.com

نزدیک بھی معمول بہ نہیں اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ مقصود ابن مسعودؓ کا اس سے کیا ہے جو بخاریؒ میں بروایت ابی معمر مذکور ہے علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکفی بین کفیہ کما یعلمنی السورۃ من القرآن التحیات للہ الخ وہو بین ظہرانینا فلما قبض قلنا السلام یعنی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بعد وفات شریف کے بھی صحابہ التحیات میں حضرت پر وہی سلام عرض کیا کرتے تھے جو سابق سے معین تھا یعنی السلام علیک ایہا النبی۔ تا خدشہ حاضرین کا ندا وغیرہ کے باب میں بنظر فعل صحابہ کے دفع ہو جاوے اور یہ بات مطابق واقع کے ہے کہ صحابہ کا فعل ایسا ہی تھا کما مر انفاً اس توجیہ پر الف لام قلنا السلام میں عہد کا ہوگا پس مطلب یہ ہوا کہ جب انتقال فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہم نے التحیات میں وہی سلام جو اوپر مذکور ہے اور قرینہ اس پر یہ ہے کہ فلما قبض کے جواب میں صرف السلام پر اکتفا کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس سلام کی خبر مخاطب کو دینا منظور ہے اور اگر خطاب بدلنے کا اخبار منظور ہوتا۔ تو صرف السلام پر اکتفا نہ کرتے بلکہ غیبت کی تصریح کر دیتے اور اگر لفظ السلام کو مقولہ قلنا کا بتایئے تو لازم آتا ہے کہ صرف السلام کہتے ہوں بغیر ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ظاہر البطلان ہے۔ پھر مزید توضیح اور تعیین کے لئے سلام کی تفسیر کی باعتبار مسلم علیہ کے حیث قال قلنا السلام یعنی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے کہ التحیات میں مسلم علیہ تین ہیں پس مطلب اس کا یہ ہوا کہ بعد وفات شریف کے ترک نہیں کیا ہم نے سلام کو بلکہ ہم نے وہ سلام

Marfat.com

یعنے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بلفظ السلام علیک ایہا النبی کہا کرتے تھے اور
اسی کی موید ہے وہ روایت جو عبارت فتح الباری میں اوپر مذکور ہوئی۔ کہ
کہا عبداللہ بن عباسؓ نے ابن مسعودؓ سے کہ السلام علیک ایہا النبی ہم اُس
وقت کہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے مقصود یہ کہ بعد
وفات شریف کے سلام کیسا کہنا چاہیئے کہا ابن مسعودؓ نے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہمکو اور ویسا ہی تعلیم کیا کرتے ہیں ہم انتہیٰ اس تقریر
سے ابن عباسؓ کو سکوت حاصل ہو گیا اسی وجہ سے آپ کا بصیغۂ خطاب
پڑھنا اور تعلیم کرنا روایات مذکور بالا سے ثابت ہے۔ اگرچہ ابن حجرؒ
نے کہا ہے کہ روایت ابو معمر کی (جس میں قول عبداللہ بن مسعود فلما قبض
قلنا السلام ہے) اصح ہے اور یہ روایت مناظرہ ضعیف ہے مقصود اس
سے یہ کہ معارضہ کی وجہ سے روایت ابی معمر کو جو بخاری میں ہے ترجیح
ہو گی۔ مگر اس وجہ سے کہ اس کی معارض نہیں بلکہ معاضد ہے جیسا کہ ابھی
معلوم ہوا تو ضعف اس کا کچھ مضر نہ ہو گا بلکہ احد الاحتمالیں کی ترجیح جو دوسرے
قرائن سے ہو چکی ہے اسکی تائید کے لئے کافی ہو سکتی ہے کیونکہ قطعاً موضوع
نہیں جو بالکل بیکار کی جاوے غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ یہ روایت ایک احتمال
کے معارض ہے پھر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ معارضہ ضعیف کا صحیح کے ساتھ
ہو کیونکہ اگر صحیح وقوی ہے تو اسناد ہے نہ وہ احتمال۔ اور اسی طرح یہ
روایت بھی اسکی موید ہے عن الاسود قال کان عبداللہ یعلمنا التشہد کما
یعلمنا السورۃ من القرآن فیاخذ علینا الالف والواو رواہ ابن النجار

Marfat.com

کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے اسود سے کہ ابن مسعودؓ نستشہد ہم کو ایسا
سکھاتے تھے جیسا کہ سورہ قرآن کا سکھاتے ہیں کہ الف واو میں گرفت و گیر کیا
کرتے تھے اور ابھی علقمہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ الف و لام میں مواخذہ کرتے تھے
اور امام محمدؒ نے موطا میں لکھا ہے قال محمد وکان عبداللہ بن مسعودؓ یکرہ ان
یزاد فیہ حرف او ینقص منہ حرف ترجمہ مکروہ سمجھتے تھے ابن مسعودؓ تشہد
کے ایک حرف کی کمی و زیادتی کو وجہ اس اہتمام کی یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی التحیات کی تعلیم کا اُن کو امر فرمایا جس کو
بکمال اہتمام مثل بیعت لینے کے ہاتھ میں ہاتھ لیکر سکھاتے تھے کما قال الشیخ
عابد السندھیؒ فی طوالع الانوار قال الزیلعی انہ صلی اللہ علیہ وسلم امر ابن مسعود
ان یعلمہ الناس فیما رواہ احمد والامر للوجوب ولا ینزل من الاستحباب
اور بروایت متفق علیہ جو منتقی الاخبار سے لکھی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے انکو فرمایا اذا قعد احدکم فی الصلوۃ فلیقل التحیات للہ الحدیث
اس سے ظاہر ہے کہ ہمیشہ کے لئے یہ التحیات ہے اب رہی یہ بات کہ ابو عوانہ اور
ابو نعیم اور بیہقی اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے قول ابن مسعودؓ کو بغیر لفظ یعنی کے
روایت کیا ہے اس طور پر فلما قبض قلنا السلام علی النبی تو جائز ہے۔ کہ
کوئی راوی لفظ یعنی کو بھول گیا ہو یا زائد سمجھ کر ترک کر دیا ہو۔ کیونکہ
روایت بالمعنی محدثین کے نزدیک دُرست ہے امام سیوطیؒ نے مسالک
الحنفا میں لکھا ہے وقد وقع فی الصحیحین روایات کثیرۃ من ہذا النمط فیہا
لفظ تصرف فیہ الراوی وغیرہ اثبت منہ کحدیث مسلم عن انس فی نفی قراءۃ

Marfat.com

البسملۃ وقد اعلہ الامام الشافعی رضی اللہ عنہ بذلک وقال ان الثابت
من طریق آخر ینفی سماعہا ففہم منہ الراوی نفی قرائتہا فرواہ بالمعنی علی ما فہمہ
فاخطاء اور یہ ظاہر ہے اس لئے کہ جب یہی روایت بخاری شریف میں موجود
ہے تو ضرور ہے کہ فضیلت بخاری کی ملحوظ رہے اور سوائے اُس کے قاعدہ
مسلمہ ہے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے کما قال النووی فی مقدمۃ مسلم زیادات
الثقۃ مقبولۃ مطلقاً عند الجماہیر من اہل الحدیث والفقہ والاصول
اس اعتبار سے بھی لفظ یعنی معتبر ہوا - اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ لفظ
یعنی غلط ہے جب بھی کچھ نقصان نہیں - کیونکہ وجوہات مذکورہ بالا سے
جب الف ولام السلام کا عہدی ٹھیرا تو علی النبی مع متعلق صفت اسکی
ہو جائیگی اور مطلب اس عبارت کا یہ ہوگا کہ بعد انتقال کے کہا ہم نے وہی
سلام جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے - اگر کہا جاوے کہ یہ تاویل ہے مفہوم
ظاہر عبارت یہ ہے کہ جملہ السلام علی النبی مقولہ قلنا کا ہے تو ہم کہیں گے - کہ یہ
تاویل کچھ نئی بات نہیں جس سے استبعاد ہو ظاہر ہے کہ جب نصوص آپس
میں معارض ہوتے ہیں تو حتی الامکان کسی ایک میں تاویل کی جاتی ہے اور
یہاں بھی یہی ہوا اس لئے کہ اگر یہ مؤول ظاہر پر چھوڑا جائے تو کئی قباحتیں لازم
آتی ہیں ایک بلا دلیل نسخ عموم اوقات کا جو باحادیث صحیحہ ثابت ہے - دوسری
ترجیح اجتہاد کی مقابلہ میں نص کے جو جائز نہیں کما قال الشیخ عابدؒ فی المواہب
اللطیفہ ولا مجال للاجتہاد فی مقابلۃ ما عینہ الشارع صلی اللہ علیہ وسلم اسے
فی التشہد تیسرا تناقص اس لئے کہ خود ابن مسعودؓ سے خلاف اُس کے

Marfat.com

مروی ہے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا الحاصل ان اسباب سے یہاں تاویل کی ضرورت ہے۔ اب رہا قول ابن عطا کا جس کو فتح الباری میں نقل کیا ہے۔ کہ صحابہ بعد وفات شریف کے السلام علی النبی کہا کرتے تھے سو اُسکا جواب یہ ہے صحابہ کا فعل اور تعلیم احادیث مذکورۂ بالا سے ثابت ہے کہ کسی نے خطاب و ندا کو ترک نہیں کیا مگر بات یہ ہے کہ عطاؒ نے ابن مسعودؓ کے ظاہر قول کا مطلب بیان کر دیا جو بروایت ابی عوانہ مروی ہے ورنہ کسی اور صحابی سے اس قسم کی بات مروی نہیں الحاصل قطعًا یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی کہ تمام صحابہ تو کیا خود عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی خطاب و ندا کو بعد وفات شریف کے ترک کیا ہو ہذا ما تیسر لی وھو ولی التوفیق والتوقیف

نادرہ ندائے غائب کے مسئلہ میں جب استدلال السلام علیک ایہا النبی کے ساتھ کیا جائے تو بعض لوگ اُس کا جواب دیتے ہیں۔ کہ یہاں ندا مقصود نہیں بلکہ یہ حکایت ہے مخاطبہ شب معراج کی پھر جو اُن سے پوچھا جاوے کہ کیا اس حدیث کو مانتے ہو تو کہتے ہیں اگر وہ حدیث مانی جاوے تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش پر جانا ثابت ہوتا ہے حالانکہ سدرۃ المنتہیٰ سے اُس طرف جانے میں کوئی حدیث صحیح یا حسن محدثین کے پاس ثابت نہیں۔ یہ عجیب بات ہے اگر نماز کی التحیات کو حکایت اس کی قرار دیں تو چاہیئے کہ محکی عنہ کو اپنے قواعد کے موافق ثابت کریں یا مان لیں اور اگر محکی عنہ کا انکار ہے تو حکایت کا نام نہ لیں اس کے کیا معنی کہ حکایت میں تو وہ زور و شور اور محکی عنہ سے بالکل انکار کیا۔ اس کو الف لیلہ کی

Marfat.com

حکایت سمجھی ہے جسمیں محکی عنہ سے کچھ بحث نہیں الحاصل ہر مسلمان کو چاہیئے
کہ نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف متوجہ ہو کر سلام عرض کرے اور
شک نہ کرے کہ اس میں شرک فی العبادۃ ہوگا۔ کیونکہ جب شارع کی طرف
سے اس کا امر ہوگیا تو اب جتنے خیالات اسکے خلاف میں ہوں وہ سب بیہودہ اور
فاسد سمجھے جائیں گے اور اسمیں تعلل ایسا ہوگا جیسے ابلیس نے آدم علیہ السلام
کے سجدہ میں تعلل کیا تھا۔ اب یہ بات معلوم کرنا چاہیئے کہ جب اس سلام کا یہ
رتبہ ہوا کہ ایک حصہ عبادت محضہ یعنے نماز کا اس کے لئے خاص کیا گیا تو دوسرے
اوقات میں ہم لوگوں کو کس قدر اہتمام و ادب چاہیئے۔ ہر چند عوام الناس
اس قسم کے اُمور سے مرفوع القلم ہیں کیونکہ انکو تو اسی قدر کافی ہے کہ جتنا شارع
نے ضروری بتایا اتنا کر دیا۔ مگر اہل عقل و تمیز کو چاہیئے کہ ایسے اُمور میں غور و فکر
کریں اور ادب سیکھیں۔ العاقل تکفیہ الاشارہ الغرض جب کسی وقت خاص
میں سلام عرض کرے تو چاہیئے کہ کمال ادب کے ساتھ کھڑا ہوا اور دست بستہ
ہو کر السلام علیک یا سیدنا رسول اللہ السلام علیک یا سیدنا سید الاولین و الاخرین
وغیرہ صیغے جنمیں حضرت کی عظمت معلوم ہو عرض کرے اب یہاں شاید کوئی
شخص یہ اعتراض کرے کہ قیام میں تشبیہ بالعبادت ہے اور وہ جائز نہیں
تو جواب اسکا یہ ہے کہ جب عین عبادت میں یہ سلام جائز ہوا تو تشبیہ بالعبادت
میں کیوں نہ ہو۔ اگر کہا جاوے کہ قوموا للہ قانتین سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام
خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے چاہیئے تو ہم کہیں گے کہ بیشک نماز کا قیام خاص
اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے اور اگر مطلق قیام کی اسمیں تخصیص ہوتی تو لفظ اللہ

سلام کا حکم نماز میں

Marfat.com

کی ضرورت نہ تھی خلاصہ یہ کہ اس آیۃ شریفہ سے نماز کا قیام فرض ہوا نہ یہ کہ انکے
قیام کا اسمیں ثابت ہوا اگر یہی بات ہوتی تو کوئی قیام درست ہی نہ ہوتا حالانکہ
جمہور محدثین وفقہا کے نزدیک علاوہ اور مقاموں کے کسی کے اکرام کے واسطے
کھڑا رہنا بھی درست ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے
فتح الباری میں بشرح وبسط لکھا ہے۔ ماحصل اُس کا یہ ہے احکام قیام کے
مختلف ہیں۔ ایک وہ کہ جیسے امرا وسلاطین مثلاً بیٹھے ہوتے ہیں اور خدام
اتباع اُن کے تعظیماً رو برو کھڑے رہتے ہیں یہ بالاتفاق ناجائز ہے دوسرا
وہ کہ جیسے کوئی سفر سے آوے یا کوئی خوشخبری یا تہنیت آنے والے کو دینی
ہو ایسے مواقع میں قیام بالاتفاق جائز ہے۔ تیسرا کسی کے اکرام کیواسطے
کھڑا رہنا جسکو ہمارے محاورہ میں تعظیم کہتے ہیں یہ صورت مختلف فیہ ہے
ابن قیم اور ابو عبداللہ ابن الحاج کے پاس ناجائز ہے اور امام مالک اور
عمر بن عبدالعزیز اور امام بخاری اور مسلم ابوداؤد بیہقی طبرانی ابن بطال
خطابی منذری تورپشتی اور امام نووی رحمہم اللہ کے اقوال سے اس کا جواز
ثابت ہے۔ مانعین کے دلائل یہ ہیں (۱) عن معاویۃؓ قال قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم من احب ان یتمثل لہ الرجال امثالا وجبت لہ النار ترجمہ فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص دوست رکھے اس بات کو کہ لوگ اسکے لئے
کھڑے رہا کریں تو واجب ہے اسکے واسطے دوزخ (۲) بخاری اور ابوداؤد
اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ ابن زبیر اور ابن عامر بیٹھے ہوئے تھے کہ
نکلے معاویہؓ پس قیام کیا ابن عامرؓ نے اور بیٹھے رہے ابن زبیرؓ کہا معاویہؓ نے

Marfat.com

ابن عامر سے بیٹھ جاؤ کہ سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
من احب ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوء مقعدہ من النار یعنے جو شخص دوست رکھے
کہ لوگ کھڑے رہا کریں اُس کے لئے تو چاہیئے۔ کہ وہ شخص گھر اپنا دوزخ میں بنا
لے انتہی (۳) عن انسؓ قال انما ہلک من کان قبلکم بانہم عظموا ملوکہم بان
قاموا وہم قعود رواہ الطبرانی ترجمہ روایت ہے انسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے ہلاک ہوئے اسی وجہ سے کہ
تعظیم کی اُنہوں نے بادشاہوں کی اس طور سے کہ کھڑے رہتے تھے وہ اور سلاطین
بیٹھے رہتے تھے انتہی ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قیام اکرام درست نہیں امام
نوویؒ نے اسکا جواب دیا ہے کہ مقصود اس سے زجر ہے اُن لوگوں کو جو کہ
کبر و نخوت کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ لوگ اُنکے واسطے کھڑے رہیں پھر خواہ لوگ
کھڑے ہوں یا نہ ہوں صرف یہ دوست رکھنا قیام کا ممنوع ہے اور اس سے
قیام کی ممانعت نہیں معلوم ہوتی۔ ابن الحاجؒ نے اس جواب کو رد کیا ہے۔ کہ
معاویہؓ کا قیام سے منع کرنا دلیل بین ہے نفس قیام کے منع ہونے پر۔ ابن
حجرؒ نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ حالانکہ امام نوویؒ کی طرف سے اس کا
یہی جواب ہو سکتا ہے۔ کہ معاویہؓ نے اس موقع میں جو حدیث من احب ان
یتمثل لہ الرجال قیاما پڑھی مقصود اس سے یہ نہ تھا کہ نفس قیام کی ممانعت
ظاہر کریں بلکہ معلوم کرانا اس بات کا منظور تھا کہ مثل سلاطین امم سابقہ کے
لوگوں کا قیام مجھ کو پسند نہیں اس لئے کہ لغت میں مثول کے معنی دیر تک کھڑے
رہنے کے ہیں نہ صرف اُٹھنا چنانچہ صحاح جوہری میں ہے مثل بین یدیہ مثولا ای

Marfat.com

انتصب قائما اس موقع میں اس حدیث کے ساتھ استدلال کرنا دلیل ہے اسپر
کہ اپنا ابرائے ذمہ انہیں مقصود تھا۔ کیونکہ اس حدیث میں وعید اُس شخص کے
واسطے ہے جس کو لوگوں کا کھڑا رہنا اچھا معلوم ہو۔ اگر نفس قیام سے منع کرنا
منظور ہوتا تو کوئی ایسی دلیل لاتے۔ جس سے اس فعل کی ممانعت معلوم ہو
مثل لا تقوموا کما یقوم الاعاجم کے۔ اور طبرانی کی حدیث مذکور میں اسی قسم
کا قیام ہے جو بالاتفاق ممنوع ہے۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے خود اپنے لئے قیام کو منع فرمایا۔ امام نوویؒ نے اُس کا جواب یہ دیا ہے کہ
یہ منع کرنا فتنہ کے خوف سے تھا کہ کہیں تعظیم میں شدہ شدہ افراط نہ
ہو جائے اسی واسطے لا تطرونی بھی فرمایا ہے ورنہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے بعض وقت قیام فرمایا اور کبھی جو بعضوں نے قیام بھی کیا ہے اُس
سے منع نہیں فرمایا۔ اور کسی موقع میں قیام کا امر فرمانا بھی ثابت ہے اور
سوائے اسکے اس منع میں یہ بھی ملحوظ ہوگا۔ کہ بعد رسوخ محبت وعقیدت کے
تکلفات عرفیہ کی ضرورت نہیں۔ پانچویں دلیل یہ ہے۔ کہ امام مالکؒ سے اس کا
انکار منقول ہے کہ کسی شخص کے واسطے کوئی اُٹھے اور کھڑے رہے جب تک
کہ وہ نہ بیٹھے اگرچہ آنے والا کسی کام میں مشغول رہے۔ اگرچہ ابن حجرؒ نے
اس کا جواب نہیں دیا مگر ظاہر ہے کہ نفس قیام کا انکار اس سے ثابت نہیں
ہوتا۔ چھٹی دلیل عن امامۃؓ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوکیا
علی عصی فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم بعضھم لبعض۔ ترجمہ روایت
ہے ابی امامۃؓ سے کہ برآمد ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ح

Marfat.com

حالت میں کہ ٹیکا دئے ہوئے تھے عصا پر پس کھڑے ہوگئے ہم لوگ فرمایا کہ مت کھڑے ہو جیسے عجمی ایک دوسرے کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں انتہیٰ طبرانیؒ نے اس استدلال کا جواب دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف اور مضطرب السند ہے اور اسمیں ایک راوی غیر معروف ہے اور مجوزین قیام کی دلیلیں یہ ہیں (۱) یہ حدیث جو بخاری شریف میں ہے۔ عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت بنو قریظة علی حکم سعد بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہ وکان قریبا منہ فجاء علی حمار فلما دنی من المسجد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا الی سیدکم ترجمہ روایت ہے ابی سعیدؓ سے کہ جب اترے بنی قریظہ حکم پر سعدؓ کے بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو سعد بن معاذ کی طرف جو قریب تھے پس حاضر ہوئے وہ سوار ہو کر جب مسجد کے نزدیک پہنچے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہ کھڑے رہو اور جاؤ اپنے سردار کی طرف انتہیٰ ابن الحاج نے اسپر اعتراض کیا ہے۔ کہ سعد مجروح تھے جب بحسب طلب حاضر ہوئے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہ اٹھو مقصود یہ کہ سواری سے اُن کو اُتار لو جیسا کہ لفظ الی سیدکم سے معلوم ہوتا ہے اگر اکرام مقصود ہوتا لسیدکم فرماتے۔ تورپشتیؒ نے اس کا جواب دیا کہ الی میں لام سے زیادہ مقصود پر دلالت ہے اس لئے کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اٹھو اور جاؤ اُنکی طرف جس سے کمال درجہ کا اکرام ظاہر ہوا اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ قوموا الی سیدکم ارشاد ہوا اور یہ ایسا ہے جیسا ترتب حکم کا کسی وصف پر ہوتا ہے جو مشعر بعلیت ہو۔ پس یہ ارشاد گویا اس معنی میں ہوا کہ سیادت کی وجہ سے اُن کا اکرام کرو اگر

Marfat.com

اُن کو اُتارنا مقصود ہوتا تو کسی ایک دو کو مامور فرماتے۔ اور تخصیص انصار
سے شاید یہ معلوم کرانا منظور ہو کہ ہر شخص اپنے سردار کے ساتھ بتکریم پیش آئے
دوسری دلیل یہ حدیث ہے جس کو ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے۔ ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم کان جالساً یوماً فاقبل ابوہ من الرضاعۃ فوضع لہ بعض ثوبہ
فجلس علیہ ثم اقبلت امہ فوضع لہا ثوبہ من الجانب الاٰخر ثم اقبل اخوہ من الرضاعۃ
فقام فاجلسہ بین یدیہ ترجمہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
رکھتے تھے کہ والد رضاعی آپ کے حاضر ہوئے آپ نے اپنی چادر مبارک اُن کے
لئے بچھائی پھر حاضر ہوئیں والدہ آپ نے چادر مبارک کی دوسری جانب اُن کے
لئے بچھائی پھر حاضر ہوئے آپ کے رضاعی بھائی پس اُٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور بٹھایا اُنکو روبرو اپنے انتہیٰ۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام
بھی ثابت ہے ابن الحاج نے کہا کہ اس سے قیام متنازع فیہ ثابت نہیں ہوتا
کیونکہ اگر اکرام مقصود ہوتا۔ تو والدین بطریق اولی مستحق تھے۔ بلکہ یہ اُٹھنا
توسیع محل کے لئے تھا۔ اگرچہ ابن حجرؒ نے اس کا جواب نہیں دیا مگر بادنیٰ
تامل معلوم ہوسکتا ہے کہ لفظ حدیث میں قام فاجلس بین یدیہ ہے۔ جس سے
ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہی جائے پر تشریف
رکھے اور اُن کو روبرو بٹھلایا اس صورت میں توسیع محل کی کچھ ضرورت ہی
نہ تھی اور اگر ضرورت بھی تھی تو ہٹ جانا کافی تھا قیام کی ضرورت نہ تھی۔
رہا یہ کہ والدین کے واسطے قیام نہ فرمانا۔ اوّل تو نفی قیام کی تصریح نہیں جائز
ہے کہ قیام بھی فرمایا ہو اور اگر نفی ثابت بھی ہو جائے۔ جب بھی انہیں کا

Marfat.com

اکرام بڑھا رہے گا اس لئے کہ خاص چادر مبارک انکے لئے خلاف عادت بچھاتے
ہیں کمال درجہ کی خصوصیت واکرام ظاہر ہے اور برادر رضاعی کے لئے صرف
قیام فرمایا الحاصل قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے آنے کے وقت
ثابت ہے اور ظاہر الفاظ سے یہ بات بھی قابل تسلیم ہے کہ قیام صرف ان کے
آنے پر مرتب ہوا۔ نہ تنگی محل پر کیونکہ حدیث میں اقبل اخوہ فقام ہے۔ اگر
تنگی محل کی وجہ سے ہوتا تو اقبل اخوہ وکان المکان ضیقا فقام کہا جاتا
وہذا القدر یکفی للمناظر تیسری دلیل یہ ہے کہ فتح مکہ کے روز عکرمہ یمن کی طرف
بھاگ گئے تھے انکی بی بی نے انہیں مسلمان کر کے خدمت میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حاضر کیا حضرتؐ ان کو دیکھتے ہی کمال خوشی سے اٹھ کھڑے
ہوئے۔ اسی طرح جب جعفرؓ حبشہ سے حاضر ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ جعفرؓ کے آنے سے
مجھ کو زیادہ خوشی ہوئی یا فتح خیبر سے اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ زید بن
حارثہؓ جب مدینہ منورہ میں آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف
رکھتے تھے انہوں نے دروازہ ٹھوکا اور حضرتؐ کھڑے ہوگئے اور گلے لگایا۔
ابن الحاج نے ان دلائل کا جواب دیا ہے کہ یہ قیام متنازع فیہ نہیں اس لئے
کہ قدوم کے وقت یا تہنیت وغیرہ کے واسطے قیام بالاتفاق درست ہے
چوتھی دلیل عن ابی ہریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحدثنا فاذا قام
قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل رواہ ابوداؤد ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہؓ
سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے ساتھ باتیں کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

پھر جب اُٹھتے تو ہم لوگ سب اُٹھ کھڑے ہوتے اور ٹھہرے رہتے یہانتک کہ حضرت محل مبارک میں داخل ہوجاتے انتہی ابن الحاج نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ اُٹھنا اکرام کے واسطے نہ تھا بلکہ اس غرض سے تھا کہ ہر شخص جانیوالا چلا جائے۔ ابن حجرؒ نے کہا کہ ٹھہرنے کی وجہ یہ تھی کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرمائیں تو حاضر ہونے میں توقف نہ ہو۔ پانچویں دلیل امام نوویؒ نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جنمیں مہمانوں کا اکرام اور بڑوں کی توقیر کی تاکید ہے۔ اور تنزیل الناس منازلہم یعنے ہر ایک کے ساتھ اُس کے مرتبہ کے موافق سابقہ کرنے کا امر وارد ہے **الحاصل** ان عمومات سے بھی قیام کا جواز ثابت ہوسکتا ہے۔ ابن الحاجؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہا گرچہ کہ ان عمومات میں قیام داخل تھا مگر جب صراحۃً اسکی نہی ہوگئی تو اب اسکے حکم سے خارج ہوگیا۔ ابن حجرؒ نے اُس کا کچھ جواب نہیں دیا لیکن ظاہر ہے کہ قیام متنازع فیہ کی نہی کا ثبوت غیر مسلم ہے اور جس قیام کی نہی ثابت ہوئی وہ متنازع فیہ نہیں کما عرفت آنفاً چھٹی دلیل ابن بطالؒ نے اس حدیث کے ساتھ استدلال کیا ہے عن عائشۃؓ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رای فاطمۃؓ ابنتہ قد اقبلت رحب بہا ثم قام الیہا فقبلہا ثم اخذ بیدہا حتے یجلسہا فی مکانہ رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ وصححہ وابن حبان والحاکم ترجمہ روایت ہے عائشہؓ سے کہ جب دیکھتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہؓ رضی اللہ عنہا کو کہ آتی ہیں مرحبا فرماتے پھر کھڑے ہوتے اُن کی طرف اور بوسہ لیتے پھر ہاتھ پکڑ کے اپنی جائے پر اُن کو بٹھلاتے۔ ابن الحاجؒ نے

Marfat.com

کہا کہ شاید اپنی جائے پر بٹھلانے کے واسطے حضرت اُٹھتے ہوں خصوصًا اس موقع میں کہ جہاں تنگی مکان بھی ہو اور معلوم ہے کہ اس زمانہ میں مکانات نہایت تنگ تھے اس صورت میں یہ قیام متنازع فیہ نہ ہوگا۔ اگرچہ ابن حجرؒ نے اس کا جواب نہیں دیا مگر ظاہر ہے کہ اپنی جائے پر بٹھانے کے واسطے قیام کی ضرورت نہیں صرف ہٹ جانا کافی ہے اور اگر تنگی مکان کی وجہ سے یہ اُٹھنا تھا تو لازم آتا ہے کہ اُنکو بٹھلا کر حضرت کہیں اور تشریف لے جاتے ہوں حالانکہ یہ بالکل خلاف واقع ہے۔ قطع نظر اسکے لفظ قام الیہا سے قیام اکرام سمجھا جاتا ہے ورنہ لفظ الیہا کی ضرورت نہ تھی ابن حجرؒ نے اس بحث کو امام غزالیؒ کے قول پر ختم کیا اور اسی کو پسند کیا کہ قیام علی سبیل الاعظام مکروہ ہے اور علی سبیل الاکرام جائز حیث قال وقال الغزالیؒ القیام علی سبیل الاعظام مکروہ وعلی سبیل الاکرام لایکرہ وہذا تفصیل حسن انتہی ما قال ابن حجرؒ فی الفتح ملخصًا مع زیادۃ بعض الاجوبہ۔ یہاں یہ بھی سمجھ رکھنا چاہیئے کہ مستحق اکرام کیلئے قیام درست ہے مگر جس شخص کیلئے قیام کیا جائے اسکو چاہیئے کہ عجب اور کبر سے بچے اور اپنے کو مستحق اس کا نہ سمجھے جیسا کہ امام بیہقیؒ نے لکھا ہے القیام علی وجہ الاکرام جائز کقیام الانصار لسعد وطلحۃ لکعب ولا ینبغی لمن یقام لہ ان یعتقد استحقاقًا لذلک ذکرہ فی فتح الباری ساتویں دلیل عن عائشۃؓ قالت ما رایت احدًا کان اشبہ سمتًا وہدیًا ودلًا وفی روایۃ حدیثًا وکلامًا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ کانت اذا دخلت علیہ قام الیہا فاخذ بیدہا واجلسہا فی مجلسہ وکان اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت بیدہ فقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا رواہ ابوداؤد کذا فی المشکوٰۃ ترجمہ روایت ہے حضرت عائشہؓ سے کہ کہا نہیں دیکھا میں نے

Marfat.com

کسی کو جو زیادہ تر مشابہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طریقہ میں اور روش میں اور نیک خصلتی میں اور ایک روایت میں ہے بات کرنے اور کلام کرنے میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یعنے (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان امور میں بہت ہی مشابہ تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) جس وقت داخل ہوتی تھیں فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت کے پاس کھڑے ہو جاتے اور متوجہ ہوتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف اور بوسہ لیتے اُن کا یعنے دونوں آنکھوں کے درمیان میں اور بٹھاتے اُن کو اپنی جگہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جاتے اُنکے وہاں کھڑی ہو جاتیں اور بوسہ لیتیں دست مبارک کا اور بٹھلاتیں اپنی جگہ روایت کی اس کو ابوداؤد نے انتہیٰ اس حدیث سے قیام فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے ثابت ہے۔ آٹھویں دلیل ذکر السہمی فی الفضائل وکذا روی الطبرانی بسند حسن عن ابن عباس عن ام الفضل ان العباس اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما راٰہ قام الیہ وقبل ما بین عینیہ ثم اقعدہ عن یمینہ ثم قال ہذا عمی فمن شاء فلیباہ بعمہ فقال العباس نعم القول یا رسول اللہ قال ولم لا اقول ہذا انت عمی وصنو ابی وبقیۃ آبائی ووارثی وخیر من اخلف من اہلی کذا فی المواہب والزرقانی ترجمہ عباس رضی اللہ عنہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت اُن کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں آنکھوں کے مابین بوسہ دیکر اپنے سیدھے طرف اُنکو بٹھلایا عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقوم الرجل من مجلسہ الا لبنی ہاشم رواہ الخطیب کذا فی کنز العمال

Marfat.com

ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ اٹھے کوئی شخص اپنی جائے سے کسی کے واسطے سوائے بنی ہاشم کے انتہی یعنے اکرام بنی ہاشم اور سادات کا ضروری ہے اگرچہ اوروں کے واسطے اٹھنا بظاہر اس سے ممنوع معلوم ہوتا ہے لیکن اتنا تو ضرور ہی ثابت ہوا کہ جو لوگ مستحق اکرام فقط بنی ہاشم ہی کیوں نہ ہوں ان کے واسطے اٹھنا درست ہے۔ دسویں دلیل عن ابان عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقومن احدکم من مجلسہ الا للحسن والحسین او ذریتھما رواہ ابن عساکر ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اٹھے کوئی تمہارا اپنی جائے سے کسی کے واسطے سوائے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور انکی اولاد کے انتہی۔ گیارھویں دلیل عن ابی امامۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقوم الرجل من مجلسہ لاخیہ الا بنی ہاشم لا یقوموں لاحد رواہ الطبرانی والخطیب کذا فی کنز العمال ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اٹھے ہر شخص اپنی جائے سے اپنے بھائی کے واسطے مگر بنی ہاشم کسی کے واسطے نہ اٹھیں انتہی اس سے تو پوری تصریح جواز کی ہو گئی۔ بلکہ استحباب ثابت ہوا کیوں کہ درجہ یہ ہے کہ امر سے استحباب ثابت ہو کما قال الشیخ عابد السندھیؒ فی طوالع الانوار الامر للوجوب فلا تنزل عن الاستحباب ابن حجر ہیثمیؒ نے فتاوے حدیثیہ میں لکھا ہے کہ قیام نہ کرنا ان دنوں میں سبب عداوت اور فتنہ کا ہے اس لئے اب وہ واجب ہے کما قال بعض ائمتنا فی القیام الا ان ترکہ الآن صار علما علی القطعیۃ و وقوع الفتنۃ فیجب دفعاً لذلک سوائے اس قیام کے جنازہ کو دیکھ کر قیام کرنا بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

Marfat.com

کماورد عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الجنازة
فقوموا لہا الحدیث رواہ الجماعة الا ابن ماجہ ترجمہ روایت ہے ابی سعیدؓ
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھو تم جنازہ کو تو اٹھ
کھڑے رہو روایت کی اسکو بخاری مسلم امام احمد بن حنبل نسائی ابوداؤد
اور ترمذیؒ نے انتہی وعن عمر عن عامر ابن ربیعة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال اذا رایتم الجنازة فقوموا لہا حتی یخلفکم او یوضع رواہ الجماعة
ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھو تم کسی جنازہ کو تو کھڑے
ہو جاؤ اس کے لئے یہانتک تمہارے پیچھے ہو جاوے وہ یا رکھا جاتے
روایت کی اسکو بخاری مسلم امام احمد ابوداؤد نسائی ترمذی ابن ماجہ نے انتہی
وعن سہل بن حنیف وقیس ابن سعد انہما کانا قاعدین بالقادسیة فمروا علیہما
بجنازة فقاما فقیل لہما انہا من اہل الارض ای من اہل الذمة فقالا ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرت بجنازة فقام فقیل لہ انہا جنازة
یہودی فقال الیست نفسا متفق ترجمہ روایت ہے کہ سہل بن حنیف اور
قیس بن سعد قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ چند لوگ جنازہ لے کر اودھر
سے گزرے پس وہ دونوں اس کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے لوگوں نے کہا کہ
یہ جنازہ ذمی کا ہے انہوں نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے روبرو سے ایک جنازہ گزرا آپ کھڑے ہو گئے کسی نے عرض کیا کہ یہ
جنازہ یہودی کا ہے فرمایا کیا نہیں ہے وہ نفس روایت کی اسکو بخاری
اور مسلم اور امام احمد بن حنبلؒ نے انتہی ۔ ذکر کیا ان تینوں حدیثوں کو

Marfat.com

ابن تیمیہؒ نے منتقی الاخبار میں وعن ابی موسیٰؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا مرت بکم جنازۃ فقوموا لہا فانما تقومون لمن معہا من الملئکۃ
طب کذا فی کنز العمال ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب گزرے
تم پر سے کوئی جنازہ تو کھڑے ہو جاؤ اسلئے کہ کھڑے ہوتے ہو تم ان فرشتوں
کے لئے جو اُس کے ساتھ ہیں روایت کی اسکو طبرانی نے انتہیٰ وعن ابی موسی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مرت علیکم جنازۃ مسلم او یہودی
او نصرانی فقوموا لہا فانا لیس لہا نقوم انما نقوم لمن معہا من الملئکۃ حم طب
کذا فی کنز العمال فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کبھی گزرے تمہارے
رُوبرو سے جنازہ مسلمان کا یا یہودی و نصرانی کا تو کھڑے ہو جاؤ اس کے لئے
کیونکہ ہم اس کے واسطے نہیں کھڑے ہوتے بلکہ اُن فرشتوں کے لئے کھڑے
ہوتے ہیں جو اس کے ساتھ ہیں روایت کیا اس کو امام احمد نے اور طبرانی
نے ابن قیمؒ نے زاد المعاد فی ہدی خیر العباد میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا قیام اور ترک قیام دونوں ثابت ہیں اسلئے بعضوں نے کہا ہے قیام
منسوخ ہے اور بعضوں نے کہا کہ قیام سے یہاں استحباب قیام اور اُسکے ترک سے
جواز ترک مقصود تھا اور یہی قول بہتر ہے ادعائے نسخ سے حیث قال وصح
انہ صلی اللہ علیہ وسلم قام للجنازۃ لما مرت بہ وامر بالقیام لہا وصح عنہ انہ قعد
فاختلف فی ذلک فقیل القیام منسوخ والقعود آخر الامرین وقیل بل الامران
جایزان وفعلہ بیان للاستحباب وترکہ بیان للجواز وہذا اولی من ادعاء النسخ انتہیٰ
الحاصل ان احادیث سے جنازہ کے واسطے بھی قیام ثابت ہو گیا خواہ

Marfat.com

جنازہ کا اکرام اسمیں ملحوظ ہو یا فرشتوں کا اور لام والی کا جھگڑا بھی یہاں طے ہوگیا جو ابن الحاج نے قوموا الی سیدکم میں کیا تھا اس لئے کہ ان احادیث میں صراحۃً قوموا لہا وارد ہے اسی طرح قیام فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زیارت قبور کے وقت ثابت ہے چنانچہ میاں شیخ مظہر صاحب نقشبندی دہلوی مہاجر نے الدر المعلم فی القیام تجاہ قبر المکرم میں لکھا ہے اخرج الحافظ الحجۃ ابو یزید عمر بن شعبۃ عن الحسن قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بقیع الغرقد فقام فقال السلام علیکم یا اہل القبور الحدیث وعنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام علی اہل البقیع فقال السلام علیکم یا اہل القبور من المومنین الحدیث ترجمہ روایت ہے حسنؓ سے کہ تشریف لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں اور کھڑے ہوئے اہل بقیع پر اور فرمایا السلام علیکم یا اہل القبور انتہیٰ ملخصًا الحمد للہ اس تقریر سے کئی قیام شرعًا ثابت ہوگئے اب یہ نہیں کہتا ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنے کے وقت کھڑے رہنے میں تشبہ بالعبادت ہے اور وہ جائز نہیں بلکہ جب جنازہ وغیرہ کے واسطے عمومًا قیام ضرور ہوا تو یہاں بطریق اولیٰ ضرور ہوگا۔ خصوصًا مواجہ شریف وغیرہ میں کہ نہایت ادب کے ساتھ قیام چاہیئے۔ چونکہ یہ موقع ادب کا ہے اس لئے چند آیات واحادیث وآثار یہاں لکھے جاتے ہیں تا معلوم ہو کہ دین میں ادب کی کس قدر ضرورت ہے۔ پہلے یہ بات معلوم کرنا چاہیئے کہ جبتک کسی کی عظمت دل میں نہیں ہوتی اُس سے ادب نہیں کیا جاتا اسلئے حق تعالیٰ نے عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تعظیم عمومًا لازم فرمائی

Marfat.com

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ترجمہ البتہ بھیجا ہم نے آپکو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاہد کہ (اپنی امت کے احوال اور جملہ انبیاؑ کی تبلیغ رسالت پر قیامت کے روز گواہی دیں) اور خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تا تم لوگ ایمان لاؤ اللہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مدد کرو اور شریف و مفخم سمجھو اور تعظیم و توقیر کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہی۔

تفسیر درمنثور میں لکھا ہے قولہ تعالی اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ الایہ اخرج عبد بن حمید وابن جریر عن قتادة اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا قال شاہدا علی امتہ وشاہدا علی الانبیاء انہم قد بلغوا ومبشرا یبشر بالجنۃ من اطاع اللہ ونذیرا ینذر النار من عصاہ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قال بوعدہ وبالحساب وبالبعث بعد الموت وَتُعَزِّرُوْهُ قال تنصروہ وَتُوَقِّرُوْهُ قال امر اللہ تعالی بتسویدہ وتفخیمہ و تشریفہ وتعظیمہ وکان فی بعض القراءۃ ویسبحوا اللہ بکرۃ واصیلا واخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن جریر عن قتادۃ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ اے لتعظموہ واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ وتعزروہ وتوقروہ یعنی التعظیم یعنے محمدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسیطرح امام بغوی نے تفسیر میں لکھا ہے وتعزروہ تعینوہ وتنصروہ وتوقروہ اے تعظموہ وتفخموہ وہذہ الکنایات راجعۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر اسیاق آیۃ شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مبعوث کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعظیم و توقیر آپ کی ایک مقصو اصلی ہے جسکو حق تعالی نے ایمان کے ساتھ لام کے تحت میں بیان فرمایا اور

دوسرے مقام میں فرمایا فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ترجمہ پس جو لوگ ایمان لائے اُن پر یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تعظیم کی اُنکی اور مدد دی اُن کو اور پیروی کی اُس نور کی کہ اُتارا گیا ہے اُن کے ساتھ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں انتہٰی اس سے صاف ظاہر ہے کہ بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے نجات بھی ممکن نہیں کیونکہ اہل بلاغت جانتے ہیں کہ ترکیب اُولٰٓئِکَ ھم المفلحون حصر کے لئے ہے یعنی رستگاری اور نجات خاص انہیں لوگوں کو ہے جنمیں یہ سب صفات موجود ہوں اسی وجہ سے عظمت اور ہیبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ کے دلوں پر کچھ ایسی مستولی تھی کہ باوجود اس خلق عظیم کے جس سے جانی دشمن حلقہ بگوش اور وحشی صفت بیگانے مانوس ہو جاتے تھے اور باوجود اس کمال عشق و محبّت کے صحابہ آنکھ بھر کے چہرۂ مبارک کو نہیں دیکھ سکتے تھے اور کسی میں یہ جرأت نہ تھی کہ کوئی بات یا مسئلہ بے تکلف پوچھ لے۔ اجنبی جہاں دیدہ لوگ صحابہ کی تعظیم و توقیر اور خدمت گزاری کو جب دیکھتے بلا تصنع آپس میں کہتے کہ اس قسم کی تعظیم نہ کسی بادشاہ کی ہوتی دیکھی نہ کسی اور کی چنانچہ مواہب اللدنیہ میں مذکور ہے۔ قال عروۃ ای قوم واللہ لقد وفدت علی الملوک ووفدت علی قیصر وکسری والنجاشی واللہ ان رایت ملکا قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم اصحاب محمد محمدا (صلی اللہ علیہ وسلم) واللہ ان تنخم نخامۃ الا وقعت فی کف رجل منھم فدلک بھا وجہہ وجلدہ واذا امرھم ابتدروا امرہ واذا توضأ کادوا

Marfat.com

يقلون على وضوئه واذا تكلم خفضوا اصواتهم عنده وما يحدون النظر اليه تعظيما له

ترجمہ کہا عروہ نے اے قوم قسم ہے خدا تعالیٰ کی کہ میں نے بہت پادشاہوں کے دربار دیکھے اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کی پیشگاہ میں گیا۔ مگر جس قدر کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آپکی تعظیم کرتے ہیں کسی بادشاہ کی تعظیم ہوتی نہیں دیکھی۔ خدا کی قسم جب وہ ناک چھینکتے ہیں آب بینی لوگوں کی ہتھیلیوں میں گرتا ہے جسکو وہ لوگ اپنے منہ اور جسم پر ملتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو اُس پانی پر جو گرتا ہے اصحاب کا اسقدر ہجوم ہوتا ہے کہ شاید نوبت جدال و قتال کی پہنچ جائے اور جب وہ کسی کام کا حکم کرتے ہیں تو امتثال کے لئے ہر شخص پیش قدمی کرتا ہے اور جب وہ بات کرتے ہیں تو آواز اُن لوگوں کی پست ہو جاتی ہیں اور بوجہ تعظیم کے کوئی نگاہ جما کے اُن کو دیکھ نہیں سکتا انتہے۔

اور زرقانی نے شرح مواہب میں لکھا ہے قال عمرو بن العاص ما کان احد احب الی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا اجل فی عینی منہ وما کنت اطیق ان املاء عینی منہ اجلالا لہ حتی لو قیل لی صفہ ما استطعت ان اصفہ اخرجہ مسلم فی حدیث طویل ترجمہ عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی سے مجھ کو محبت نہ تھی اور نہ کسی کی عظمت اور بزرگی حضرت سے زیادہ میری آنکھوں میں تھی اجلال کی وجہ سے آنکھ بھر کے حضرت کو دیکھ نہیں سکتا اگر حلیہ مبارک کوئی مجھ سے پوچھے تو میں بیان نہ کر سکونگا روایت کیا اسکو مسلم نے وفی الشفا للقاضی عیاض وفی حدیث طلحۃ رضی اللہ عنہ ان اصحاب رسول اللہ علیہ وسلم قالوا الاعرابی جاہل سلہ عمن قضی نحبہ وکانوا یہابونہ

Marfat.com

ویوقرونہ فسالہ فاعرض عنہ اذ طلع طلحۃ رضی اللہ عنہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہذا ممن قضی نحبہ قال علی القاری فی شرحہ رواہ الترمذی وحسنہ
عن طلحۃ ترجمہ روایت ہے طلحہ رضؓ سے کہ صحابہ نے ایک جاہل اعرابی سے
کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھ کہ من قضی نحبہ سے کون مراد ہے۔
اعرابی کے واسطے کی یہ وجہ تھی کہ صحابہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت
وقار کا ایسا غلبہ تھا۔ کہ آپ سے بات خود پوچھ نہیں سکتے تھے اس نے پوچھا
لیکن حضرتؐ نے کچھ جواب نہ دیا اسی عرصہ میں طلحہ رضؓ حاضر ہوئے حضرتؐ نے
فرمایا یہ انہیں لوگوں سے ہیں یعنے جنہوں نے اپنی موت کو پوری کر چکا انتہے
واقع میں مقربان بارگاہ نبوی ہی کے دل اس عظمت کو جانتے تھے جس سے
نگاہیں پست ہوئی جاتی تھیں اور لبوں تک بات نہیں آسکتی تھی بیچارے
جنگلیوں کو اس سے کیا علاقہ وہاں تو سادگی کچھ اس بلا کی ہے کہ جو بات دل
میں آگئی زبان پر آ ہی گئی ادب اور بے ادبی کو کون پوچھتا ہے قال البراء
بن عازبؓ کما روی ابویعلی لقد کنت اریدان اسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عن الامر فاوخر سنتیں من ہیبتہ کذا فی الشفا ترجمہ براءؓ کہتے ہیں کہ کوئی
بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں پوچھنا چاہتا تو ہیبت مجھ پر کچھ
اس قدر غالب ہوتی کہ دو سال تک نہ پوچھ سکتا انتہی اس سے یہ بھی معلوم
ہوا کہ سوائے تعظیم اختیاری کے جس کا امر حق تعالیٰ نے کیا ہے من جانب اللہ
بھی عظمت وہیبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلوں پہ صحابہ کے مستولی
تھی اور کیوں نہ ہو یہ عظمت وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جماد ونبات

Marfat.com

پہچانے اور سجدے کرنے لگے اسی طرح جانور بھی سجدہ کیا کرتے تھے کما فی المواہب اللدنیہ والزرقانی عن انس رض قال کان اہل بیت من الانصار لہم جمل یسنون علیہ وانہ استصعب علیہم فمنعہم ظہرہ وان الانصار جاؤا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا انہ کان لنا جمل نسنی علیہ وانہ استصعب علینا ومنعنا ظہرہ وقد عطش النخل والزرع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ قوموا فقاموا فدخل الحائط والجمل فی ناحیتہ فمشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ فقالت الانصار یا رسول اللہ قد صار مثل الکلب الکلب وانا نخاف علیک صولتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس علی منہ باس فلما نظر الجمل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل نحوہ حتی خر ساجدا بین یدیہ فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بناصیتہ اذل ما کان قط الحدیث رواہ احمد والنسائی باسناد جید ترجمہ روایت ہے انس رض سے کہ کسی انصاری کے یہاں ایک اونٹ تھا جس سے زراعت کو پانی دیا کرتے تھے ایک بار وہ سرکش ہو گیا اور ایسا بگڑا کہ کوئی شخص اس کے پاس نہیں جا سکتا تھا وہ انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعات بیان کر کے عرض کیا کہ زراعت اور نخلستان سوکھ جا رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ اس باغ میں تشریف لے گئے جہاں وہ اونٹ تھا اسکی طرف بڑھے۔ انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ اونٹ مثل دیوانہ کتے کے ہو گیا ہے ہمیں خوف ہے کہ کہیں آپ پر حملہ نہ کرے فرمایا مجھے اس سے کچھ اندیشہ نہیں۔ جب اونٹ نے حضرت کو دیکھا خود آگے بڑھ کر سجدہ میں گرا حضرت نے اسکی پیشانی کے بال

Marfat.com

پکڑ لئے اور وہ ایسا مسخر و مطیع ہو گیا کہ شاید ہی کبھی ہوا ہو انتہیٰ۔ وایضاً فی
عن جابرؓ ان جملا جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما کان قریبا منہ خر
ساجدًا الحدیث وفی آخرہ فقالوا یا رسول اللہ نحن احق ان نسجد لک من البہ
فقال لا ینبغی لبشر ان یسجد لبشر رواہ الدارمی والبزار والبیہقی واللفظ ل
ترجمہ روایت ہے جابرؓ سے کہ ایک اونٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
کے پاس آکر حضرت کو سجدہ کیا۔ جب دیکھا صحابہ نے کہ جانور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو سجدہ کیا کرتے ہیں تو عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو ان سے زیادہ تر مستح
ہیں کہ یہ خدمت و تعظیم بجا لائیں اور آپ کو سجدہ کیا کریں فرمایا کسی بشر
سزاوار نہیں کہ بشر کو سجدہ کرے انتہیٰ۔ ان احادیث سے ظاہر ہے کہ عظمت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی حیوانات کے دل میں بھی اس قدر تھی کہ آپ کو سجدہ
کرتے تھے اور فرشتوں نے جو آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا اسمیں بھی تعظیم آ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ملحوظ تھی۔ کہ نور مبارک آپ کا ان کی پیشانی میں تھا ج
ابن حجر ہیتمیؒ نے در منضود میں لکھا ہے امرہم بالسجود لادم انما ہو
ما کان بجبہتہ من نور نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم قالہ الرازی اور مواہب اللد
میں لکھا ہے وقد کان حظ آدم من رحمتہ سجود الملئکۃ لہ تعظیما لہ اذ کان فی ص
ونوح خروجہ من السفینۃ اسالما وابراہیم کانت النار علیہ بردًا وسلاما اذ
فی صلبہ کما افادہ عباسؓ فی قصیدتہ ترجمہ آدم علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ
وسلم کی رحمت سے یہ حصہ پہنچا کہ فرشتوں نے ان کو سجدہ کیا اس لئے کہ حض
ان کی صلب میں تھے اور نوح علیہ السلام جو کشتی سے صحیح و سالم اتر

Marfat.com

اور ابراہیم علیہ السلام پر آگ جو سرد ہوگئی حضرت ہی کی رحمت کا اثر تھا اسلئے کہ حضرت ان حضرات کے صلب میں تھے یہ بات عباسؓ کے اس قصیدہ سے معلوم ہوتی ہے جسکو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پڑھا اور حضرت سن کر خوش ہوئے۔ یہ قصیدہ اس کتاب کے شروع میں لکھا گیا ہے۔ اور بروایت انس بن مالک اور نبیط بن شریط یہ بات بھی بہ احادیث مرفوعہ ثابت ہوگئی کہ ہمنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوزخ میں نہ جائیگا جس سے تمام اہل محشر پر عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بخوبی ظاہر ہو جائے گی اور آدم علیہ السلام کے بیان سے اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ فرشتوں کے پاس حضرت کی وہ عظمت ہے کہ ہمیشہ ذکر آپ کا کیا کرتے ہیں اس قسم کی کئی حدیثیں مذکور ہوئیں اور بہت سی انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ لکھی جائینگی خلاصہ ان سب کا یہ ہوا کہ عناصر سے لیکر اجسام اور جمادات سے لیکر ملکوت اور زمین سے لیکر آسمان اور ازل سے لیکر ابد تک ہر چیز عظمت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہی دے رہی ہے اب رہے جن وانس۔ یہ بیچارے معرض امتحان میں کچھ ایسے پڑے ہیں کہ نہ انکو اس قسم کے امور کا مشاہدہ ہے کہ جسکی بدولت واقعی حالات پر مطلع ہوں نہ ایسی عقل رسا کہ جس سے حقائق اشیا اور مدارج وجود کو معلوم کر سکیں اگر غافل ہیں تو یہی دو ہیں سوائے انکے ہر چیز یاد الٰہی میں معروف ہے کما قال تعالےٰ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ یعنے ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد میں معروف ہے تم نہیں اسکو سمجھتے ہو جب خود اپنے پروردگار سے غفلت کرنے اور مالک حقیقی کے حقوق کو ضائع کرنے میں انہوں نے

Marfat.com

کوتاہی نہ کی تو دوسرے ابواب کس شمار میں۔ با این ہمہ انکو جس ذریعہ سے توحید
پہنچائی گئی۔ اسی ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بھی معلوم
کرائی گئی۔ چنانچہ ابتداءً ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند
شیث علیہ السلام کو اسکی خبر دی پھر یہ خبر وراثۃً بنی آدم میں شائع ہوتی رہی
اور اگر کبھی بے دینی نے اسکو چھپا دیا تو انبیا علیہم السلام اسکی تجدید کرتے
رہے جس کا حال انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ معلوم ہوگا یہانتک کہ خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت نے بھی ارشاد
حق تعالیٰ کا لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وغیرہ سب کو پہنچایا
اب اگر اسپر بھی کوئی شخص نہ مانے مختار ہے کسی کا جبر نہیں کہ خواہ مخواہ مان ہی
لے مگر عاقل کو چاہیئے کہ پہلے اس اختیار کے انجام کو سوچ لے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے
فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا ترجمہ
پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو چاہے نہ مانے۔ ہم نے رکھی ہے ظالموں کے واسطے
آگ موجود انتہی۔ تمام قرآن کو نہ ماننا اور ایک آیت کو نہ ماننا سزا میں دونوں
برابر ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ
بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّونَ إِلٰى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ
ترجمہ کیا ایمان لاتے ہو تم تھوڑی آیتوں پر اور نہیں مانتے تھوڑی آیتیں
پھر کچھ سزا نہیں ہے اسکی جو کوئی تم میں یہ کام کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی
زندگی میں اور قیامت کے دن پہنچائے جاویں سخت سے سخت عذاب میں اور

Marfat.com

اللہ تعالیٰ بےخبر نہیں ہے تمہارے کام سے انتہیٰ الحاصل اگر عام جن و انس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو نہ مانیں تو انہیں نقصان ہوگا اس سے عظمت میں حضرت کے کسی قسم کا دھبہ نہیں آسکتا۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ باوجود اتنے معجزات اور کھلی کھلی دلیلوں کے کیا سبب تھا کہ کفار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت میں کلام رہا کیا۔ بات یہ ہے کہ ہر نفس کی جبلت میں یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپنے ہمجنس پر اپنی تعلی اور بڑائی ہو۔ چنانچہ لڑکوں تک یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ اگر ان کی ہمجنس کسی لڑکے سے انہیں اچھا کہئے تو خوش اور برا کہئے تو ناخوش ہوتے ہیں بلکہ رونے لگتے ہیں۔ چونکہ مرتبہ رسالت کا کفار کے ذہنوں میں نہایت جلیل القدر تھا اور تصدیق رسالت میں انبیا کی ہر طرح ان پر فضیلت ثابت ہوتی تھی جس سے وہ اپنی کسر شان سمجھے تھے اس لئے نفوس پر ان کے یہ امر نہایت شاق ہوا اور کہنے لگے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا یعنے تم تو ہم جیسے بشر ہی کچھ فرشتہ نہیں جو فضیلت تمہاری مانی جائے حالانکہ ابتدائے دعوت انبیا کی صرف توحید کی طرف تھی جس کے کفار بھی مقر تھے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ترجمہ اگر پوچھیں آپ کہ کون پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو تو البتہ کہیں گے اللہ۔ وقال اللہ تعالیٰ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ترجمہ اگر پوچھیں آپ ان سے کہ کون پیدا کیا انکو البتہ کہیں گے اللہ۔ وقال تعالےٰ قُلْ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ ترجمہ کہئے کہ آؤ طرف ایک بات کے جو برابر ہے تم میں اور ہم میں کہ نہ عبادت

Marfat.com

کریں ہم سوائے اللہ تعالیٰ کے انتہی۔ خلاصہ یہ کہ جو بات اُن کے مسلمات سے تھی۔
اُسکو ماننا بھی اُن کے نفوس پر شاق تھا کیونکہ اس سے رسالت کی تصدیق سمجھی
جاتی تھی۔ پھر اگر کوئی طالب حق عاقبت اندیش انبیا کی طرف مائل ہوتا تو
اسکو بھی عار دلاتے کہ یہ تو مثل تمہارے کھانا کھاتے ہیں پانی پیتے ہیں بازاروں
میں چلتے پھرتے ہیں کچھ فرشتے نہیں جو انکی تم پر فضیلت ہو اپنے ہمجنس کی اطاعت
کرنا بڑی ذلت کی بات ہے کما قال تعالیٰ حکایۃً قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ
يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ترجمہ اور کہنے لگے یہ کیا رسول ہے
کہ کھانا کھاتا ہے اور پھرتا ہے بازاروں میں انتہی ایضاً فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ترجمہ تب بولے سردار جو منکر تھے اس قوم
کے یہ کیا ہے ایک آدمی ہے جیسے تم۔ چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تم پر اور اگر اللہ تعالےٰ
چاہتا تو اُتارتا فرشتے انتہی ایضاً وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ وَلَئِنْ
اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ ترجمہ اور بولے سردار اُن کی
قوم کے جو منکر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو جنکو آرام دیا تھا ہم نے
دُنیا کی زندگی میں اور کچھ نہیں یہ ایک آدمی ہے جیسے تم۔ کھانا کھاتا ہے۔
جس قسم سے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو۔ اور اگر اطاعت کی تم
نے اپنے برابر کے آدمی کی تو تم بیشک خراب ہوئے انتہی۔ الحاصل خود بینی

Marfat.com

خودسری نے انہیں اندھا بنا دیا تھا۔ کسی نے یہ نہ سمجھا کہ اگر خدائے تعالےٰ
کسی خاص بشر کو اپنے فضل سے سب پر فضیلت دیدے تو کونسا نقصان لازم
آئیگا چنانچہ خود انبیاء نے اس قسم کا جواب بھی دیا کما قال تعالیٰ قَالَتْ لَهُمْ
رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ
مِنْ عِبَادِهٖ ترجمہ کہا اُن کو اُنکے پیغمبروں نے کہ ہم بھی بشر ہیں جیسے تم لیکن اللہ تعالےٰ
فضل کرتا ہے جس پر چاہتا ہے مگر یہ جواب کب مفید ہو سکتا تھا وہاں تو مہار
اختیار کی نفس امارہ کے ہاتھ تھی۔ پھر اُسکو کون ضرورت تھی جو خواہ مخواہ
کسی خاص صفت تعلی کو چھوڑ کر ذلت اختیار کرے۔ یہ تو انہیں کا کام تھا۔
جنہوں نے پہلے پہل نفس پر ایک ایسا حملہ کیا کہ زمام اختیار کو اس کے ہاتھ
سے چھین لیا۔ پھر اُسکی اصلاح کے درپے ہوئے اور ماشاء اللہ خوب ہی
اصلاح کی۔ یا تو وہ تھا کہ نبی کے مقابلہ میں اُسکو ذلت ناگوار ہوتی تھی یا یہ
حالت ہوئی کہ اپنے جنس والے ہر ادنیٰ و اعلیٰ کے مقابلہ میں ہمسری کا دعوے
نہیں چنانچہ حق تعالیٰ اُنکی صفت میں فرماتا ہے اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
جب عموماً مومنین کے ساتھ یہ حالت ہو تو خیال کرنا چاہیئے کہ خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُن کا کس قسم کا معاملہ ہوگا۔ ایک بات تو ابھی
معلوم ہوئی کہ سب صحابہ حضرت کو سجدہ کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے اگر کسی کو عقل
سلیم اور فہم مستقیم حاصل ہو تو سمجھ سکتا ہے کہ کس قدر عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی صحابہ کے پیش نظر ہوگی جس نے اس کمال تذلل کو جو سجدہ کرنے میں ہے آسان
کر دیا تھا اب سمجھنا چاہیئے کہ اسقدر عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ کے

Marfat.com

دلوں میں کیونکر متمکن ہوئی حالانکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بموجب ارشاد
حق تعالیٰ فرمایا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان
حضرات نے جب دیکھا کہ کفار کو آیہ شریفہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ
عِبَادِهٖ کے مضمون کی طرف بالکل توجہ نہیں اور صرف دعویٰ ہمسری میں خراب
ہوئے جاتے ہیں اسلئے برخلاف انکے اس آیت کے مضمون کو اپنا پیش رو بنایا
اور اسمیں اسقدر استغراق حاصل کیا کہ گویا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کو سنا
ہی نہیں یہی وجہ تھی کہ انہوں نے سجدہ پر آمادگی ظاہر کی اور حضرت کو پھر بشریت کا
مضمون یاد دلانے کی گویا ضرورت ہوئی چنانچہ فرمایا کہ بشر کو بشر کا سجدہ کرنا
مناسب نہیں۔ جیساکہ ابھی معلوم ہوا۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

شاہ دیں را منگر اے ناداں بطیں	کیں نظر کردہ است ابلیس لعیں
نیست ترکیب محمد لحم و پوست	گرچہ در ترکیب ہر تن جنس اوست
گوشت دارد پوست دارد استخواں	ہیچ ایں ترکیب را باشد ہماں
کاندراں ترکیب باشد معجزات	کہ ہمہ ترکیبہا گشتند مات

اس قسم کی عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی صحابہ کے دلوں میں تھی
ایک مدت تک مسلمانوں کے دلمیں رہی جس کا حال انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ
لکھا جائے گا۔ مگر افسوس ہے کہ چند روز سے پھر وہی مساوات کا خیال آخر
زمانہ کے بعض مسلمانوں کے سروں میں سمایا۔ اور گویا یہ فکر شروع ہوئی
کہ وہ سب باتیں تازہ ہو جائیں کبھی اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں
خوض ہوتا ہے کبھی کہا جاتا ہے کہ ہم لوگوں کو حضرت نے بھائی کہا ہے ا

حضرت بڑے بھائی ہیں۔ اب اس خیال نے یہاں تک پہنچایا کہ وہ آیات و احادیث
منتخب کی جاتی ہیں جس سے ان کے زعم میں منقصت شان ہو۔ اور وہ احادیث
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ تواضع کچھ فرمایا ہے۔ اپنی دانست
میں ان کو کسر شان کے باب میں قرار دیکر شائع کیجاتی ہیں۔ ہمنے مانا کہ نقلاً اور عقلاً
ہر طرح سے اس مسئلہ میں زور لگایا جائیگا لیکن یہ دیکھنا چاہیئے کہ انتہا اسکی کہاں
ہوگی ہم بیقین سمجھتے ہیں کہ آخر یہ حضرات بھی مسلمان ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے مرتبہ کو اس سے تو ہرگز کم نہ بیان کرینگے کہ جس قدر کفار سمجھے تھے یعنی بَشَرٌ
مِثْلُنَا مگر معلوم نہیں اس سعی کا کیا نتیجہ ہوگا اتنی بات تو کافروں سے پوچھنے میں
حاصل ہوجاتی ہے اسمیں نہ قرآن کی ضرورت ہے نہ حدیث کی۔ اب اسکے ساتھ
یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ ہم لوگ جو آیات و احادیث سے استدلال کرکے بیان عظمت
ایں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبالغہ کرتے ہیں انتہا اس کی کہاں ہوگی۔
یہ بات ہر جاہل سے جاہل جانتا ہے کہ حضرت مخلوق اور بشر ہیں اور حق تعالی
خالق ہے اب انتہا اس مبالغہ کی یہی ہوگی کہ حضرت کا مرتبہ قریب مرتبہ مسجودیت
کے سمجھا جائیگا وہ بھی اس وجہ سے کہ ایک عالم آپ کو سجدہ کیا کرتا تھا اور صحابہؓ بھی
سجدہ کرنے کیلئے مستعد ہوگئے تھے۔ غرض اس مبالغہ کی حد وہ ہوگی جو صحابہؓ کی
حسن عقیدت تھی۔ اب ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ جس راہ کو صحابہؓ مدت العمر
طے کیا کئے اور جس مقام پر عمر بھر سر لگائے رہے جہاں سے انہیں فتحیاب ہوا
اس مقام کو چھوڑ دیں اور اس راہ میں رجعۃ القہقری کرکے وہ راستہ چلیں جو
کفار کی حد اعتقاد کو یعنی اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا کو پہنچادے جہاں سے

Marfat.com

کفار پڑھ نہیں سکتے شعر زرسم ترسی بکعبہ اے اعرابی؛ کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است
کسی بزرگ نے ہم لوگوں کے اعتقاد کی شرح ایک چھوٹے سے جملہ میں نہایت ہی بسوط
کی ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ یقین ہے کہ اس تقریر سے اہل
انصاف پر دونوں راستے اور اُن کی انتہا اور حسن وقبح ہر ایک کی منکشف ہو گئی
ہو گی۔ طالب راہ حق کو چاہیئے کہ جب کسی کو اپنا راہبر بنائے تو پہلے اس امر
کی بخوبی تحقیق کرے کہ کونسی راہ لے جائیگا۔ اگر بیچارے جاہل کوتاہی نظر سے
دریافت نہ کر سکیں تو معذور ہیں مگر اہل انتیا زانداز کلام اور طرز بیان سے
معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ شخص کس راہ کی آمادگی کر رہا ہے مثلاً کسی نے وہ حدیث
پڑھی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متاخرین کو اپنا بھائی فرمایا ہے یہاں
ایک تو وہ شخص ہو گا کہ مارے شرم کے سر نہ اُٹھا سکے گا۔ کیونکہ اگر کوئی اچھی
طرح آنکھیں ملکے اپنی حالت کو دیکھے تو معلوم ہو کہ کسقدر آلودۂ عصیان ہے
اسی کتاب میں بخاری شریف کی روایت سے ثابت ہو چکا ہے کہ صحابہ جب کبھی
اپنے احوال پر نظر ڈالتے نفاق کا خوف آجاتا معلوم نہیں کہ باوجود ان سچی
بشارتوں کے کس چیز نے انہیں اس خوف میں ڈال رکھا تھا جب ان حضرات کا یہ
حال ہو تو پھر کس کا منہ ہے جو کچھ دعوے کر سکے غرض کہ بھائی سمجھنا تو کہاں ایسے
خیالات کبھی تو نسبت غلامی سے بھی خجالت پیدا کئے دیتے ہیں چنانچہ کسی بزرگ نے
کہا ہے ؏ نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم۔ منشا اُس کا اگر دیکھئے تو صرف یہی
کہ نقشہ اپنے سارے اعمال کا آنکھوں کے سامنے کھنچ گیا ہے جس سے ندامت کے
پورے پورے آثار دل میں نمایاں ہیں اور قریب ہے کہ دروازہ توبہ کا کھل جائے

Marfat.com

ی اشفاق و مراحم شفیع المذنبین کا تصور ادائی شکریہ میں مصروف کردیتا
رچہ ہم میں قابلیت نہیں۔ مگر شان رحمۃ للعالمینی ہے کہ اس درجہ
نوازی کی ایسے آقا کے مہربان پر قربان ہونا چاہیئے کہ ہم جیسے غلاموں کو
زکیا اور اس سرفرازی کے ساتھ جو دوسری کو نصیب نہیں الحاصل
ریث شریف کے ذکر کے وقت اُس شخص کی کچھ کیفیت ہی اور رہے اور وہ
ت کے آثار مرتب ہیں جو عموماً اعمال پر غالباً مرتب ہو سکیں اس قسم
افزائیوں کا لطف وہی لوگ جانتے ہیں جنکو بارگاہ نبوی کے ساتھ
قسم کی نسبت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایکبار
رت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ ادا کرنے کے لئے اجازت چاہی حضرت نے
ت دیکر فرمایا اے بھائی اپنی دعا میں ہمیں نہ بھولیو وہ کہتے ہیں کہ یہ ارشاد
ی اسقدر اثر کیا کہ اگر تمام روئے زمین میری ملک ہو جائے تو ان الفاظ
بلہ میں میرے پاس وہ کچھ چیز نہیں کما فی کنز العمال عن عمر رضی اللہ عنہ
استاذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی العمرۃ فاذن لی وقال لاتنسنا اخی
دعائک اوقال اشرکنا یا اخی فی دعائک کلمۃ ما احب ان لی بہا ما طلعت
الشمس ط وابن سعد حم د ت حسن صحیح ع والشاشی ص ق بظاہر یہ ارشاد
رت کا کوئی ایسی بڑی بات نہیں صرف دعا کرنے کو فرمایا تھا مگر اُس کی
ت کا اندازہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہی دل کر سکتا تھا کہ تمام روئے زمین کی
لطنت ایک طرف تھی اور اُس مختصر سی کلمہ کی شان دلربائی ایک طرف
ا کہ اُس حدیث مذکورۂ بالا کو سنکر ایک شخص کے دل کی وہ حالت ہو گی جو

Marfat.com

خارج از بیان ہے اور ایک شخص وہ ہوگا کہ اسی حدیث شریف سے یہ با
نکالیگا کہ اخوۃ امر اضافی ہے تقدم و تاخر زمانہ کے اعتبار سے اگر فرق ہے تو
چھوٹے کا ہے یعنی حضرت بڑے بھائی ہوئے اور ہم چھوٹے بھائی نعوذ باللہ
من ذالک ایسے شخص کو اس حدیث شریف سے اسی قدر حصہ ملا کہ سر میں
سمائی اور یہ خیال بڑھتا چلا یہانتک کہ رفتہ رفتہ اِنْ کُنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ تک
پہنچا دیا اب یہ شخص اس ذہن میں ہوگا کہ جہاں خود پہنچا ہے اوروں کو بھی
وہیں پہنچا دے۔ شاید اسکے خیال میں یہ کبھی نہ آیا ہوگا کہ ہم کہاں اور شان رح
للعالمین و سید المرسلین کہاں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اکثر اکا
سلاطین خادموں اور غلاموں کو بھائی کہہ دیا کرتے ہیں۔ بلکہ تو خود احا
میں وارد ہے کہ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔

اگر بادشاہ کے کہنے سے یا اس حدیث سے خدام اور غلام اپنے آقا کو بھائی کہ
لگیں تو ظاہر ہے کہ نہایت بے ادب اور احمق سمجھے جائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ
باوجود اس قرابت کے جو اظہر من الشمس ہے اپنے کو حضرت کی غلامی کے سا
منسوب کیا ہے چنانچہ مستدرک میں حاکم نے روایت کیا ہے عن سعید بن المسیب
قال لما ولی عمر بن الخطاب خطب الناس علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ
و اثنی علیہ ثم قال ایہا الناس انی قد علمت انکم تونسون منی شدۃ وغلظۃ وذلک
انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکنت عبدہ وخادمہ وکان کما قال اللہ تعا
بالمومنین رحیما فکنت بین یدیہ کالسیف المسلول الا ان یغمدنی او ینہانی عن امر فاکف
والا اقدمت علی الناس لمکان لینہ ہذا حدیث صحیح الاسناد ترجمہ روایت سے

Marfat.com

یدبن مسیبؓ سے کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسند نشین خلافت ہوئے
ول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑھا کہ آپ لوگ جو مجھ میں شدت اور
تی دیکھتے ہو اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
م اور خادم تھا چونکہ حضرت رحیم تھے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ
تھا اور لوگ حضرت کی نرمی کی وجہ سے جرأت کرتے تھے اس سبب سے میں حضرت کے
ر و مثل شمشیر برہنہ کے رہتا اگر میان کرتے اور منع فرما دیتے تو باز رہتا تھا ورنہ
پیش قدمی کرتا کہا حاکم نے کہ یہ حدیث صحیح ہے انتہی۔ اگر کسی قرابت کا اطلاق آنحضرت
لی اللہ علیہ وسلم پر درست ہوتا تو البتہ والد اور پدر بزرگوار کہنے کے لئے
ک وجہ تھی کیونکہ ازواج مطہرات کو حق تعالیٰ نے امہات المومنین فرمایا ہے۔
قال اللہ تعالیٰ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ اس صورت میں حضرت سب کے والد
ٹھہرے جسکی وجہ سے یہ شرافت ازواج مطہرات کو حاصل ہوئی باوجود اس کے
حق تعالیٰ نے اس قرابت کی بھی نفی فرما دی کما قال اللہ تعالیٰ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ
اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ترجمہ نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی کے
تمہارے مردوں میں لیکن رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے اور ختم کرنے والے ہیں
تمام نبیوں کے انتہی۔ دیکھئے باوجود قرینہ قطعیہ کے حضرت کا والد ہونا گوارا نہ ہے
و اخوۃ کی تسہاوی کیونکر گوارا ہوگی۔ ارباب بصیرت سمجھتے ہونگے کہ وَكَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا میں حضرت کے علوشان کی طرف کیسا لطیف اشارہ ہے اس
وجہ سے کہ لٰكِنْ جو استدراک کے لئے آتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ الوہۃ

Marfat.com

کی نفی میں کسی قسم کا توہم پیدا ہوتا تھا جو اس سے دور کیا گیا اور یہ تو ظاہر ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نہ تھے یہاں توہم کا کوئی محل نہیں رہا کہ
کے باپ ہوتا تو اس میں بھی کوئی توہم نہیں ہو سکتا کیونکہ متبنی لینے والے کو بھی
میں باپ کہا کرتے تھے پھر جب صراحۃً اسکی نفی ہو گئی تو معلوم ہو گیا کہ یا طل
شریعت میں درست نہیں اسمیں توہم کو کیا دخل جو وَلٰکِنْ رَسُوْلَ اللّٰہ
سے دفع کیا جا رہا ہے اور ان صفات کی تصریح سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ
توہم حضرت کے منصب رسالت سے متعلق ہے تا ابوۃ و رسالت میں مناسب
ہو ورنہ اسکی یہ مثال ہو گی مَا کَانَ زَیْدٌ اَبَا عَمْرٍو وَلٰکِنَّہٗ کَاتِبٌ بات
معلوم ہوتی ہے کہ ہر شخص کے نزدیک اپنے باپ کی وہ وقعت ہوا کرتی ہے کہ
عالی سے عالی اسی کا مرتبہ سمجھا کرتا ہے اس سبب سے یا اَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُہُمْ
وغیرہ اسباب سے صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بجائے والد سمجھتے ہوں گے
جب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت کسی کے باپ نہیں تو اب ایک قسم کا توہم
پیدا ہوا کہ پھر کیا سمجھنا چاہیئے ارشاد ہوا الکن اللہ کے رسول اور خاتم انبیا
ہیں پھر یہاں یہ شبہ پیدا ہوا کہ مخلوقات میں باپ سے زیادہ اور کیا رتبہ ہے
تو گویا اسکے جواب میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے کہ باپ
کس قدر رتبہ ہے اور رسول اللہ کا کس قدر مطلب یہ ہوا کہ ان دونوں مرتبوں
میں کوئی نسبت نہیں پہلے خیال کو چھوڑ دو اور حضرت کو انہیں مراتب کے
ساتھ متصف سمجھو اور فرق مراتب کو اللہ تعالیٰ پر سونپ دو وہی ہر چیز کو جانتا
ہے تمہاری عقلیں ان امور میں نہیں پہنچ سکتیں ۔ ہذا ما ظہر لی واللہ اعلم

Marfat.com

مراده۔ ابن قیم رح نے مسئلہ مساوات میں جو تقریر لکھی ہے وہ قابل دید ہے
انہوں نے زاد المعاد میں لکھا ہے فہذہ خلقہ وہذا اختیارہ ربک تخلق ما یشاد
ویختار وما ابین لبطلان رائے یقیني بان مکان البیت الحرام مساو لسائر الامکنۃ
وذات الحجر الاسود مساوتہ لسائر حجارۃ الارض وذات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مساویۃ لذات غیرہ انما التفضیل فی ذلک بامور خارجۃ عن الذات
والصفات القائمۃ بہا وہذہ الاقاویل وامثالہا من الجنایات التی جنا ہا المتکلمون
علی الشریعۃ ونسبوہا الیہا وہی بریتہ ولیس معہم اکثر من اشتراک الذوات
فی امر عام وذلک لایوجب تساد یہا فی الحقیقۃ لان المختلفات قد تشترک
فی امر عام مع اختلافہا فی صفاتہا النفسیۃ وما سوی اللہ بین ذات المسک و
ذات البول ابدا ولا بین ذات الماء وذات النار ابدا والتفاوت البین
الذی بین الامکنۃ الشریفۃ واضدادہا والذوات الفاضلۃ واضدادہا اعظم
من ہذا التفاوت بکثیر فبین ذات موسی وفرعون اعظم ما بین المسک والرجیع
وکذلک بین نفس الکعبۃ وبین بیت الشیطان اعظم من ہذا التفاوت ایضاً
بکثیر فکیف یجعل البقعتان سواء فی الحقیقۃ والتفضیل باعتبار ما یقع ہناک
من العبادات والاذکار والدعوات انتہی ترجمہ بعضوں کی رائے ہے کہ مکان
بیت الحرام مساوی تمام مکانات کے ہے اور حجر اسود تمام پتھروں کے مساوی
ہے اور ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوردن کے مساوی ہے۔ اور
تفضیل باعتبار ان امور کے ہے جو ذات سے خارج ہیں اگرچہ متکلمین نے اس
کو شریعت کی طرف منسوب کردیا ہے لیکن شریعت اُس سے بالکل بری ہے۔

Marfat.com

اُن کے نزدیک کوئی دلیل نہیں سوائے اس کے کہ ایک امر عام میں سب آپس شریک ہیں۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حقیقتیں سب کی مساوی ہو جائیں کیونکہ بہت سی مختلف چیزیں ایک امر عام میں شریک ہیں باوجود اس کے خاص خاص صفتیں ہر ایک کی مختلف اور باہم ممتاز ہیں جس سے ان میں پورا امتیاز ہو گیا ہے۔ حق تعالیٰ نے ذات مشک اور ذات بول کو کبھی برابر نہیں کیا اور نہ پانی کی ذات اور آگ کی ذات کو۔ اور جو تفاوت شریف اور متبرک مقامات اور ان کے اضداد میں ہے اور افضل ذاتوں اور ان کے اضداد میں ہے اس سے بھی بدرجہا زیادہ ہے۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون میں یا نفس کعبہ اور شیطان کے گھر میں جو تفاوت ہے بدرجہا اس سے زیادہ جو مشک اور نجاست میں ہے۔ پھر جو کہا جاتا ہے۔ کہ نفس کعبہ اور دوسری جگہ حقیقت میں برابر ہیں اور بزرگی کعبہ کی صرف اسی وجہ سے ہے۔ کہ وہاں عبادات اور اذکار اور دعائیں ہوتی ہیں سو یہ کیونکر ہو سکے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ یعنی پیدا کرتا ہے رب آپ کا جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے انتہی خلاصہ اس کا یہ ہوا کہ ہر چند بعض صفات دو چیزوں میں برابر پائی جاویں اور محسوس ہوں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں ایک ساں ہو جائیں بلکہ جس ذات کو کسی قسم کی خصوصیات عطا ہو دیں اور حق تعالے اس کو برگزیدہ کر چکا ہے وہ دوسرے کے برابر کبھی نہ ہو سکے گی بلکہ دونوں کی حقیقتوں میں کچھ ایسا فرق ہو گا کہ گویا ان میں کچھ مناسبت ہی نہیں اب ان بیوقوفوں کو جنھوں نے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہہ کر انبیا علیہم السلام کیا سمجھ لیا

خیال جمایا تھا اگر اندھے نہ کہیں تو کیا کہیں۔ کیونکہ انہوں نے تو اپنے آپکو دیکھا نہ انبیا علیہم السلام کو۔ مولانائے روم فرماتے ہیں ؎

یا تو پنداری کہ روئے انبیاءؑ گفت یزداں کہ تَرٰھُمْ یَنْظُرُوْنَ	آنچناں کہ ہست می بینیم ما نقش حمامند هُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ

مولانا نے مضمون اس آیہ شریفہ کا لکھا ہے وَتَرٰھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ سلطان محمود غازیؒ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ بایزید بسطامی کے حق میں آپ کیا کہتے ہیں کہا شیخ نے وہ وہ شخص ہیں کہ جس نے انہیں دیکھا ہدایت پائی اور سعادت کو پہنچا سلطان نے کہا یہ کیا بات ہے ابوجہل نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ شیخ نے کہا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا بلکہ محمد بن عبداللہ یتیم ابی طالب کو دیکھا تھا اگر حضرتؐ کو دیکھتا بیشک شقاوت سے نکل جاتا دلیل اسکی قرآن شریف میں موجود ہے وَتَرٰھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ پس معلوم ہوا کہ یوں دیکھ لینا مفید نہیں جبکہ آثار مرتب ہوتے ہیں وہ دیکھنا ہی کچھ اور ہے شعر

برائے دیدن روئے تو چشم دیگرم باشد؛ کہ ایں چشمے کہ من دارم جمالت را نمی شاید

غرض کہ جنہوں نے حضرتؐ کو دیکھا ہے اور خیال ہمسری جمایا ولیسوں کے حسب حال یہ شعر ہے۔ در خلا احمقے گشت چنیں؟ اکودہ پیش حاجیے؛ گفت دانی کیستم ہمسنگ کعبہ بودہ ام۔ ابن قیمؒ نے جو اعتبار حقائق کا کیا ہے یہی مذہب اہل تحقیق کا بھی ہے۔ چنانچہ مولانائے جامیؒ فرماتے ہیں۔ شعر

Marfat.com

	ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد		گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی	

تقریر دُور جا پڑی۔ کلام اسمیں تھا کہ عام جن و انس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو نہیں مانتے ادنیٰ تامل سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس سے نفس عظمت میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ کیونکہ جملہ عالم میں یہ عظمت جب مسلم ہو چکی تو چند عوام کالانعام کس شمار ہیں۔ البتہ اس موقع میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حال معلوم کرنا ضرور ہے کیونکہ افضل ترین امت ہونے پر انکے خود حضرتؐ نے گواہی دی ہے اگرچہ اس باب میں احادیث بہت وارد ہیں مگر یہاں ایک حدیث ذکر کیجاتی ہے جسکو دیلمیؒ نے فردوس میں ذکر کیا ہے عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل نظر فی قلوب العباد فلم یجد قلبا انقی من قلوب اصحابی ولذلک اختارہم فجعلہم صحابا فما استحسنوا فہو عند اللہ حسن وما استقبحوا فہو عند اللہ قبیح ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ نے کوئی قلب میرے صحابہ کے قلوب سے پاکیزہ تر نہیں دیکھا اسلئے انکو میری صحابیت کے لئے پسند فرمایا جو کچھ وہ اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے اور جو بُرا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بُرا ہے۔ انکا حال کسی قدر ابھی معلوم ہوا اور آئیندہ بھی انشاء اللہ معلوم ہوگا کہ کیسی عظمت حضرت کی اُن کے دلوں میں تھی اور کس درجہ آداب کی رعایت رکھتے تھے۔ باوجود اسکے اگر کسی سے بمقتضائے بشریت یا سادگی سے کوئی ایسی حرکت ہو جاتی جس میں شائبہ بے ادبی کا ہوتا ساتھ ہی کلام الٰہی میں تنبیہ اور زجر و توبیخ نازل ہوتی جس سے سب متنبہ اور ہوشیار ہو جاتے چنانچہ کسی صحابی نے بلند آواز سے حضرتؐ کے روبرو کچھ

Marfat.com

بات کی غیرت الٰہی نے جوش کیا اور یہ عتاب نازل ہوا یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

ترجمہ اے ایمان والو اونچی نہ کرو اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اور مت آواز بلند کرو ان پر بات کرنے میں جیسے بلند آواز کرتے ہو ایک دوسرے پر کہیں کارت نہ ہو جائیں عمل تمہارے اور تمکو خبر نہ ہو انتہی۔ جب یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی حضرت صدیق اکبرؓ نے قسم کھائی کہ اب حضرتؐ سے ایسی آہستہ بات کرونگا جیسے کوئی راز کی بات کہتا ہے اور حضرت عمرؓ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بات اس قدر آہستہ کیا کرتے تھے کہ دوبارہ پوچھنے کی ضرورت ہوتی تھی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے وروی کما اخرجہ من طریق طارق بن شہاب ان ابا بکر رضی اللہ عنہ لما نزلت ہذہ الآیۃ قال لا اکلمک بعدہا الا کاخی السرار وان عمرؓ کان اذا حدثہ حدثہ کاخی السرار ما کان یسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یستفہمہ کذا فی الشفاء وشرحہ لعلی القاری اور تفسیر در منثور میں ہے واخرج احمد وعبد بن حمید والبخاری ومسلم وابو یعلے فی معجم الصحابۃ وابن المنذر والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل عن انس قال لما نزلت یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الی قولہ وانتم لا تشعرون وکان ثابت بن قیس بن شماس رفیع الصوت فقال انا الذی کنت ارفع صوتی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبط عملی انا من اہل النار وجلس فی بیتہ حزینا ففقدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانطلق بعض القوم الیہ فقالوا فقدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک قال انا الذی ارفع صوتی فوق

Marfat.com

صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم واظہر لہ بالقول حبط عملی وانا من اہل النار فاتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبروہ بذلک فقال بل ہو من اہل الجنۃ فلما کان یوم یمامہ قتل

ترجمہ روایت کی بخاری اور مسلم وغیرہ نے کہ جب نازل ہوئی یہ آیہ کریمہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا ثابت بن قیس بن شماس نے کہا کہ میری ہی آواز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر بلند ہوتی تھی۔ کیونکہ وہ بلند آواز تھے۔ اب میرے اعمال حبط ہو گئے اور میں دوزخی ہو گیا اس غم میں گھر سے کئی روز باہر نہیں نکلے۔ یہاں تک کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ وہ کہاں ہیں۔ تب چند صحابہ ان کے گھر گئے اور دریافت فرمائی کا حال بیان کر کے پوچھا کہ تم حاضر کیوں نہیں ہوتے کہا میری ہی آواز حضرت کی آواز سے بلند ہوا کرتی ہے جس سے میرے اعمال حبط ہیں اور ٹھکانا دوزخ ہے صحابہ نے یہ واقعہ حضرت سے کہا ارشاد ہوا یہ بات نہیں وہ جنتی ہیں چنانچہ جنگ یمامہ میں وہ شہید ہو گئے انتہیٰ۔ اور ایک روایت یہ ہے واخرج ابن جریر والطبرانی والحاکم وصححہ وابن مردویہ عن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس قال لما نزلت ہذہ الآیۃ یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول قعد ثابت فی الطریق یبکی فمر عاصم بن عدی بن عجلان فقال ما یبکیک یا ثابت قال ہذہ الآیۃ اتخوف ان تکون فی نزلت وانا صیت رفیع الصوت فمضی عاصم بن عدی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ خبرہ قال اذہب فادعہ لی فجاءہ فقال ما یبکیک یا ثابت قال انا صیت اتخوف ان تکون ہذہ الآیۃ نزلت فی فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تعیش حمیدا وتدخل الجنۃ قال رضیت

Marfat.com

ولا ارفع صوتی ابداً علی صوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فانزل اللہ ان الذین
یغضون اصواتہم عند رسول اللہ الآیۃ ترجمہ روایت کی ابن جریر اور حاکم وغیرہ نے
محمد بن قیس بن شماس سے کہ جب نازل ہوئی آیۃ شریفہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ تو ثابتؓ بن قیس پر نہایت صدمہ ہوا یہانتک کہ راستہ
میں بیٹھ گئے اور زار زار رونے لگے کہ ہائے سب اعمال اکارت گئے۔ اس
حالت میں کہیں عاصم ابن عدی کا اُدھر سے گزر ہوا پوچھا کیوں روتے ہو
ثابتؓ نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ یہ آیت میرے ہی باب میں نازل ہوئی ہے کیونکہ
میری ہی آواز بلند ہے عاصمؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر
انکا واقعہ بیان کیا حضرت نے فرمایا انکو میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ حاضر
ہوئے حضرتؐ نے براہ شفقت پوچھا کہ کس چیز نے تمکو رلایا۔ کہا یا رسولؐ اللہ
میری آواز بہت بلند ہے ڈرتا ہوں میں کہ شاید یہ آیت میرے ہی باب میں
نازل ہوئی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم راضی نہیں۔ اس بات
پر کہ عیش و زندگی تمہاری پسندیدہ ہو اور قتل کیئے جاؤ تم اچھی حالت میں
اور جنت میں داخل ہو جاؤ کہا راضی ہوں میں یا رسولؐ اللہ اور پھر رسولؐ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کروں گا۔ انتہیٰ۔ غور کیجائے ہے
کہ صرف اتنی بے ادبی کہ بات کہنے میں آواز بلند ہو جائے۔ اُس کی یہ سزا ٹھہرائی
گئی۔ کہ صحابہؓ کے تمام اعمال اور عمر بھر کی جانفشانیاں حبط اور اکارت ہو جائیں
جن کے ایک عمل کے برابر ہماری ساری عمر کے اعمال نہیں ہو سکتے چنانچہ
صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ اگر کوئی شخص کوہ اُحد کے برابر سونا خیرات کرے

Marfat.com

تو صحابی کے ایک مد بلکہ آدھی مد کے برابر نہیں ہو سکتا جس کا وزن پاؤ سیر سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ پھر اس سزا کو دیکھئے تو یہ وہ سزا ہے جو کافروں کے واسطے مقرر ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُوْنَ۔ اب یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ منشا اس کا کیا تھا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ حلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ بلند آواز سے بات کرنا تو کیا کافروں نے دندان مبارک کو شہید کر دیا اور اقسام کی اذیتیں پہنچائیں مگر کچھ نہ کہا بلکہ اور دعائیں دیں کما فی الشفا وروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما کسرت رباعیتہ وشج وجہہ یوم احد شق ذلک علی اصحابہ شدیدا وقالوا لو دعوت علیہم فقال انی لم ابعث لعانا ولکن بعثت داعیا ورحمۃ اللہم اہد قومی فانہم لا یعلمون انتہٰی۔ قال القاریؒ فی شرحہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان مرسلاً وآخرون موصولاً۔ اور تواضع کی یہ کیفیت تھی۔ کہ لبادات دست بوسی سے منع فرما دیا اس ارشاد کے ساتھ کہ یہ طریقہ عجمیوں کا ہے کہ اپنے سلاطین کی دست بوسی کیا کرتے ہیں اور میں ایک شخص تمہیں میں کا ہوں کما فی الشفا عن ابی ہریرۃؓ دخلت السوق مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاشتری سراویل وقال للوزان زن وارجح وذکر القصۃ قال فوثب الی ید النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقبلہا فجذب یدہ وقال ہذا تفعلہ الاعاجم بملوکہا ولست بملک انما انا رجل منکم۔ اور اگر کوئی تعظیم کے لئے اٹھنا چاہتا تو منع فرما دیتے کما فی الشفا عن ابی امامۃؓ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوکیا علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضا حالانکہ خود احادیث

Marfat.com

سے عموماً اجازت اس قیام کی ابھی ثابت ہوئی اور احادیث سے دست بوسی
بلکہ پا بوسی بھی ثابت ہے انشاء اللہ تعالیٰ کسی موقع میں اُس کا بھی ذکر آجائے گا۔
الحاصل اس قسم کی صدہا حدیثیں ہیں جن سے ظاہر ہے کہ حضرتؐ کی سی تواضع
اور اخلاق دُوسرے سے ممکن نہیں اور کیونکر ہو سکے حضرتؐ کے وہ اخلاق تھے
جنکی تعریف میں حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ یعنے یقیناً آپ
بہت بڑے خلق پر ہو۔ اور خوش خلقی کا جزو اعظم یہی صفت ہے۔ کیونکہ یہ
بات تو تجربہ سے بھی ظاہر ہے کہ جس میں تواضع نہیں ہوتی وہ شخص خوش خلق
نہیں ہوتا اور جس شخص کے اخلاق درست ہوتے ہیں اس میں تواضع ضرور
ہوتی ہے۔ غرض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور خوش خلقی کی وجہ
سے وہ آداب جو حضرتؐ کے ساتھ متعلق ہیں مسلمانوں کو شرعاً معلوم ہونیکی
کوئی صورت نہ تھی۔ سوائے اس کے کہ خود حق تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بیان
فرما دے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس آیہ شریفہ میں ایک ادنیٰ سی بات کو ذکر فرمایا
کہ اگر کوئی شخص حضرتؐ کے روبرو پکار کے بات کرے اُسکی تمام کی کرائی محنتیں
اور سارے اعمال اکارتھ اور برباد ہو جائیں گے۔ اب عاقل کو چاہیئے۔ کہ
اسپر قیاس کر لے کہ جب ادنیٰ سی بے ادبی اور گستاخی کا انجام یہ ہو تو اور
گستاخیوں کا کیا حال ہوگا۔ یہاں اور ایک بات سمجھ رکھنا چاہیئے کہ اتنی
سی گستاخی کی جو اسقدر سخت سزا ٹھیرائی گئی اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
کوئی درخواست نہ تھی بلکہ منشا اُسکا صرف غیرت الٰہی تھا کہ اپنے حبیب کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کسی قسم سے نہ ہونے پائے اسی وجہ سے صحابہ ہمیشہ

Marfat.com

خائف و ترساں رہتے تھے کہ کہیں ایسی حرکت کوئی صادر نہ ہو جس سے غیرت الٰہی جوش میں آجائے پھر جب حضرت اس عالم سے تشریف لے گئے تو کیا ہو سکتا ہے کہ حضرت کی محبوبیت یا غیرت کبریائی میں کوئی فرق آگیا ہو نعوذ باللہ من ذلک کوئی مسلمان اس کا قائل نہ ہوگا کیونکہ صفات الٰہیہ میں کسی قسم کا تغیر ممکن نہیں پس ہر مسلمان کو چاہیئے کہ آیہ موصوفہ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ کو ہمیشہ پیش نظر رکھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظاہر اور باطن میں ایسا مودب رہے جیسے صحابہ تھے۔ اور یہ نہ سمجھے کہ صرف حضرت کے رُوبرو ادب کی ضرورت تھی اب نہیں اس لئے کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ حامی ہے **الحاصل** بلند آواز سے حضرت کے روبرو بات کرنے والوں کی وہ سزا ٹھہری جو مذکور ہوئی۔ اور جو لوگ کمال ادب کے ساتھ دبی آواز سے بات کیا کرتے تھے انکی یہ سرفرازی ہوئی جو ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ **ترجمہ** جو لوگ دبی آواز سے بولتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہی ہیں۔ وہ جن کے دلوں کو آزمایا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے پرہیزگاری کے انہیں کے لئے مغفرت اور بخشش ہے اور ثواب ہے بڑا انتہیٰ۔ سبحان اللہ کس قدر رحمت اور فضل الٰہی مودبوں کے لئے موج زن ہے کہ اگرچہ گناہگار ہوں علاوہ مغفرت گناہ کے بہت بڑے ثواب کا وعدہ دیا جا رہا ہے۔ **شعر**

ادب نبوی کا ثمرہ

سرمایہ ادب بکف آور کہ این متاع   آنرا کہ ہست فیض ابد آیدش بدست

Marfat.com

آیہ شریفہ سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ ادب ہر کس وناکس کو نصیب نہیں ہو سکتا
یہ دولت اُن لوگوں کے حصہ میں رکھی ہے جن کے دل امتحان آلہی میں پورے
اترے اور جنہیں کامل طور پر صلاحیت تقوی کی موجود ہے اور حق تعالے
فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ
وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ ترجمہ جو لوگ پکارتے ہیں آپکو حجروں کے پیچھے سے یقیناً اکثر اُن کے
عقل نہیں رکھتے اور اگر صبر کرتے وہ وہ جب تک کہ نکلتے آپ اُنکی طرف تو اُن کو
بہتر تھا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے مہربان انتہیٰ اس آیہ شریفہ میں جن لوگوں
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برآمد ہونے کا انتظار نہ کرکے پکارنا شروع کیا۔
انکی نسبت ارشاد ہوتا ہے کہ وہ بے عقل ہیں اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا اُنکے
دماغوں میں کچھ فتور تھا جس کی وجہ سے اُنکو مجنوں کہا جائے یا اور کوئی بات
ہے یہ تو کسی کتاب میں نہ ملے گا کہ وہ چند دیوانے تھے جو اتفاق کرکے آئے
اور گڑ بڑ کرکے چلے گئے۔ بلکہ کتب احادیث وتفاسیر سے ثابت ہے۔ کہ
بہت بڑے ہوشیار اور ساری قوم کے مدبر لوگ منتخب ہو کر اس غرض سے
آئے تھے کہ شعر وسخن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر اور خطیب
سبقت لیجائیں اور ذہن وذکاوت کی داد دیں باوجود اس کے بیوقوف بنائے
جا رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ منشا اُس کا کچھ اور ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ
جب تک کسی کی عقل سلیم میں کجی نہیں ہوتی بزرگوں کی برابری کا دعوی نہیں کرتا۔
اگر کچھ بھی عقل ہو تو آدمی سمجھ سکتا ہے۔ کہ برگزیدگان حق کے ساتھ برابری

Marfat.com

کیونکر ہو سکے گی۔ اس لئے کہ یہ تو صرف حق تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے الحاصل
بیوقوفی کا اطلاق اس جماعت پر اسی وجہ سے ہوا کہ بارگاہ رسالت میں بے
ادبی سے پیش آئے اگر کہا جائے کہ جائز ہے کہ کفر کی وجہ سے یہ اطلاق ہوا ہو جس سے عقل
معاد کی نفی ہو گئی۔ تو ہم کہیں گے کہ اس آیۂ شریفہ میں کفر کا کہیں ذکر نہیں بلکہ
یہ حکم ان لوگوں پر ہوا جو متصف اس بے ادبی کے ساتھ تھے اور علم بلاغت و اصول
میں مصرح ہے کہ ایسے موقعوں میں وصف مسند الیہ کو تاثیر اور دخل ہوا کرتا ہے
چنانچہ ابن تیمیہ نے بھی صارم مسلول میں لکھا ہے قلنا لا ریب انہ لا بد لکل صفۃ
تاثیر فی الحکم والا فالوصف العدیم التاثیر لا یجوز تعلیق الحکم بہ کمن قال من
زنی واکل جلد پس ثابت ہوا کہ اس حکم میں کفر کو دخل نہ تھا بلکہ مدار اس کا اسی
بے ادبی پر ہے جو مذکور ہوئی۔ الحاصل حماقت اور بیوقوفی بے ادبوں کی نص
قطعی سے ثابت ہے تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ صحابہؓ کا یہ حال تھا
کہ اگر حضرتؐ کو پکارنا منظور ہوتا تو ناخنوں سے دروازہ کو ٹھوکتے اور یہ
لوگ کہیں سے آئے ہوئے تھے۔ ابو عثمان مغربیؒ کہتے ہیں کہ بزرگوں اور اولیاء
اللہ کی خدمت میں براہ ادب پیش آنا آدمی کو مدارج علیا تک پہنچاتا ہے چنانچہ
ایک جماعت علماء کا یہ حال تھا کہ اگر کسی بزرگ کی خدمت میں جاتے تو بیٹھ رہتے
جب تک کہ وہ خود نکلتے ابو عبیدہ قاسم بن سلام کہتے ہیں کہ میں نے کسی عالم
کا دروازہ نہیں ٹھوکا۔ بلکہ جب جاتا بیٹھ رہتا جب تک وہ خود نکلتے کیونکہ حق
تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ انتہی ملخصاً
من التفسیر۔ سبحان اللہ علمائے حقانی کی رائے کیا ہی صائب ہوتی ہے

Marfat.com

بزرگوں کے ادب کرنے کو بھی اس آیۂ شریفہ سے استنباط کیا ہر چند حدیث شریف من لم یوقر کبیرنا وغیرہ سے بھی اس موقع میں استدلال ہو سکتا تھا مگر جب استناد خود آیۂ شریفہ پر ہو سکا تو نورٌ علی نور ہو گیا بہر حال معلوم ہوا کہ اس آیۂ شریفہ سے عموماً بزرگانِ دین کی تعظیم اور اُن کا ادب مستفاد ہو سکتا ہے۔ مگر یہ بات شاید ہر ایک کے سمجھ میں نہ آئے گی۔ اس فہم کے لئے وہ لوگ خاص ہیں جنکی طبیعتیں ادب کے ساتھ مناسبت رکھتی ہیں وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ وَهُوَ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ اور بعض لوگ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حسب عرف وعادت صرف نام کے ساتھ پکارتے اُن کو ادب سکھایا گیا کہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ترجمہ مت ٹھہراؤ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بلانا درمیان اپنے اُسکے برابر جو بلاتا ہے تم میں ایک کو ایک انتہی تفسیر درمنثور میں روایت ہے۔ اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابونعیم فی الدلائل عن ابن عباسؓ فی قولہ لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا قال کانوا یقولون یا محمد یا ابا القاسم فنہاہم اللہ عن ذلک اعظاما لنبیہٖ فقالوا یا نبی اللہ یارسول اللہ واخرج ابونعیم فی الدلائل عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ لاتجعلوا دعاء الرسول الخ یعنی کدعاء احدکم اخاہ باسمہ ولکن وقروہ وعظموہ وقولوا یا رسول اللہ یانبی اللہ واخرج ابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاہد فی الایۃ قال امرہم ان یدعوہ یا رسول اللہ فی لین وتواضع ولا یقولوا یا محمد فی تجہم واخرج عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم عن قتادہ فی الایۃ قال امر اللہ ان یہاب نبیہ وان یبجل وان یعظم وان یفخم ویشرف ترجمہ

Marfat.com

بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف نام اور کنیت کے ساتھ پکارتے تھے جیسے کوئی اپنے بھائی کو پکارتا ہے پس منع فرمایا حق تعالیٰ نے اس سے مقصود یہ کہ کل عجز و نیاز کے ساتھ یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ کہہ کے پکارا کریں جس سے عظمت و شرف اور تعظیم و توقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہوا کرے۔ انتہیٰ ملخصاً۔ الحاصل حق تعالیٰ کو اتنی بات بھی ناگوار ہے کہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شخص نام لے کر پکارے اور طرفہ یہ ہے کہ خود حق تعالیٰ نے بھی تمام قرآن شریف میں حضرت کو نام کے ساتھ کہیں خطاب نہ فرمایا بلکہ جب خطاب کیا یا ایہا النبی وغیرہ صفات کمالیہ ہی ذکر کئے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ کمال درجہ کی عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معلوم کرانا حق تعالیٰ کو منظور ہے۔ ورنہ وہی حضرت آدم اور دوسرے انبیائے اولوالعزم علیہم السلام ہیں کہ جنکو باوجود اس جلالت شان کے نام ہی کے ساتھ برابر خطاب ہوا کیا۔ جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے۔ شعر

یا آدم است با پدر انبیا خطاب		یا ایہا النبیؐ خطاب محمدی است

یہاں سے ایک بات اور بھی معلوم ہوئی کہ قرآن شریف میں گویا ایک قسم کا التزام نعت نبوی کا کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ ظاہر ہے کہ مقصود ندا سے یہی ہوتا ہے کہ منادا اپنی ذات سے ندا کرنے والے کی طرف متوجہ ہو تو چاہیئے کہ ندا ان الفاظ کے ساتھ ہو جو منادی کی ذات پر دلالت کریں۔ اس مقصود کے پورا کرنے میں علم یعنے نام درجہ اوّل میں سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اصلی غرض اس سے یہی ہے کہ ذات پر دلالت کرے۔ پھر کسی خاص صفت کے ساتھ ندا جو جائز ہے

Marfat.com

اسکی یہی وجہ ہوگی کہ اُس سے ذات پر دلالت ہو جاتی ہے جو اس مقام میں مقصود بالذات ہے ورنہ معنی وصفی جو زاید علی الذات اور مقتضی نکارت ہیں اُس کو ندا کے ساتھ جو مقتضی تعیین ہے کوئی مناسبت نہیں۔ بہر حال منادی کا علم ذکر نہ کرکے اوصاف جو ذکر کئے جاتے ہیں وہاں دو مقصود پیش نظر ہوتے ہیں۔ ایک توجہ منادی کی دوسری توصیف اگرچہ کہ باعتبار ندا کے توصیف ایک امر زاید ہے لیکن اس وجہ سے کہ قصداً اوصاف ذکر کئے جاتے ہیں توصیف بھی وہاں ایک امر مستقل اور مقصود بالذات ہو جاتی ہے۔ اب اس تقریر کو ما نحن فیہ پر منطبق کیجئے کہ حق تعالیٰ نے جو اوصاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ندا کے ساتھ ذکر کئے ہیں اگرچہ کہ وہاں ندا مقصود بالذات ہے۔ مگر خاص اوصاف ہی کو ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ نعت بھی ایک مقصد اصلی اور مستقل براسہ ہے ورنہ مثل اور انبیا علیہم السلام کے نام مبارک کے ساتھ ندا فرماتا پھر جب تمامی قرآن شریف میں یہ التزام کیا گیا تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حق تعالیٰ کو کس قدر نعت شریف کا اہتمام منظور ہے شعر

باوصافش رسیدن کے تواند انبیا اورا	کجا نعتش نمیگوید بہ نخواند خدا اورا

دوسرے مقام پر حق تعالیٰ فرماتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا ترجمہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے مت کہو راعنا اور کہو انظرنا انتہی۔ درمنثور میں اس آیت کی تفسیر میں یہ روایتیں نقل کی ہیں اخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابی صخر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ادبر ناداه من کانت لہ حاجۃ من المومنین فقالوا ارعنا سمعک فاعظم اللہ رسولہ ان یقال

Marfat.com

ذلک واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم والطبرانی عن ابن عباسؓ فی قولہ تعالیٰ لاتقولوا
راعنا قال کانوا یقولون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ارعنا سمعک وانما راعنا کقولک عاطنا
واخرج ابن جریر وابن المنذر عن السدی قال کان رجلان من الیہود مالک
بن الصیف ورفاعۃ بن زید اذ لقیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالا لہ وہما یکلمانہ راعنا
سمعک واسمع غیر مسمع فظن المسلمون ہذا شی کان اہل الکتاب یعظمون انبیاءہم
فقالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک فانزل اللہ یا ایہا الذین آمنوا لاتقولوا راعنا
الایۃ واخرج ابونعیم فی الدلائل عن ابن عباسؓ فی قولہ لاتقولوا راعنا ذلک انہا
سب بلغۃ الیہود فقال تعالیٰ قولوا انظرنا یرید اسمعنا فقال المومنون بعدہا
من سمعتموہ یقولہا فاضربوا عنقہ فانتہت الیہود بعد ذلک ترجمہ ابن عباسؓ
سے روایت ہے کہ بعض یہود جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرتے۔ تو
اثنائے کلام میں لفظ راعنا کہا کرتے تھے جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ ہماری بات
کی مراعات کیجئے اور سماعت فرمائیے۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ شاید یہ کوئی عمدہ
بات ہے اور اہل کتاب اسکو انبیا کی تعظیم میں کہا کرتے ہیں اس لئے اُس کا استعمال
شروع کیا۔ مگر اس وجہ سے کہ یہ کلمہ لغت یہود میں دشنام کے محل میں بھی مستعمل تھا
حق تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔ پھر تو مسلمانوں نے یہ حکم دے دیا۔ کہ جس سے
یہ کلمہ سنو اُس کی گردن ماردو۔ اس کے بعد پھر کسی یہودی نے یہ کلمہ نہ کہا انتہیٰ
ملخصاً حاصل یہ کہ ہر چند صحابہ اس لفظ کو نیک نیتی سے تعظیم کے محل میں
استعمال کیا کرتے تھے۔ مگر چونکہ دوسری زبان میں گالی تھی۔ حق تعالیٰ نے
اس کے استعمال سے منع فرمادیا۔ اب یہاں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جس لفظ

Marfat.com

کنایۃً بھی توہین مراد نہ تھی بلکہ صرف دوسری زبان کے لحاظ سے استعمال اُس کا
جائز ٹھہرا تو وہ الفاظ ناشایستہ جنمیں صراحۃً کسرشان ہو کیونکر جائز ہوں گے
اگر کوئی کہے کہ مقصود ممانعت سے یہ تھا کہ یہود اس لفظ کو استعمال نہ کریں تو
نہیں گے کہ یہ بھی ہوسکتا ہے مگر اس میں شک نہیں کہ نہی صراحۃً خاص مومنین
ہوئی جن کے نزدیک یہ لفظ محل تعظیم میں مستعمل تھا اسمیں نہ یہود کا ذکر ہے۔
اُن کے لغت کا۔ اگر صرف یہی مقصود ہوتا تو مثل اور اُن کی شرارتوں کے اس کا
بھی بیان ہو جاتا۔ صرف مومنین کو مخاطب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس
قسم کے الفاظ نیک نیتی سے بھی استعمال کرنا درست نہیں پھر سزا اُس کی
ٹھیرائی گئی کہ جو شخص یہ لفظ کہے خواہ کافر ہو یا مسلمان اُسکی گردن ماردی جاوے
الغرض اگر کوئی مسلمان بھی یہ لفظ کہتا تو اس وجہ سے کہ وہ حکم عام تھا بیشک مارا
جاتا اور کوئی یہ نہ پوچھتا کہ تم نے اُس سے کیا مُراد لی تھی۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ جو
الفاظ خاص توہین کے محل میں مستعمل ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت استعمال کرنا خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً کس درجہ قبیح ہوگا اگر صحابہ کے روبرو
جن کے نزدیک راعنا کہنے والا مستوجب قتل تھا کوئی اس قسم کے الفاظ کہتا تو
کیا اُسکے قتل میں کچھ تامل ہوتا یا یہ تاویلات باردہ مفید ہوسکتیں؟ ہرگز نہیں
مگر اب کیا ہوسکتا ہے سوائے اس کے کہ اُس زمانہ کو یاد کرکے اپنی بے بسی پر رو یا
کریں۔ اب وہ پُرانے خیالات والے پختہ کار کہاں جن کی حمیت نے اسلام
کے جھنڈے مشرق و مغرب میں نصب کر دیتے تھے۔ ان خیالات کے جھلملاتے
ہوئے چراغ کو آخری زمانہ کی ہوا دیکھ نہ سکی۔ غرض میدان خالی پاکر

Marfat.com

ازواج النبی

جس کا جی چاہتا ہے کمال جرأت کے ساتھ کہہ دیتا ہے۔ پھر اس دلیری کو دیکھئے۔ کہ جو گستاخیاں اور بے ادبیاں جو قابل سزا تھیں انہیں پر ایمان کی بنا قائم کی جا رہی ہے جب ایمان یہ ہو تو بے ایمانی کا مضمون سمجھنے میں البتہ غور و تامل درکار ہے۔ اور اس آیت شریفہ میں بھی حق تعالیٰ نے ایک قسم کی تادیب کی ہے قولہ تعالیٰ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ، اِنْ تُبْدُوْا شَيْـــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ترجمہ نہیں لائق ہے تم کو کہ ایذا دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو تم اُن کے ازواج مطہرات کو کبھی بعد اُن کے یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر ظاہر کرو تم کچھ یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے انتہی درمنثور میں لکھا ہے اخرج البیہقی فی السنن عن ابن عباسؓ قال قال رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو قد مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوجت عائشۃ او ام سلمۃ فانزل اللہ تعالیٰ ماکان لکم ان تؤذوا رسول اللہ الایۃ ترجمہ روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ صحابہ میں سے کسی شخص نے کہا تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما دینگے تو عایشہ یا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرے گا اُس کے ساتھ ہی یہ آیۂ شریفہ نازل ہوئی مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ آخر تک انتہی اسمیں شک نہیں کہ کسی کے وفات کے بعد اُسکی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا عموماً جائز ہے۔ اور جنہوں نے سادگی سے یہ بات کہی تھی صحابی تھے۔ جن کا نام بھی بعض روایات میں مذکور ہے اب آپکی نسبت یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ کسی قسم کا

Marfat.com

خیال فاسد کیا ہو باوجود اسکے جو یہ عتاب ہو رہا ہے اس سے ظاہر ہے کہ خیال بھی خالی از بے ادبی نہ تھا۔ کیونکہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و غیرت کا کچھ خیال نہ کیا اور یہ نہ سمجھا کہ جو بات حضرت کی زندگی میں ہے بعد وفات شریف کے بھی ابدالاباد وہی بات ہے۔ اب اس عتاب کو دیکھئے کہ اس میں کس قدر تشدد کیا گیا ہے کہ اس قسم کی بات کو صرف دل میں لانا بھی ایک امر خطرناک قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ اس موقع میں جو ارشاد ہے (کہ جو کچھ تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے) ظاہر ہے کہ مقصود اس سے تخویف ہے ورنہ کَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا کہنے کی ظاہراً کوئی ضرورت نہ تھی **الحاصل** حرام ہونا ازواج مطہرات کا تمامی امت پر بعد وفاتِ شریف کے دلیل واضح اس پر ہے کہ حرمت و تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد وفات شریف کے بھی بحال خود ہے اگر کہا جائے کہ نکاح ازواج مطہرات کا بعد وفات شریف کے اس لئے درست نہ تھا کہ حضرت زندہ موجود ہیں۔ تو ہم کہیں گے کہ یہ امر واقعی ہے ہمیں بھی اسمیں کچھ کلام نہیں لیکن اگر صرف یہی وجہ ہوتی تو شہدا کی بیویوں کا نکاح بھی درست نہ ہوتا جن کی حیات بھی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کما قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ پس معلوم ہوا کہ نکاح مذکور کی ممانعت اس وجہ سے تھی کہ حرمت و عزت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد وفات کے بھی دلوں میں متمکن رہے اور کوئی مسلمان اس قسم کا خیال بھی نہ کرے جس میں کسی قسم کی بے ادبی لازم آجائے اور اس آیہ شریفہ میں بھی ادب کی تعلیم کی گئی ہے۔ قال اللہ تعالےٰ

Marfat.com

لا تدخلوا بیوت النبی

یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی
طعام غیر ناظرین اناہ ولکن اذا دعیتم فادخلوا فاذا طعمتم
فانتشروا ولا مستانسین لحدیث ان ذلکم کان یؤذی النبی
فیستحیی منکم واللہ لا یستحیی من الحق ترجمہ اے وہ لوگو جو ایمان لا
مت جاؤ گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر جو حکم ہو کھانے کے واسطے نہ انتظار کرتے
اسکے پکنے کا لیکن جب بلائے جاؤ تم تب جاؤ اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جا
اور مت بیٹھے رہو باتوں میں جی لگائے ہوئے البتہ یہ کام ایذا دیتا ہے۔ نبی صل
اللہ علیہ وسلم کو اور شرم کرتے ہیں وہ تم سے اور اللہ تعالیٰ نہیں شرم کرتا ہے سچی
بات سے انتہی حاصل یہ کہ ایکبار بعض صحابہ کھانا کھانے کے بعد دولت خا
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑی دیر ٹھہرے رہے چنانچہ اس قسم
کی عادت بھی ہے۔ ان کی وجہ سے نہ حضرتؐ اپنے مشاغل میں مصروف ہو س
نہ مروت سے کچھ فرما سکے غرض یہ کہ یہ امر کسی قدر باعث گرانی خاطر ہوا ساتھ
حق تعالیٰ نے یہ حکم قطعی نازل فرما دیا جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جس چیز سے
گرانی خاطر مبارک یا کسی قسم کا ملال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتا ہو حق تعا
کو کمال ناپسند اور نہایت ناگوار ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ شاید بعض لوگ
سمجھتے ہونگے کہ قرآن شریف صرف توحید اور احکام معلوم کرانے کے لئے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے یہی غرض ہے اور قرآن
یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؐ کے اتباع کی مثال ایسی سمجھی جاتی ہے جیسے کو
شخص راستہ جاننے والا چلا جا رہا ہو تو اس کے پیچھے پیچھے چلنا منزل مقصو

Marfat.com

تک پہنچ جانے کے لئے کافی ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ پیچھے چلنے والے کو ضرور نہیں کہ اُس کا ادب بھی کیا کرے۔ مگر یقین ہے کہ جب ان آیات میں غور و تامل کیا جائیگا۔ تو ضرور یہ بات معلوم ہو جائے گی۔ کہ قرآن شریف علاوہ ان احکام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آداب بھی معلوم کراتا ہے۔ یا یُوں کہئے کہ یہ ادب منجملہ ان احکام کے ہے۔ جن کے بیان کی کفالت قرآن شریف کررہا ہے۔ اب یہاں قیاس کی ضرورت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ گرانی خاطر کا لحاظ حق تعالیٰ کو اسقدر ہے کہ جن اُمور کو ذاتی میں شرم سے کچھ نہ فرما سکیں خُود اپنے کلام قدیم میں مقصود حضرتؐ کا مع شئے زاید بیان کرکے ان اُمور سے زجر فرما دیتا ہے تو وہ سراسر کسرشان کی باتیں جن سے طبع غیور کو رنج پہنچے اور باعث ملال و غضب ہوں کس قدر غیرت و غضب الٰہی کو جوش میں لاتی ہونگی۔ اس حدیث کو دیکھئے کہ بعض لوگ جو عطا و کرم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ظاہر کرتے نہ تھے جس سے کسی قسم کا ملال حضرتؐ کو ہوتا تھا اُس کا اثر یہ ہوا کہ وہ عطیہ ان کے حق میں آتش دوزخ بنا دیا گیا۔ چنانچہ حاکمؒ نے مستدرک میں روایت کیا ہے

عن عمرؓ قال دخل رجلان علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألاہ فی شیئ فدعا لہما بدینارین فاذا ہما یثنیان خیرا فقال صلی اللہ علیہ وسلم لکن فلان ما یقول فی ذلک ولقد اعطیتہ ما بین عشرۃ الی مائۃ فما یقول ذلک فان احدکم یخرج لصدقتہ من عندی متابطا وانما ہی لہ نار فقلت یا رسول کیف تعطیہ وقد علمت انہ لہ نار قال فما اصنع یابون الا ان یسالونی ویابی اللہ لی البخل ترجمہ روایت ہے

Marfat.com

عمرؓ سے کہ دو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر کچھ مانگے حضرت
نے اُنکو دو دینار منگوا دئے جسپر انہوں نے حضرتؐ کی ثنا وصفت کی حضرتؐ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ تو دو ہی دینار پر ثنا کرتے ہیں میں نے فلاں
شخص کو دس سے سو تک دئے مگر اس نے اس قسم کی ایک بات نہ کہی جو شخص
مجھ سے صدقہ لے کر بغل میں دباتے ہوتے باہر جاتا ہے۔ وہ اس کے حق میں
آگ ہے۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ پھر آپ ایسے لوگوں کو
کیوں دیتے ہو حالانکہ آپ جانتے ہو کہ وہ اُن کے حق میں آگ ہے۔ فرمایا کیا
کروں لوگ مجھ سے مانگنا نہیں چھوڑتے اور حق تعالیٰ نہیں چاہتا۔ کہ مجھ میں بخل پایا
جاتے انتہیٰ مختصاً حاکم نے مستدرک میں یہ حدیث اور اس کے کئی شواہد نقل کئے ہیں
اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب ادنیٰ گرانی خاطر اور ملال میں یہاں تک
نوبت پہنچ گئی۔ تو ایذا رسانی کا کیا حال ہوگا۔ دیکھ لیجئے۔ تو دحق تعالےٰ
فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُوْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ترجمہ جو لوگ ایذا دیتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کو اور اُس کے رسول کو لعنت کی اللہ تعالیٰ نے اُن پر دنیا اور آخرت
میں اور تیار کر رکھا ہے اُن کے واسطے عذاب رسوائی کا انتہے۔ اگرچہ بظاہر
حق تعالیٰ نے اپنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کی یہ سزا مقرر
فرمائی ہے۔ مگر درحقیقت کس کی مجال ہے کہ حق تعالیٰ کو ایذا پہنچا سکے قال اللہ
تعالیٰ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلٌّ لَّہٗ قَانِتُوْنَ اور امام بخاریؒ
کتاب خلق افعال عباد میں نقل کرتے ہیں عن حذیفۃؓ قال قال النبی صلے اللہ

ان الذین یوذون اللہ و رسولہ

Marfat.com

علیہ وسلم ان اللہ یصنع کل صانع وصنعتہ وتلا بعضھم عند ذلک واللہ خلقکم وما تعملون فاخبران الصناعات واھلہا مخلوقۃ۔ ترجمہ روایت ہے۔ حذیفہ رضی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے ہر صانع کو اور اُس کی صنعت کو اور پڑھی۔ بعضوں نے یہ آیت وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یعنے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تم کو اور جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔ اس میں خبر دی کہ سب کام اور کام کرنے والے مخلوق ہیں انتہیٰ اس صورت میں یہ سزا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کی ہوئی اور حق تعالیٰ نے جو اپنا نام مبارک اس آیہ شریفہ میں ذکر فرمایا مقصود اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ چنانچہ بیضاوی شریف میں ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ یان یرتکبوا ما یکرہانہ من الکفر والمعاصی او یؤذون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکسر رباعیتہ وقولھم شاعر مجنون ونحو ذلک وذکر اللہ للتعظیم لہ۔ یا یوں کہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا حق تعالیٰ کو ایذا دینا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔ عن علی رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اذی شعرۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ رواہ ابن عساکر کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے۔ علی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے ایذا پہنچائی۔ میرے ایک بال کو تو اُس نے مجھ کو ایذا دی۔ اور جس نے مجھ کو ایذا دی تو یقیناً اس نے اللہ تعالےٰ کو ایذا دی انتہےٰ۔ یہی وہ مثال جس کا مطلب یہ تھا کہ مقصود کو پہنچنے کے لئے صرف ہادی کا اتباع کافی ہے نہ محبت و تعظیم۔ سو یہ مثال یہاں بالکل صادق نہیں آسکتی

Marfat.com

اس لیئے کہ اس مثال کی یہ بھی ایک صورت ہوسکتی ہے کہ اگر اس قسم کے ہادی کا اتباع کرنے والا دل میں اس سے بغض بھی رکھے مگر پیچھے پیچھے چلے جائے تو بھی منزل مقصود کو پہنچ جائے گا۔ اور یہاں یہ بات بالکل ممکن نہیں۔ کیونکہ یہاں بغض تو کیا اگر محبت اور جان نثاری میں کسی قدر کسر رہ جائے۔ تو مقصود تک پہنچنا تو ایک امر دور دراز ہے۔ سردست ایمان ہی کے صادق آنے میں دشواری پڑ جائے گی۔ دیکھ لیجئے خود حضرتؐ کیا فرماتے ہیں۔ عن عبداللہ بن ہشام قال قال رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ رواہ احمد ذکرہ فی کنز العمال پس اس سے معلوم ہوا کہ راہ خدا کا چلنے والا مثل اس شخص کے نہیں ہوسکتا جو ضرورۃً ہر کس و ناکس کے ساتھ ہولے اور کسی گاؤں کو پہنچ جائے۔ دوسری خرابی اس مثال میں یہ ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے صرف اتنا ہی مقصود ہے۔ کہ راستہ معلوم ہو جائے جس کو بیان فرما دیا اب حضرتؐ سے کچھ غرض اور احتیاج باقی نہیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ کوئی آدمی انبیا تک قیامت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ حدیث شفاعت سے جو مشہور اور صحاح میں وارد ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سختی اور پریشانی کی حالت میں تمام اولین و آخرین انبیا سے التجا کریں گے۔ کہ کچھ راستہ نکالیں۔ مگر کسی سے کچھ نہ ہو سکے گا آخر سب محتاج اس بات کے ہوں گے کہ ہمارے حضرتؐ لب شفاعت ہلادیں۔ چنانچہ یہیں سے انکی سب مشکلیں آسان ہوں گی اور حرام ہے کہ جنت کا دروازہ

سی دوسرے کے واسطے کھلے جبتک حضرتؐ وہاں تشریف نہ لے جائیں۔ چنانچہ

ارشاد ہوتا ہے عن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرمت الجنۃ علی

الانبیاء کلہم حتی ادخلہا وحرمت علی الامم کلہم حتی تدخلہا امتی قط فی الافراد

قال الحافظ ابن حجر فی اطرافہ وہو صحیح علی شرطک کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت

ہے عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت حرام ہے انبیاء پر

جبتک میں اُس میں داخل نہ ہوں اور حرام ہے تمام اُمتوں پر جب تک میری

امت اُس میں داخل نہ ہو اور حافظ ابن حجرؒ نے اطراف میں لکھا ہے۔ کہ یہ

حدیث صحیح ہے شرط حاکم پر انتہٰی۔ اب بتائیے کونسا مسلمان اوّلین و آخرین سے

ہوگا جسکو منزل مقصود تک پہنچنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف احتیاج

نہ ہو۔ اس مضمون کی احادیث انشاء اللہ تعالیٰ بحسب موقع آیندہ لکھی

جائیں گی۔ اور اس آیۂ شریفہ میں بھی ایک قسم کے ادب ہی کی تعلیم ہے قال

اللہ تعالیٰ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ ترجمہ پس

قسم ہے آپ کے رب کی کہ اُن کو ایمان نہ ہوگا۔ یہانتک کہ حاکم جانیں آپ کو

اُس چیز میں کہ جھگڑیں آپس میں اور نہ پاویں جی میں تنگی اُس چیز سے کہ حکم کریں

آپ اور مان لیویں فرمانبرداری کے ساتھ انتہٰی۔ یہ بات تو ہر شخص جانتا

ہوگا۔ کہ مقدمہ ہار دینے والے کے دل پر کس قدر صدمہ گزرتا ہوگا۔ کہ صرف

اُس خیال سے بے دریغ روپیہ صرف کرنا اُس پر کچھ دشوار نہیں ہوتا اور

بعض وقت غیرت و حمیت والوں کو طرف مقابل کے غلبہ اور اپنی مغلوبی کے

Marfat.com

وقت جان سے گزر جانا بھی آسان دکھائی دیتا ہے۔ خصوصاً اہلِ عرب کو جس کی غیرت وحمیت کے وقائع سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ ایسے حمیت والوں کو یہ حکم ہو رہا ہے کہ اگر کسی کے خلاف مرضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماویں جس میں جیت طرف ثانی کی رہی تو بھی لازم ہے کہ اُس حکم کو اس طور سے مانے کہ دل کی کیفیت بدلنے اور تنگدلی آنے نہ پائے۔ اور اس کے ساتھ تصریح اس امر کی بھی کی گئی۔ کہ جہاں دل کی کیفیت بدلی تو سمجھ جاؤ۔ کہ ہنوز اُس دل میں ایمان آیا ہی نہیں۔ ہر چند یہ بات سمجھ میں نہ آئے گی۔ کہ باوجود اس کے کہ تنگدلی کا سبب موجود ہو یعنے حکم خلاف مرضی پایا جائے اور دل کی کیفیت نہ بدلے یہ کیونکر ہو سکے گا۔ اس لئے کہ یہ مسئلہ قابل تسلیم ہے۔ کہ دل کی کیفیتیں مثل خوشی غمی وغیرہ آدمی کے اختیار سے باہر ہیں۔ لیکن اس کو یوں سمجھنا چاہیئے کہ جب کسی کے ساتھ کمال درجہ کی محبت ہوتی ہے۔ تو اُس کی کوئی بات بُری نہیں معلوم ہوتی۔ مثل مشہور ہے۔ ضرب الحبیب زبیب پھر صحابہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال محبت کو مدار ایمان سمجھتے تھے۔ اُن کو حکم عالی سے تنگدلی کیونکر ہو سکتی تھی۔ **الحاصل** یہ آیۂ شریفہ اہل اسلام کو ایک محک امتحان عطا فرمائی ہے۔ جس سے نقد محبت وایمان کا امتحان ہو جایا کرے۔ اور ضعیف الایمان لوگوں کو اس میں یہ ادب سکھایا گیا کہ اگر یہ درجہ نصیب نہ ہو تو چاہیئے۔ کہ بتکلف اپنے باطن کو ادب کے ساتھ آراستہ کیا کریں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ناراضی ظاہر کرنا یا دل میں رکھنا کمال درجہ کی بے ادبی ہے۔ اور اس آیۂ شریفہ

Marfat.com

میں بھی ادب سکھایا گیا ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ترجمہ اور کیوں نہ جب تم نے اسکو سنا تھا کہا ہوتا ہمکو نہیں لائق کہ منہ پر لائیں یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ بڑا بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو سمجھاتا ہے کہ پھر نہ کرو ایسا کام کبھی اگر ہو تم ایمان والے انتہی۔ منافقوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت ایک ایسی بات مشہور کی تھی جسکی حکایت بھی مذموم سمجھی جاتی ہے جب ہر طرف اُس کا چرچا ہونے لگا صحابہ نے بھی اس خبر کو حیرت سے آپس میں ذکر کیا ہر چند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر میں نہایت حلم کو کام فرمایا۔ مگر حق تعالیٰ کو یہ کب گوارا تھا کہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس میں کسی قسم کا دھبہ مسلمانوں کے خیال میں لگے ساتھ ہی غیرت کبریائی جوش میں آئی اور کمال عتاب سے فرمایا کہ اس خبر کے سنتے ہی تم نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ یہ بہتان ہے پھر فرمایا کہ خدا کا فضل تھا کہ تم بچ گئے ورنہ سخت عذاب میں مبتلا کئے جاتے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ۔ ترجمہ اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر دنیا اور آخرت میں تو البتہ پہنچتا تم کو اس چرچا کرنے میں عذاب بڑا جب لینے لگے تم اس خبر کو اپنی زبانوں پر اور بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں

Marfat.com

اور تم سمجھتے ہو اُس کو ہلکی بات اور وہ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑی ہے انتہیٰ۔
اس میں شک نہیں کہ جن لوگوں نے یہ خبر اُڑائی تھی منافق تھے۔ جیسا کہ اس آیۂ شریفہ
سے معلوم ہوتا ہے وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ جس
کی تفسیر میں مفسّرین نے لکھا ہے کہ مراد اس سے عبداللہ بن ابی ابن سلول ہے
جو سرغنہ منافقوں کا تھا۔ مگر صحابہ یہ تو جانتے ہی نہ تھے کہ وہ لوگ منافق ہیں کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جن کو دشمنوں کی بھی پردہ دری منظور نہ تھی)
منافقوں کے نام عموماً بتلائے نہ تھے جس سے سننے والے جان لیتے کہ منشا اس
خبر کا انہیں موذیوں کا خبث باطن ہے پھر ان حضرات کے نزدیک کونسی دلیل
تھی جس سے اس خبر کی قطعاً تکذیب کر دیتے اور اس عام شہرت کو باطل
سمجھتے۔ اگر نفس خبر کو دیکھئے تو شرعاً اور عرفاً ہر طرح سے محتمل صدق و کذب
ہے اور اگر مخبروں کے تعدد اور خبر کی شہرت کا لحاظ کیجئے۔ تو دوسری جانب
کی ترجیح ہوئی جاتی ہے۔ باوجود اس کے کلام الٰہی جو زجر و توبیخ کر رہا ہے
کہ اُس کی تکذیب میں تامل کیوں کیا۔ پھر اُس پر علاوہ یہ سرزنش کہ خدائے
تعالےٰ کا فضل تھا۔ جو بچ گئے۔ ورنہ اس معاملہ میں سخت عذاب نازل
ہوتا اس کی کوئی وجہ ظاہر معلوم نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ پاس
ادب میں تساہل کیا گیا مقتضائے ادب اور حسن عقیدت یہی تھا کہ صاف
کہہ دیتے کہ ازواج مطہرات جن کو ایک خاص نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ حاصل ہے اُن کی شان میں ہم ایسا گمان فاسد ہرگز نہیں
کر سکتے اس خبر کی تکذیب کے واسطے یہ ایک قرینہ ایسا کافی و وافی تھا

Marfat.com

کہ اسکے مقابل اگر ہزار شہرت ہو قابل التفات نہیں الحاصل اس معاملہ میں ایک قسم کی کسر شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لازم آتی تھی۔ اس لئے ان آیات میں مسلمانوں کی تادیب کردی گئی اور اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوا کہ ہمیشہ اس قسم کے امور سے احتراز اور اجتناب کیا کریں۔ چنانچہ ارشاد ہے یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگرچہ کہ سوائے اس کے اور بہت آیات ہیں جن میں تعلیم ادب کی گئی ہے۔ مگر چونکہ طالب حق کو اس قدر بھی کافی ہوسکتی ہیں اس لئے اسی پر اکتفا کرکے اب چند وہ حدیثیں نقل کی جاتی ہیں جن سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنا ثابت ہے اگر اہل ادب ان احادیث کو اپنا پیشوا بنالیں تو بیشک بلاخوف وخطر منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔ دارقطنیؒ نے کتاب المجتبیٰ میں روایت کیا ہے۔ عن ابی جہم قال اقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بیر جمل اما انہ من غائط او بول فسلمت علیہ فلم یرد علی السلام فضرب الحایط بیدہ فمسح بہا وجہہ ثم ضرب اخری فمسح ذراعیہ الی المرفقین ثم رد علی السلام وفی حدیث ابن عمر قال انہ لم یمنعنی ان ارد علیک السلام الا انی لم اکن علی طہور ترجمہ روایت ہے ابی جہم سے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاجت بشری سے فارغ ہوکر بیر جمل کی طرف سے تشریف لارہے تھے میں نے سلام عرض کیا۔ حضرت نے جواب اُس وقت نہ دیا پھر تیمم کرکے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ سلام کا جواب دینے سے کوئی چیز مانع نہ تھی سوائے اس کے کہ مجھے طہارت نہ تھی انتہی ملخصاً ظاہر ہے کہ لفظ وعلیکم السلام کوئی آیت قرآنی نہیں جس کے

پڑھنے کے لئے طہارت کا اہتمام کیا جائے اگرچہ حدث اصغر سے طہارت قرأت آیت کے واسطے بھی شرط نہیں۔ مگر چونکہ سلام حق تعالیٰ کا نام ہے اس وجہ سے بلا طہارت اس کو زبان پر جاری کرنے سے تامل فرمایا۔ اور گویا اس سے تعلیم بھی مقصود تھی۔ کہ ایسے امور سے گو اجازت ہو احتراز کرنا اولیٰ اور انسب ہے

اور سنن ابوداؤد میں یہ روایت ہے۔ عن ابن عمر قال اتی نفر من یهود فدعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی القف فاتاھم فی بیت المدراس فقالوا یا ابا القاسم ان رجلاً منا زنا بامراۃ فاحکم بینھم فوضعوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسادۃ تجلس علیھا ثم قال ایتونی بالتوراۃ فاتی بھا فنتزع الوسادۃ من تحتہ ووضع التوراۃ علیھا وقال آمنت بک وبمن انزلک ثم قال ایتونی باعلمکم فاتی بفتی شاب ثم ذکر قصۃ الرجم نحو حدیث مالک عن نافع ۔[1]

ترجمہ روایت ہے ابن عمرؓ سے چند شخص قوم یہود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ قف تک تشریف لے چلیں۔ (جو ایک مقام مدینہ کے قریب ہے) چنانچہ حضرتؐ بیت مدراس میں تشریف لے گئے اور مسند پر تشریف رکھے جو حضرتؐ کے لئے بچھائی گئی تھی پھر انہوں نے عرض کی کہ ہم میں سے ایک شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اس باب میں آپ حکم فرمائیں کہ کیا سزا دی جائے۔ حضرتؐ نے ان سے توریت منگوائی جب وہ لائی گئی۔ تو حضرتؐ مسند سے علیحدہ ہو کر اس پر توریت رکھ دی پھر فرمایا کہ میں تجھ پر اور جس نے تجھ کو نازل کیا اس پر ایمان لایا پھر فرمایا کسی ایسے شخص کو بلاؤ جو تم میں بڑا عالم ہو چنانچہ ایک جوان آیا اور رجم توریت سے ثابت

[1] ابو داؤد

دیا۔ جس کا یہود کو انکار تھا انتہی ملخصًا۔ اس حدیث سے ثابت ہے۔ کہ
وجودیکہ اُس زمانہ میں توریت تحریف و تصحیف سے خالی نہ تھی۔ مگر حضرت نے
اُس کا بھی ادب کیا۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ روایت ہے جس کو
کنز العمال میں نقل کیا ہے عن جابرؓ قال دخلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مکۃ وفی البیت وحول البیت ثلثمائۃ وستون صنما تعبد من دون اللہ فامر بہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکبت کلہا لوجوہہا ثم قال جاء الحق وزہق الباطل
ان الباطل کان زہوقا ثم دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البیت فصلی
فیہ رکعتین فرای فیہ تمثال ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق قد جعلوا فی ید ابراہیم
الازلام یستقسم بہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قاتلہم اللہ ما کان
ابراہیم یستقسم بالازلام ثم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بزعفران فلطخہ
بذلک التماثیل انتہی۔ ترجمہ روایت ہے جابرؓ سے کہ ہم مکہ معظمہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داخل ہوئے اُس وقت بیچ کعبہ شریف میں اور
اُس کے اطراف تین سو ساٹھ بت تھے۔ جن کی پرستش ہوا کرتی تھی آنحضرت
نے حکم فرمایا۔ جتنے بت تھے سب سرنگوں ہو گئے۔ پھر فرمایا جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ
الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا اس کے بعد خانہ کعبہ میں تشریف لے
گئے اور دو رکعت نماز پڑھ کر دیکھا کہ حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق
علیہم السلام کی تصویریں رکھی ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کی تصویر کے ہاتھ
میں تیر دے رکھے ہیں جس سے کفار فال دیکھا کرتے تھے اور فرمایا خدا اُن کو قتل
کرے ابراہیم علیہ السلام تو تیروں سے فال نہیں لیتے تھے پھر حضرت نے زعفران منگوا کر

Marfat.com

تصویروں کو لگا دیا جس سے وہ مشتبہ ہو گئیں انتہیٰ۔ ظاہر ہے کہ یہ تصویریں بھی
بتوں ہی کے قطار میں تھیں جن کی توہین کا حکم ہو چکا تھا اور فی الواقع اُن
تصویروں کو اُن حضرات سے نسبت ہی کیا تھی وہ تو چند احمقوں نے اپنی
طبیعت سے جیسے چاہا بنا لیا تھا۔ مگر اتنی بات تو ضرور تھی کہ نام اُن حضرات
کا وہاں آ گیا تھا جس کے لحاظ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اگرچہ
بھی تو معطر زعفران سے ورنہ مٹانے والی چیزوں کی وہاں کچھ کمی نہ تھی سمجھا
کس قدر پاس ادب تھا کہ جہاں بزرگوں کا نام آ گیا پھر وہ چیز کیسی ہی
کی باطل ہی کیوں نہ ہو مگر اُس کے ساتھ بھی خاص ایک قسم کی رعایت ادب
بھی کی گئیں۔ جب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کا رتبہ حق تعالیٰ کے نزدیک
ابراہیم علیہ السلام اور تمام انبیا سے بڑھا ہوا ہے۔ ایسی بے اصل چیز
ساتھ بلحاظ نام رعایت ادب کریں۔ تو ہم آخری زمانہ کے مسلمانوں کو کس
ادب اُن آثار کے ساتھ کرنا چاہیئے جن کا بطور واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
طرف منسوب ہونا لاکھوں مسلمانوں کے عقیدوں سے ثابت ہے۔ اگر ہم
فرض کیا کہ واقع میں وہ چیزیں منسوب بھی نہیں۔ مگر آخر نام تو آ گیا
لحاظ بھی ضرور ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے ابھی ثابت ہوا سطرفہ یہ ہے
عقیدہ والوں کو اُلٹا مشرک بناتے ہیں اگر سلسلہ اس کلام کا بڑھایا جا
تو ظاہر ہے کہ انتہا اسکی کہاں ہوگی۔ اور بروایت ابی ایوب انصاری
یہ حدیث صحاح ستہ میں وارد ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اذا اتیتم الغائط لا تستقبلوا القبلۃ ولا تستدبروھا ببول ولا غائط

Marfat.com

پاخانے کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ اور منہ کرنے سے حضرتؐ نے منع فرمایا۔
اس سے صرف ادب قبلہ کا پیش نظر تھا۔ چنانچہ یہی بات صراحۃً بھی وارد ہے
کما فی کنز العمال عن سراقہ بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا اتی احدکم الغائط فلیکرم قبلۃ اللہ فلا یستقبلن القبلۃ رواہ حرب
بن اسمٰعیل والطبری وابو حاتم وعبدالرزاق موقوفاً مسنداً ترجمہ طبری اور
ابو حاتم اور عبدالرزاق وغیرہم نے روایت کیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جاوے کوئی شخص قضائے حاجت کو تو اللہ تعالےٰ کے
قبلہ کی تکریم اور بزرگی کرے اور منہ نہ کرے اس طرف اور اسی میں یہ روایت
بھی ہے عن الحسن مرسلاً قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جلس یبول
قبالۃ القبلۃ فذکر فتحرف عنہا اجلالاً لہا لم یقم من مجلسہ حتی یغفر لہ رواہ الطبرانی
وفیہ کذاب ترجمہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سہواً پیشاب کے
وقت قبلہ کی طرف منہ کرے پھر یاد آتے ہی پھر جائے بخیال تعظیم قبلہ کے تو قبل
اٹھنے کے بخشے جاتے ہیں گناہ اس کے انتہیٰ اگر عقل نارسا سے کام لیا
جائے تو یہ بات کبھی سمجھ میں نہ آئے گی کہ ان حالتوں میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ
کرنا منع کیوں ہوا خصوصاً اس مقام میں جہاں سے کعبہ شریف سینکڑوں
ہزاروں کوس دور ہو۔ اگر اس موقع میں کوئی شخص کہے کہ کعبہ شریف
از قسم جمادات ہے اور اسکی طرف صرف نماز میں متوجہ ہونا امتثال امر کے لئے
کافی تھا ہمیشہ اسکی تعظیم دل میں جمائے رکھنا اور سوائے حالت نماز کے
بھی اس کا ادب کرنا کیا ضرور تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس قسم کے

Marfat.com

اُموریں عامیوں کے سمجھ کو کچھ دخل نہیں ۔ جو لوگ آداب داں ہیں اُن کی خود طبیعت گواہی دیتی ہے کہ ذوات فاضلہ اور اماکن شریفہ کے ساتھ ہر حالت اور ہر وقت میں خواہ قریب ہوں یا بعید مودب رہنا ضرور ہے اور جس کی طبیعت میں یہ بات نہ ہو اگر طالب صادق ہے تو اس کو اتنا ضرور ہے کہ اس قسم کے تعلیمات میں غور اور فکر کیا کرے تاکہ معلوم ہو کہ دین میں ادب کی کس قدر ضرورت ہے کسی بزرگ کامل بالغ النظر نے کہا ہے ۔

ادبوا النفس ایہا الاحباب	طرق العشق کلہا آداب
مایۂ دولت ابد ادب است	پایۂ رفعت خرد ادب است
چیست آں داد بندگی دادن	بر حدود خدائے استادن
قول و فعل از شنیدن و دیدن	بموازین شرع سنجیدن
باحق و خلق و شیخ و یار و رفیق	رہ سپردن بمقتضائے طریق
حرکات جوارح و اعضا	راست کردن بحکم دین ہدا
خطرات و خواطر و اوہام	پاک کردن ز شوب نفس تمام
دین و اسلام در ادب طلبی است	کفر و طغیاں ز شوم بے ادبی است

جب بیت اللہ شریف کو بسبب شرافت اضافت یہ رتبہ حاصل ہو ۔ کہ ہر نزدیک اور دور والے پر اس قسم کا ادب ضرور ٹھہرایا گیا ۔ تو جس کو ذری بھی بصیرت ہو تو سمجھ سکتا ہے کہ خاص حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آداب کی کس قدر ضرورت ہو گی ۔ ہر چند سوائے اس کے اور بہت آیات و احادیث وارد ہیں جن میں تعلیم ادب

Marfat.com

کی گئی ہے مگر چونکہ طالب حق کو اس قدر بھی کافی ہو سکتی ہیں اس لئے اسی پر اکتفا
کرکے اب چند آداب صحابہ کے نقل کئے جاتے ہیں - اگرچہ ممکن نہیں کہ آداب
ان حضرات کے کما ینبغی تحریر میں آسکیں اس لئے کہ ادب ایک کیفیت قلبی
کا نام ہے جس سے اقسام کے آثار و افعال ظہور میں آتے ہیں - اس کو بیان
کرنا امکان سے خارج ہے مگر ان چند آثار کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے
کہ اہل اسلام اُن حضرات کی کیفیت قلبی کو پیش نظر رکھ کر اُس قسم کی کیفیت
قلبی حاصل کرنے کو شش کریں - یہ بخاری شریف میں ہے - عن سہل بن
سعد الساعدی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذہب الی بنی عمرو بن
عوف لیصلح بینہم فحانت الصلوۃ فجاء المؤذن الی ابی بکرؓ فقال اتصلی
للناس فاقیم قال نعم فصلی ابو بکر فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس
فی الصلوۃ فتخلص حتی وقف فی الصف فصفق الناس وکان ابو بکر لا یلتفت
فی صلوتہ فلما اکثر الناس التصفیق التفت فرائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاشار الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امکث مکانک فرفع ابو بکر
رضی اللہ عنہ یدیہ فحمد اللہ علی ما امرہ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما انصرف
قال یا ابا بکر ما منعک ان تثبت اذ امرتک فقال ابو بکر ما کان لابن ابی قحافۃ
ان یصلی بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مالی رایتکم اکثرتم التصفیق من رابہ شئی فی صلوتہ فلیسبح فانہ اذا سبح التفت
الیہ وانما التصفیق للنساء ترجمہ روایت ہے سہل بن سعد ساعدیؓ سے کہ
ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح

ادب صحابہ

ادب صدیق اکبر

Marfat.com

کرانے کے واسطے تشریف لے گئے جب نماز کا وقت ہوا موذن نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھ کر اقامت کہی اور انہوں نے امامت کی اس عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہو گئے اور صف میں قیام فرمایا جب مصلیوں نے حضرت کو دیکھا دستکیں دینے لگے اس غرض سے کہ صدیق اکبر رض خبردار ہو جائیں کیونکہ اُن کی عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف دیکھتے نہ تھے۔ جب صدیق اکبر رض نے دستکوں کی آواز سُنی گوشہ چشم سے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں پیچھے ہٹنے کا قصد کیا۔ حضرت نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی ہی جائے پر قایم رہو صدیق اکبر رض نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اس نوازش پر کہ حضرت نے امامت کا امر فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور پیچھے ہٹ کر صف میں کھڑے رہ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے جب نماز سے فارغ ہوئے فرمایا کہ اُے ابوبکر جب خود میں نے تمہیں حکم کر چکا تھا تو تم کو اپنی جائے پر کھڑے رہنے سے کون چیز مانع ہوئی عرض کیا یا رسول اللہ ابی قحافہ کا بیٹا اس لائق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھ کر نماز پڑھائے انتہی ملخصاً۔ اور مسلم شریف میں ہے عن ابی سحاق قال سمعت البراء بن عازب یقول کتب علی بن ابی طالب رض الصلح بین النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبین المشرکین یوم الحدیبیۃ فکتب ہذا کاتب علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا لاتکتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلو نعلم انک رسول اللہ لم نقاتلک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی امحہ فقال ما انا بالذی امحاہ فمحاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ الحدیث ترجمہ روایت ہے براء بن عازب رض سے کہ علی کرم اللہ وجہہ نے جب وہ صلحنامہ لکھا جو آنحضرت صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے اور کفار کے درمیان حدیبیہ کے دن ٹھہرا تھا جس میں یہ عبارت تھی
ہذا ما کاتب علیہ محمد رسول اللہ مشرکوں نے کہا کہ لفظ رسول اللہ مت لکھو
کیونکہ اگر رسالت مسلم ہوتی تو پھر لڑائی کیا تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس لفظ کو مٹادو انہوں نے عرض کیا کہ میں وہ
شخص نہیں ہوں جو اس لفظ کو مٹا سکوں حضرت نے خود اس کو اپنے ہاتھ سے
مٹایا انتہی۔ اب یہاں تعمق نظر کی ضرورت ہے کہ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پیچھے ہٹنے سے منع فرمایا اور علی کرم اللہ وجہہ
کو لفظ موصوف مٹانے کا امر فرمایا تھا مگر اُن حضرات سے امتثال نہ ہو سکا۔ حالانکہ
حق تعالیٰ فرماتا ہے مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ
فَانْتَھُوْا ترجمہ جو دیں تم کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تو لو اسکو اور جس چیز سے
منع کریں باز رہو انتہی اور دوسرے محل میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا کَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ
الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا
مُّبِیْنًا ترجمہ اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا نہ عورت کا جب ٹھہرا دے اللہ اور اُس کا
رسول کچھ کام کہ اُن کو رہے اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم چلا اللہ کے اور
اُس کے رسول کے سو راہ بھولا صریح چوک کر انتہی یہاں ایک خلجان پیدا ہوتا
ہے جس کے دفعیہ کے لئے تعمق نظر درکار ہے وہ یہ ہے کہ اس کا تو انکار ہی
نہیں ہو سکتا کہ اُن حضرات سے عدول حکمی عمل میں آئے وہ بھی کس موقع میں
خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس روبرو سے حکم فرما رہے ہیں اور اس کا

Marfat.com

بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ اُن حضرات میں گویا سرتابی کا مادہ ہی نہ تھا اس بڑھکر انقیاد کیا ہو کہ ایک اشارہ پر جان دینا اُن کے پاس کوئی بڑی بات نہ تھی۔ اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ عدول حکمی خلاف مرضی خدا و رسول تھی کیونکہ اگر یہ بات ہوتی تو خود حضرت انکو زجر فرما دیتے بلکہ کوئی آیت نازل ہو جاتی اس لئے کہ ان حضرات کی تادیب کا لحاظ بیش از بیش مرعی تھا اس وجہ سے کہ ایک عالم کے مقتدا ہونے والے تھے غرض ان تمام اُمور پر نظر ڈالنے سے پریشانی ہوتی ہے مگر یہ خلجان اس طرح سے دفع ہو سکتا ہے کہ ان حضرات کا پاس ادب جو تھے دل سے تھا وہ کچھ ایسا با فروغ تھا کہ اُسکے مقابلہ میں وہ عدول حکمی قابل التفات نہ ہوئی۔ اگر اس حالت کو خیال کیجئے۔ بشرطیکہ دل میں وقعت و عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل طور پر ہو تو معلوم ہو گا کہ اُن حضرات کے دلوں کا اس وقت کیا حال ہو گا۔ اُدھر خود بنفس نفیس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم رُو برو سے حکم فرما رہے ہیں اور ایک طرف سے آیات و احادیث باواز بلند کہہ رہے ہیں کہ خبردار امر واجب الانقیاد سے سرمو انحراف نہ ہونے پائے اور ادھر ادب کا دل پر اس قدر تسلط ہے کہ امتثال کے لئے نہ ہاتھ یاری دیتے ہیں نہ پاؤں آخراں دونوں صدیقوں کو ادب نے اس قدر مجبور کیا کہ امتثال امر ہو ہی نہ سکا اور اُنہوں نے وہی کیا جو مقتضائے ادب تھا۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب نص قطعی کے مقابلہ میں آخر ادب ہی کی ترجیح ہوئی تو دین میں اُس کو کس قدر با وقعت اور ضروری چیز سمجھنا چاہیئے۔ شعر

بشد ادب نجسلہ طاعت محمود	طاعت بے ادب ندارد سود

اسی طرح امام شافعیؒ کا ادب ہے جو امام سیوطیؒ نے تنزیہ الانبیا عن تشبیہ الاغبیا
میں امام سبکیؒ کی کتاب ترشیح سے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ نے بعض تصانیف
میں وہ قصہ نقل کیا جو کسی شریف عورت نے کچھ چرایا تھا اور حضرت نے اُس
کے قطع ید کا ارادہ فرمایا اور کسی نے سفارش کی پھر وہ حدیث نقل کیا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت فرمایا کہ اگر فلاں عورت بھی (جو ایک شریفہ
تھیں) چراتیں اُن کا بھی ہاتھ قطع کرتا) امام سبکیؒ لکھتے ہیں۔ کہ امام شافعیؒ
کا ادب دیکھو کہ حدیث شریف میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام مصرح ہے
اگر بعینہٖ حدیث نقل کر دیتے تو کوئی بے موقع بات نہ تھی۔ لیکن از راہ کمالِ
ادب صراحتہً نام مبارک کو ذکر نہ کیا۔ سبحان اللہ کیا ادب تھا کہ حالانکہ الفاظ
حدیث کو بعینہٖ نقل کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے اور وہ نام مبارک جو حدیث شریف
میں وارد ہے لفظ لو کے تحت میں ہے جو محال پر علی سبیل فرض محال آتا ہے مگر با ایں ہمہ
چونکہ حدیث شریف میں مقام توہین میں وارد تھا اس لئے ادب نے اجازت نہ دی
کہ اُس نام مبارک کو صراحتہً ذکر کریں گو حدیث میں وارد ہے۔ سچ ہے جو مقربین
بارگاہ ہوتے ہیں اُنہیں کو ادب نصیب ہوتا ہے ہر کس و ناکس میں وہ صلاحیت
کہاں اور کنز العمال میں یہ روایت ہے قال ابن الاعرابی ردی ان اعرابیا
جاء الی ابی بکر فقال انت خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا قال
فما انت قال الخالفۃ بعدہ **ترجمہ** روایت ہے کہ ایک اعرابی ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ
ہو فرمایا نہیں۔ کہا پھر کیا ہو۔ کہا خالفہ ہوں بعد حضرت کے انتہی۔ جوہری

Marfat.com

نے صحاح میں لکھا ہے فلاں خالفۃ اہل بیتہ اذا کان لاخیر فیہ یعنے خالفہ اُس شخص کو کہتے ہیں جو کسی گھر کے سب لوگوں میں ایسا ہو جس میں کچھ خیر نہ ہو چونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں صدیق اکبرؓ کو ادب اجازت نہ دی کہ اپنے آپ کو اس لفظ کے مصداق سمجھیں اور اس کو ایسے طور سے بدلا جس میں مادہ خلافت باقی رہی اور ادب بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ حالانکہ خلافت آپکی قطع نظر اجماع کے خود احادیث سے کنایۃً بلکہ صراحۃً ثابت ہے جب صدیق اکبرؓ اپنے کو حضرت کے خلیفہ کہنے میں تامل کریں تو اب ان لوگوں کو کیا کہنا چاہیئے۔ جو کمال فخر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھائی پنے کی نسبت لگائے جاتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ اس برابری سے مقصود کیا ہے اگر اپنے کو ادھر ملانا اور اپنی فضیلت ظاہر کرنا منظور ہے تو وہ خصوصیات کہاں جو نہ کسی نبی مرسل کو نصیب ہوئیں۔ اور نہ کسی فرشتہ مقرب کو۔ اور اگر تنزل شان اور اپنے ساتھ برابر کر دینا مطلوب ہے تو اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا کا مضمون صادق آجائے گا۔ جس کا حال ابھی معلوم ہوا۔ اور پھر اُن ازلی سابقوں کو کیا کریں گے جنہوں نے ذات والا کو تمامی کائنات سے منتخب کر کے ابدالآباد کے لیئے علو شان اور برتری منزلت کا خاتمہ اور منتہی بنا دیا۔ غرض دونوں صورتوں میں کوئی ایسی بات نہ نکلے گی جس سے مقصود حاصل ہو سکے اس صورت میں مثل عمرؓ کے نسبت عبدیت اور غلامی کی کیوں نہ جمائیں جس سے کچھ کام نکلے اور بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے۔ عن ابی الحویرث قال سمعت عبدالملک بن مروان یقول لقباث بن اشیم الکنانی

ثم اللیثی یا قباث انت اکبرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اکبر منی وانا اسن منہ ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عام الفیل و وقفت بی امی علی روث الفیل محیلا اعقلہ۔
ترجمہ روایت ہے ابی الحویرث سے کہ پوچھا عبدالملک بن مروان نے
قباث بن اشیم سے کہ تم اکبر یعنے بڑے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بڑے تھے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے تھے اور میں عمر میں زیادہ
ہوں اسلئے کہ ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عام فیل میں ہے
اور مجھے یاد ہے کہ میری والدہ اسی ہاتی کی لید کے پاس مجھے لے کر کھڑی تھیں
انتہی۔ ملخصاً اور یہ روایت بھی اسی دلائل النبوۃ میں ہے سال عثمان بن
عفان قباث بن اشیم اخا بنی یعمر بن لیث انت اکبر او رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکبر منی وانا اقدم منہ فی المیلاد
ورایت خذق الفیل اخضر محیلا ورواہ محمد بن بشار عن وہب ابن جریر
فقال خذق الطیر اخضر۔ ذ قولہ محیلا یقال احالت الدار واحولت اتی
علیہ حول وکذلک الطعام وغیرہ فہو محیل ۱۲ صحاح) خلاصہ مضمون اس
روایت کا یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں قباث سے اسی قسم کا
سوال کیا تھا۔ جو روایت سابق میں ہے اور انہوں نے جواب دیا کہ حضرت
اکبر تھے اور ولادت میری بیشتر ہے۔ اور عباس رضی اللہ عنہ نے بھی
یہی ادب ملحوظ رکھا چنانچہ ابن عساکر اور ابن نجار نے روایت کیا ہے
عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قال قیل للعباس رضی اللہ عنہ انت اکبر

Marfat.com

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ہو اکبر منی وانا ولدت قبلہ کردا ابن النجار کذا فی کنز العمال **ترجمہ** روایت ہے ابن عباس رضؓ سے کہ پوچھا کسی نے عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپ اکبر ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا اکبر حضرت تھے لیکن میں حضرت سے پیشتر پیدا ہوا انتہی اور صدیق اکبرؓ نے بھی کمال ادب سے یہی عرض کیا عن یزید بن الاصم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر انا اکبر او انت قال انت اکبر و اکرم و انا لاسن منک حم فی تاریخہ وخلیفۃ بن خیاط کر قال ابن کثیر مرسل غریب جدا کذا فی کنز العمال **ترجمہ** روایت ہے یزید بن الاصم سے کہ استفسار فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ میں بڑا ہوں یا تم۔ عرض کیا کہ آپ اکبر اور اکرم ہیں اور عمر میری زیادہ ہے روایت کیا اُسکو امام احمد بن حنبل نے تاریخ میں اور خلیفہ بن خیاط اور ابن عساکر نے انتہی۔ اب اس ادب کو دیکھئے کہ باوجودیکہ اس موقع میں لفظ اکبر اور اسن دونوں کے ایک معنی ہیں۔ مگر اس لحاظ سے کہ لفظ اکبر مطلق بزرگی کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے صراحۃً اُسکی نفی کردی اور مجبوراً لفظ اسن کو ذکر کیا۔ کیونکہ صراحۃً مقصود پر دلالت کرنے والا سوائے اس کے کوئی لفظ نہ تھا۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ جن کی تعظیم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ادب میں یہ حال ہو تو ہم کو کس قدر ادب کا لحاظ رکھنا چاہیئے اور سنن ابی داؤد میں ہے عن عبید بن فیروز قال سالت البراء بن عازبؓ ما لا یجوز فی الاضاحی فقال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

علیہ وسلم واصابعی اقصر من اصابعہ وانا ملی اقصر من انا ملہ فقال اربع لا تجوز فی الاضاحی العوراء بین عورہا والمریضۃ بین مرضہا والعرجاء بین ظلعہا والکسیر التی لا تنقی الحدیث ترجمہ روایت ہے عبید بن فیروز کہتے ہیں کہ براء بن عازبؓ سے میں نے پوچھا کہ کن جانوروں کی قربانی درست نہیں۔ کہا کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں اور میری انگلیاں چھوٹی ہیں حضرت کی انگلیوں سے پھر فرمایا کہ چار قسم کے جانور ہیں جن کی قربانی درست نہیں ایک وہ جسکی آنکھ پھوٹی ہو اور جو سخت بیمار ہو اور جس کا لنگ ظاہر ہو اور جو نہایت دبلی ہو انتہی۔ خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں پہلے دست مبارک کے اشارہ سے تعیین فرما دیا کہ چار جانور ہیں جن کی قربانی درست نہیں پھر اُن کی تفصیل کی براء بن عازبؓ نے جب اس واقعہ کو بیان کیا۔ ادب نے اجازت نہ دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی حکایت اپنے ہاتھ سے کریں۔ آخر عذر ظاہر کیا کہ میری انگلیاں چھوٹی ہیں جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے ساتھ کچھ نسبت نہیں۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ چار کا اشارہ ہاتھ سے کرنے میں مقصود صرف تعیین عدد ہے ظاہراً نہ اس میں کوئی مساوات کا شائبہ ہے نہ سوئے ادب باوجود اس کے ادب صحابیت نے دست مبارک کی حکایت کو بھی گوارا نہ کیا جس سے تشبیہ لازم آجاتی تھی اب دوسرے آداب کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے۔ ہر چند اعتراض کی نگاہ سے دیکھنے والوں کو یہاں شاید موقع مل جائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے کب فرمایا کہ اس قسم کے آداب کیا کریں - مگر جو لوگ منجانب اللہ موفق ہیں -
صحابہ کے عمل پر کبھی اعتراض نہ کریں گے بلکہ بمقتضائے حدیث شریف اصحابی کالنجوم
کے اُن کے عمل کو اپنا مقتدا بنا کر ہر بات میں اس امر کا لحاظ رکھیں گے کہ اس
بارگاہ مقدس میں کوئی ایسی نسبت نہ لگائی جائے جس سے کسی قسم کی بے ادبی
لازم آجائے اس مضمون کو کسی بزرگ نے کیا ہی خوش اسلوبی کے ساتھ ادا
کیا ہے شعر نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم ؛ زانکہ نسبت بسگ کوئے تو
شد بے ادبی : اور کنز العمال میں یہ حدیث ہے عن عثمانؓ قال لقد اختبات
عند اللہ عشراً انی لرابع الاسلام قد زوجنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتیہ
وقد بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی ہذہ الیمنی فمامست بہا ذکری
ولا تغنیت ولا تمنیت ولا شربت خمراً فی جاہلیۃ ولا اسلام وقد قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من یشتری ہذہ الربعۃ ویزیدہا فی المسجد ولہ بیت فی الجنۃ
فاشتریتہا وزدتہا فی المسجد ش وابن ابی عاصم فی السنۃ ترجمہ روایت ہے
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے کہ امانت رکھی ہیں - میں نے
اللہ تعالیٰ کے پاس دس چیزیں - اسلام میں میں چوتھا شخص ہوں اور میرے
نکاح میں دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک صاحبزادی پھر دوسری
اور جب سے کہ بیعت کی ہے - میں نے اور ملایا سیدھا ہاتھ حضرت کے دست
مبارک سے تو پھر کبھی نہ چھوا اُس سے شرمگاہ کو - الیٰ آخر الحدیث اور اسی مضمون
کی کئی روایتیں کنز العمال میں مذکور ہیں - اور کنز العمال ہی میں یہ روایت
بھی ہے عن انسؓ قال جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل الی بستان فاتی آت

Marfat.com

فدق الباب فقال یا انسؓ قم فافتح لہ وبشرہ بالجنۃ وبالخلافۃ من بعدی قلت یارسول اللہ اعلمہ فقال اعلمہ فخرجت فاذا ابوبکر قلت لہ ابشر بالجنۃ وبالخلافۃ من بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم جاء آت فدق الباب فقال یا انسؓ قم فافتح لہ الباب وبشرہ بالجنۃ وبالخلافۃ من بعد ابی بکر قلت اعلمہ قال اعلمہ فخرجت فاذا عمر فقلت ابشر بالجنۃ وابشر بالخلافۃ من بعد ابی بکر ثم جاء آت فدق الباب فقال یا انس قم فافتح لہ الباب وبشرہ بالجنۃ وبالخلافۃ من بعد عمر وانہ مقتول فخرجت فاذا عثمان قلت ابشر بالجنۃ وبالخلافۃ من بعد عمر وانک مقتول فدخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ واللہ ما تغنیت ولا تمنیت ولا مسست ذکری بیمینی منذ بایعتک بہا قال ہو ذاک یا عثمان کر

ورواہ ع کر من طریق عبداللہ بن ادریسؒ ترجمہ روایت ہے انسؓ سے کہ تشریف لے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی باغ میں۔ پس آیا کوئی شخص اور ٹھونکا دروازہ فرمایا حضرت نے اے انسؓ دروازہ کھول دو اور خوشخبری دو اُن کو جنت کی اور یہ کہ میرے بعد وہ خلیفہ ہونگے میں نے عرض کیا اُن کو یہ بات کہہ دوں یارسول اللہ فرمایا کہہ دو جب میں نکلا تو دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ میں نے وہ بشارت اُنکو دی۔ پھر کسی شخص نے دروازہ ٹھونکا فرمایا حضرت نے اے انس دروازہ کھولدو اور اُنکو جنت کی خوشخبری دو اور یہ کہ بعد ابی بکرؓ کے وہ خلیفہ ہونگے۔ میں نے عرض کیا معلوم کرادوں اُن کو رسول اللہ فرمایا معلوم کرا دو۔ دیکھا تو عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ اُن کو بھی وہ بشارت سنا دی۔ پھر اور کسی نے دروازہ ٹھونکا۔ فرمایا حضرت نے اے

Marfat.com

انس دروازہ کھول دو اور خوشخبری دو اُنکو جنت کی اور یہ کہ بعد عمر کے وہ خلیفہ ہونگے اور قتل کئے جائیں گے جب میں نکلا تو عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کھڑے ہیں اُن سے بشارت اور قتل کا حال ذکر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کبھی نہ تغنی کی اور نہ جھوٹی بات بنائے اور نہ کبھی سیدھے ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو چھوا جب سے کہ اُس ہاتھ سے بیعت کی ہے فرمایا حضرت نے یہ وہی بات ہے اے عثمان انتہیٰ۔ اب یہاں پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیعت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ جو دیا تھا اس سے کس قسم کا اثر دستِ مبارک کا ان کے ہاتھ میں رہ گیا تھا جسکی اسقدر رعایت کی گئی۔ باطنی کا حال تو وہی لوگ جانیں جنکی باریک بیں نظریں خود شرعیہ میں بلند پروازیاں کرتی ہیں۔ لیکن ظاہر میں کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہوتی جسکو عقل متوسط تسلیم کرلے۔ رہا اعتقاد سے مان لینا وہ دوسری بات ہے اور وہ ہر کسی کو کب نصیب ہوسکتا ہے غرض کچھ بھی سہی کسی مسلمان سے یہ تو نہ ہوسکے گا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر اعتراض کرے اور فعل بھی کیسا جس پر خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضامندی کی مہر لگ ہوئی ہے پھر یہ بھی نہیں کہ اس قسم کا خیال صرف انہیں کا تھا بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ بتصریح معلوم ہو جائے گا کہ اس قسم کی باتیں اکثر کبار صحابہ و تابعین سے مروی ہیں الحاصل اگرچہ حقیقت اُسکی معلوم نہ ہوسکے لیکن اعتقاداً مان لینا پڑے گا کہ جس چیز کو دستِ مبارک یا جسم شریف کے لمس سے شرافت حاصل

Marfat.com

تو کوئی اسمیں کسی نہ کسی قسم کی فضیلت ضرور آگئی۔ دوسری یہ بات بحث طلب ہے کہ شرمگاہ میں کونسی برائی رکھی تھی جسکو وہ متبرک ہاتھ لگانا مذموم سمجھا گیا۔ اکثر احادیث وآثار سے تو ظاہر ہے کہ وہ بھی ایک عضو ہے مثل اور اعضا کے چنانچہ موطا میں ہے عن قیس بن طلق ان اباہ حدثہ ان رجلا سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل مس ذکرہ ایتوضؤ قال ہل ہو الا بضعۃ من جسدک۔ ترجمہ روایت ہے طلق سے کہ پوچھا کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا مس ذکر سے وضو ٹوٹتا ہے فرمایا وہ تو ایک مضغہ ہے تیرے جسد کا انتہی۔ اسی بنا پر علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں عن علی ابن ابی طالبؓ قال ما ابالی ایاہ امس وانفی او اذنی کذا فی الموطا للامام محمدؒ ترجمہ فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ مجھے کچھ پروا نہیں کہ ذکر کو مس کروں یا ناک کو یا کان کو یعنے ان تمام اعضا کے چھونے کا ایک حکم ہے عن ابراہیم ان ابن مسعودؓ سئل عن الوضوء من مس الذکر فقال ان کان نجسا فاقطعہ کذا فی الموطا ترجمہ روایت ہے ابراہیم سے کہ کسی نے پوچھا ابن مسعودؓ سے کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں کہا اگر وہ نجس ہے تو کاٹ ڈال انتہی۔ اس مضمون کی اور بہت سی روائتیں ہیں —

الحاصل شرعاً مس ذکر میں نجاست کی وجہ سے کوئی کراہت نہیں البتہ اگر کراہت ہے تو طبعی ہے۔ پھر اس کراہت طبعی کو ادب نے وہاں اس درجہ بڑھایا کہ مشابہ بلکہ زیادہ کراہت شرعی سے کر دیا جسکی وجہ سے عمر بھر اس فعل سے بچتے رہے اس سے معلوم ہوا کہ ادب ایک ایسی چیز ہے کہ اپنا پورا اثر کرنے میں نہ منتظر امر ہے نہ محتاج نظیر۔ بلکہ اہل ایمان میں وہ ایک قوت راسخہ ہے۔

Marfat.com

جس کو خاص ایمان کے ساتھ تعلق ہے اور منشا اُس کا عظمت و وقعت اُس
شخص یا اس چیز کی ہے جس کے آگے ادب کرنے والا اپنے کو کم درجہ اور ذلیل سمجھتا ہے
اور بخاری شریف میں ہے عن ابی رافع عن ابی ہریرۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم لقیہ فی بعض طریق المدینۃ وہو جنب فانخنست منہ فذہب فاغتسل ثم
جاء فقال این کنت یا ابا ہریرۃ قال کنت جنبا فکرہت ان اجالسک وانا
علی غیر طہارۃ فقال سبحان اللہ ان المومن لا ینجس ترجمہ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں
کہ ایک روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کے کسی راستہ
میں دیکھا چونکہ جنب تھا چھپ گیا اور غسل کر کے حاضر خدمت شریف
ہوا فرمایا کہاں تھے تم اے ابو ہریرہؓ عرض کیا۔ کہ مجھے نہانے کی ضرورت
تھی۔ اس لئے آپ کے ساتھ بغیر طہارت کے بیٹھنے کو مکروہ سمجھا فرمایا
سبحان اللہ مسلمان نجس نہیں ہوتا انتہیٰ۔ ابو ہریرہؓ اس حالت میں جو الگ
ہو گئے اس سے ظاہر ہے کہ کمال درجہ کی عظمت حضرت کی اُن کے دل میں
تھی جس نے اُنکی عقل کو مقہور کر کے اُن کے دل کو اس ادب پر مجبور کر دیا
تھا کیونکہ آخر سمجھتے تھے کہ جنابت کا جسم میں سرایت کرنا ایک امر حکمی ہے
حسی نہیں جس سے دوسرے کو کراہت ہو اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اُس کا اثر
دُوسرے تک متعدی نہیں ہو سکتا۔ ہر چند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے مسئلہ شرعیہ بیان فرما دیا کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا مگر کلام اس میں ہے کہ
اس حالت میں حاضر ہونے کو انہیں کونسی چیز مانع تھی۔ اگر نعوذ باللہ طبیعت
میں بے باکی ہوتی تو خیال کر لیتے کہ اس حالت میں مجالست سے کوئی مانع

ادب ابو ہریرہؓ

Marfat.com

ہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی خیال آسکتا تھا۔ کہ چل کر تو دیکھئے۔ اگر حضرت
منع فرما دیں تو ایک مسئلہ معلوم ہو جائے گا۔ خصوصًا اُس زمانہ میں کہ ہر
روز نئے نئے مسائل معلوم ہونے کی ضرورت سمجھی جاتی تھی۔ غرض کہ ادب
نے اُن کو جرأت کرنے نہ دیا۔ پھر حضرت نے جو مسئلہ کہ بیان فرمایا۔
اس سے یہی مقصود معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک مسئلہ شرعیہ معلوم ہو جائے۔
ان کے ادب سے اُس میں کچھ تعرض نہیں حالانکہ حضرت جانتے تھے کہ صرف
ادب کی وجہ سے وہ حاضر نہ ہو سکے۔ اگر یہ حرکت اُن کی ناگوار طبع مبارک
ہوتی تو بتصریح اس سے زجر فرما دیتے۔ اور زرقانیؒ نے شرح مواہب
لدنیہ میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ روی الطبرانی من طریق الہیثم ابن
زریق عن ابیہ عن الاسلع بن شریک ؓ قال کنت ارحل ناقۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فاصابتنی جنابۃ فی لیلۃ باردۃ فاراد صلی اللہ علیہ وسلم
الرحلۃ فکرہت ان ارحل ناقتہ وانا جنب وخشیت ان اغتسل بالماء البارد
فاموت او امرض فامرت رجلا من الانصار فرحلہا ووضعت احجاراً فاسخنت
ماءً فاغتسلت ثم لحقت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فقال یا اسلع
مالی اری راحلتک تغیرت فقلت یا رسول اللہ لم ارحلہا رحل رجل من
الانصار قال ولم فقلت انی اصابتنی جنابۃ فخشیت القر علی نفسی فامرتہ
فرحلہا ووضعت احجاماً فاغتسلت بہ فانزل اللہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی اِلٰی قَوْلِہٖ عَفُوًّا غَفُوْرًا انتہی
ترجمہ اسلع بن شریکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر

ماہ ۱۲/۶

ہیں کجاوہ باندھا کرتا تھا ایک رات مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور حضرت
نے کوچ کا ارادہ فرمایا اُس وقت مجھے نہایت تردد ہوا کہ اگر ٹھنڈے پانی
سے نہالوں تو مارے سردی کے مرجانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہے اور
یہ بھی گوارا نہیں کہ ایسی حالت میں خاص سواری مبارک کا کجاوہ اونٹنی
پر باندھوں۔ مجبوراً کسی شخص انصاری سے کہہ دیا۔ کہ کجاوہ باندھے۔
پھر میں چند پتھر رکھ کے پانی گرم کیا اور نہا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ سے جا ملا۔ حضرت نے فرمایا اے اسلع کیا سبب ہے کہ تمہارے
کجاوہ کو متغیر پاتا ہوں میں۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں نے نہیں باندھا
فرمایا کیوں؟ عرض کیا۔ اس وقت مجھے نہانے کی حاجت تھی اور ٹھنڈے
پانی سے نہانے میں جان کا خوف تھا اس لئے کسی کو باندھنے کے لئے کہہ دیا
تھا۔ اسلع کہتے ہیں۔ کہ اسی کے بعد آیہ شریفہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ الاٰیۃ نازل ہوئی جس سے سفر میں تیمم کرنے کی
ملی انتہٰی۔ امام سیوطیؒ تفسیر درمنثور میں لکھتے ہیں۔ کہ روایت کی اس حدیث
کو حسن ابن سفیان نے اپنی مسند میں اور قاضی اسمٰعیل نے احکام میں اور
طحاوی نے مشکل الآثار میں اور بغوی اور ماوردی اور دارقطنی
طبرانی اور ابو نعیم نے معرفت میں اور ابن مردویہ نے اور بیہقی نے
میں اور ضیائے مقدسی نے مختارہ میں انتہٰی۔ سبحان اللہ کیا ادب
کہ جس کجاوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے اس کو
کو حالت جنابت میں ہاتھ لگانا گوارا نہ تھا۔ اگرچہ شم انص

Marfat.com

دیکھا جائے تو منشا اُس کا محض ایمان دکھائی دے گا جس نے ایسے پاکیزہ
خیالات ان حضرات کے دلوں میں پیدا کر دئے تھے ورنہ ظاہر ہے کہ نہ عموماً
اس قسم کے اُمور کی تعلیم تھی نہ صراحتہً ترغیب و تحریص۔ اب اگر کوئی شخص
اپنی نسبت ایمان تحقیقی کا دعویٰ کر کے کہے کہ یہ خیالات ایام جہالت کے ہونگے
تو مجھے یقین نہیں آتا کہ کوئی شخص ایماندار اس کلام کی طرف التفات کرے گا۔
یا بطیب خاطر جواب دیگا۔ کیونکر ہو سکے کہ چودہویں صدی والا خوش اعتقادی
میں خیر القرون والے صحابیوں سے بڑھ جاوے۔ پھر اگر کسی قدر نظر بڑھائی
جائے تو معلوم ہو کہ سلسلہ اس الزام کا کہاں منتہیٰ ہو گا۔ کیونکہ جس امر کا
ذکر خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں ہو جائے اور اسی کے بعد
کلام الٰہی اسی کے مناسب نازل ہو ویسے خیال میں آخری زمانہ والوں کی اصلاح
کی نعوذ باللہ اگر ضرورت سمجھی جائے۔ تو دین داری کے نہایت خلاف
ہو گا۔ **الحاصل** جب اُن لکڑیوں کا اس قدر ادب کیا گیا۔ تو
معلوم ہوا کہ بزرگانِ دین کا جس قدر ادب کیا جائے۔ محمود ہے اور
مستدرک حاکم میں یہ روایت ہے۔ عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال کنا
اذا قعدنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ لم نرفع رؤسنا الیہ اعظاما لہ ہذا حدیث
صحیح علی شرط الشیخین ولا احفظ لہ علۃ ترجمہ عبد اللہ بن بریدہ اپنے باپ سے
روایت کرتے ہیں۔ کہ جب ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوتے۔ تو عظمت کے لحاظ سے کوئی شخص حضرت کی طرف
سر نہ اُٹھاتا انتہیٰ۔ کہا حاکم رح نے کہ یہ حدیث صحیح ہے شرط شیخین پر

Marfat.com

حضرت کے رُوبرو تو اس قسم کا ادب ہوتا ہی تھا وہ حضرات حدیث شریف کے حلقوں میں جب بیٹھتے تھے تو اس خضوع و خشوع کے ساتھ سر جھکائے بیٹھتے تھے کہ گویا گردنوں پر سر ہی نہیں۔ چنانچہ مستدرک ہی میں ہے۔ عن عبدالرحمٰن بن قرط قال دخلت المسجد فاذا حلقۃ کانما قطعت رؤسھم واذا رجل یحدثھم فاذا ھو حذیفۃ قال کان الناس یسئلون رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الخیر و کنت اسألہ عن الشر و ذکر الحدیث بطولہ ترجمہ عبدالرحمٰن بن قرط کہتے ہیں کہ ایک بار میں مسجد میں گیا دیکھا کہ ایک حلقہ میں لوگ ایسے سر جھکائے بیٹھے ہیں کہ گویا اُن کی گردن پر سر ہی نہیں اور ایک شخص حدیث بیان کر رہے ہیں دیکھا تو وہ حذیفہ رضی اللّٰہ عنہ ہیں انتہی ملخصًا یعنی سب حدیث شریف سننے والے کچھ ایسے مؤدبانہ سر جھکائے بیٹھے تھے۔ کہ گردنوں پر سر نہیں دکھائی دیتے تھے۔ اب ذرا زمانہ کے انقلاب اور طبیعتوں کی رفتار کو دیکھنا چاہیئے کہ بُعد خیر القرون نے اُن حضرات کے مسلک سے کس قدر دُور کر دیا ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو کہ معاملہ بالکل بالعکس ہو گیا ہے۔ اُس زمانہ میں حالانکہ ان اُمور کی تعلیم عمومًا نہ تھی۔ مگر دل ہی کچھ ایسے مہذب اور مؤدب تھے کہ اقسام کے آداب اور طرح طرح کے حسن عقیدت پر دلالت کرنے والے افعال ایجاد کر لیتے اور اُصول شرعیہ پر اُن کو منطبق کر دیتے تھے۔ جس کا سمجھنا بھی شاید اس زمانہ میں بآسانی نہ ہو سکے کیوں نہ ہو ان حضرات کے وہ دل تھے۔ جن کو تمام بندوں کے دلوں پر فضیلت ہونے کی وجہ سے حق تعالےٰ نے صحابیت کے واسطے منتخب فرمایا تھا۔ چنانچہ ارشاد

Marfat.com

ہوتا ہے۔ عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز و جل نظر فی قلوب العباد فلم یجد قلبا انقی من قلوب اصحابی و لذالک اختارہم فجعلہم اصحابا فما استحسنوا فہو عند اللہ حسن وما استقبحوا فہو عند اللہ قبیح رواہ الدیلمی یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں کو دیکھا تو میرے اصحاب کے دلوں سے پاکیزہ تر کوئی دل نہ پایا۔ اسی واسطے اُن کو میرے اصحاب ہونے کے لئے پسند فرمایا جو کام وہ اچھا سمجھتے ہیں اللہ کے نزدیک بھی وہ اچھا ہے اور جس کو وہ بُرا سمجھتے ہیں اللہ کے نزدیک بھی وہ بُرا ہے انتہیٰ غرض وہ ہر قسم کے آداب ایجاد کرتے تھے اور ان پر کوئی اعتراض بھی نہیں کرتا تھا۔ اس لئے کہ اس وقت تک بنیاد بے ادبی کی پڑی نہ تھی۔ اور اگرچہ خود سروں نے بنیاد ڈالی بھی تھی۔ جس کا حال انشاء اللہ تعالیٰ قریب معلوم ہوگا تو اس وجہ سے کہ ان کی بداعتقادیوں نے اُن کو دائرہ اتباع سے خارج اور دوسرے تمام کے ساتھ مشہور کر دیا تھا۔ اُن کی باتیں کسی کی سمع قبول تک پہنچتی ہی نہ تھیں الحاصل خیر القرون کا یہ حال تھا کہ ہر قسم کے آداب ایجاد کئے جاتے تھے اور اس آخری زمانہ کا یہ حال ہے کہ باوجودیکہ اُن حضرات نے جن کا اتباع بحسب ارشاد شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ضروری ہے۔ اقسام کے آداب تعلیم کر گئے۔ اگر کسی سے اس قسم کے افعال صادر ہو جائیں تو ہر طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہونے لگتی ہے۔ اور صرف اعتراض ہی نہیں شرک تک نوبت پہنچا دی جاتی ہے۔ حق تعالےٰ ہم مسلمانوں کو ادب نصیب فرما دے۔ اور قاضی عیاض رح نے شفا میں

Marfat.com

لکھا ہے وقال مالک رحمہ اللہ وقد سُئل عن ابی ایوب السختیانی رح ما حدثتکم عن احد

الا وایوب افضل منہ قال وحج حجتین فکنت ارمقہ ولا اسمع منہ غیرانہ کان اذا ذکر

النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکی حتی ارحمہ فلما رایت منہ ما رایت کتبت عنہ ترجمہ کسی

نے امام مالک رح سے پوچھا کہ ابو ایوب سختیانی کا کیا حال تھا کہا میرے اساتذہ

میں جن کی روایتیں تم نے مجھ سے سُنی ہیں ان سب سے وہ افضل ہیں۔ انہوں

نے دو حج کئے اور میں اُن کا حال دیکھا کیا اس مدت میں کوئی روایت اُن

سے نہ لی۔ مگر حالت اُن کی یہ تھی۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے

تو اس قدر روتے کہ مجھے اُن کے حال پر رحم آجاتا۔ جب اُن کا یہ حال

دیکھا۔ تو اُن کی شاگردی اختیار کی اور اُن کی حدیثیں لکھ لیں انتہٰے۔

امام مالک رح ابو ایوب سختیانی رح کو بنظر اس حالت کے جو ترجیح دیتے

ہیں اور سب اساتذہ سے افضل کہتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے

کہ خیالات محدثین اور اکابر دین کے اس بارہ میں کس قسم کے تھے۔ اب

ذرا سختیانی رح کے دل کی کیفیت کو خیال کیجئے۔ کہ کس درجہ کی عظمت و محبت

اور خدا جانے کون کونسی چیزیں اُن کے دل پر پورا تسلط کر لیتی تھیں۔ جس سے

وہ حالت پیدا ہو جاتی تھی۔ جو ادب سے بھی بڑھی ہوئی ہے یہ اثر اسی ذکر

مبارک کا تھا جو مسلمانوں کے دلوں میں علی حسب مراتب ایمان کو تازہ کر دیا

کرتا ہے سبحان اللہ وہاں تو ذکر شریف سے وہ حالت پیدا ہو رہی ہے۔

جو بڑے بڑے فاضل معاصروں سے افضل بنا دیتی ہے اور یہاں ہنوز

اُس کے جواز و عدم جواز میں اختلاف پڑا ہوا ہے بلکہ وہ تدبیریں نکالی جاتی

Marfat.com

ہیں کہ کہیں ذکر شریف کے مجلسین نہ ہونے پائیں ۔ بھلا ذرا تو سوچنا چاہیئے ۔ ذکر شریف کے مجلسیں ہوا کریں اور برکات اس کے مسلمانوں پر فائض ہوتے رہیں تو اُس سے کسی کا کیا نقصان ہوگا ۔ حق تعالےٰ بطفیل اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانوں کی کج فہمیوں کو دفع فرماوے اور درِ منظم میں ابن حجر ہیثمی رح اور شفا میں قاضی عیاض رح نے بسند متصل روایت کی ہے عن ابن حمید قال ناظر ابو جعفر امیر المومنین مالکا فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ یا امیر المومنین لاترفع صوتک فی ہذا المسجد فان اللہ تعالیٰ ادب قوماً فقال لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ومدح قوماً فقال ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ الایہ وذم قوماً فقال ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الایہ وان حرمتہ میتاً کحرمتہ حیا فاستکان لہا ابو جعفر وقال یا اباعبداللہ استقبل القبلہ وادعوام استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ولم تصرف وجہک عنہ وہو وسیلتک ووسیلۃ ابیک ادم علیہ السلام الی اللہ یوم القیمۃ بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعک اللہ وقال اللہ تعالیٰ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاوک الایہ ترجمہ امیر المومنین ابو جعفر منصور نے جو (خلفائے عباسیہ سے دوسرے خلیفہ ہیں) امام مالک رح کے ساتھ مسجد نبوی میں کسی مسئلہ میں مباحثہ کیا جس میں اُن کی کچھ آواز بلند ہوگئی ۔ امام مالک رح نے کہا اے امیر المومنین اس مسجد میں آواز بلند نہ کیجئے کیونکہ حق تعالیٰ نے تادیب کی ایک بہتر قوم کی اس آیۂ شریفہ میں یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ۔ اور مدح کی ان لوگوں کی جو حضرت کے

پاس آواز پست کیا کرتے تھے فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ الآیۃ اور مذمت کی اُس قوم کی جو حجرہ کے باہر سے حضرت کو پکارتے تھے چنانچہ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت بعد انتقال کے وہی ہے جو قبل انتقال تھی۔ امیر المومنین یہ سنتے ہی متادب اور متذلل ہو گئے۔ پھر پوچھا اے ابا عبد اللہ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوں۔ کہا حضرت سے کیوں منہ پھیرتے ہو وہ تو وسیلہ ہیں آپ کے اور آپ کے باپ آدم علیہ السلام کے قیامت کے روز تو حضرت کی طرف متوجہ ہو کر شفاعت و سفارش طلب کیجئے کہ حق تعالےٰ شفاعت حضرت کی قبول کرے گا۔ کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا یعنی وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا اپنی ذاتوں پر اگر آویں آپ کے پاس اور مغفرت چاہیں اللہ تعالیٰ سے اور مغفرت چاہیں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کے لئے تو پاویں گے وہ اللہ تعالیٰ کو مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا انتہی۔ اب اُن حضرات کے اعتقادوں کو دیکھئے۔ کہ امام مالکؒ نے آواز بلند کرنے کے باب میں ان آیات سے استدلال کیا یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اور خلیفہ وقت نے پوچھا تک نہیں کہ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اور یُنَادُوْنَكَ کے معنی یہاں کیونکر

Marfat.com

صادق آتے ہیں اور اگر اجتہاد کیا گیا تو طریقہ اُس کا کیا ہے پھر یہ بھی نہ تھا
کہ خلیفہ موصوف کچھ جاہل ہوں کیونکہ تاریخ خمیس وغیرہ کتب تواریخ
میں مصرح ہے کہ وہ نہایت کامل العقل اور فقیہ النفس عالم جید اور
ادیب متدین تھے مگر معلوم نہیں اس استدلال میں کس درجہ کی قوت تھی جس نے
خلیفہ وقت کو عین مباحثہ میں ساکت کر دیا اگر اس زمانہ میں کوئی شخص اس
قسم کا استدلال کرے تو صدہا شاخ شانے اُسمیں نکالے جائیں گے اب اگر کوئی
شخص اس استدلال کی نزاکت کو نہ سمجھ کر اُسمیں کچھ کلام کرے تو کسی مسلمان
سے یہ نہ ہو سکے گا کہ معترض کی رائے کو امام مالک رح کی رائے پر ترجیح دے
کیونکہ امام مالک رح وہ شخص ہیں کہ جن کے شاگردوں کے شاگرد ہونے پر امام
بخاری و مسلم وغیرہ اکابر محدثین رحمہم اللہ کو فخر ہے بلکہ یہ سمجھنا اس کا اسکی عبارت
اور بے علمی پر محمول ہونا چاہیئے بات یہ ہے کہ جیسے قوت ایمانیہ میں ضعف بڑھتا
چلا جاتا ہے ویسا ہی قوت نظری و فکری میں بھی روز بروز کمی ہوتی چلی جاتی
ہے اب اگر کوئی کثرت تصانیف کو پیش کر کے کچھ دعوے کرے تو اُس کا
ابطال اُن احادیث شریفہ سے ہو جائے گا جن میں خیر القرون ہونا اُس
زمانہ کا اور کم ہو جانا علم کا آخری زمانہ میں وارد ہے اور ابن تیمیہؒ نے رفع
الملام عن الائمۃ الاعلام میں لکھا ہے بل الذین کانوا قبل جمع ہذہ الدواوین
کانوا اعلم بالسنۃ من المتاخرین بکثیر لان کثیرا مما بلغہم وصح عندہم قد لا یبلغنا الا عن
مجہول او باسناد منقطع او لا یبلغنا بالکلیۃ کانت دواوینہم صدورہم التی تحوی اضعاف
ما فی الدواوین وہذا امر لا یشک فیہ من علم القضیۃ یعنی کوئی عالم اس میں شک

Marfat.com

نہیں کر سکتا کہ قدما متاخرین سے بہت زیادہ علم رکھتے تھے بہت سی
ہم تک پہنچی ہی نہیں اور اگر پہنچی تو ضعیف ہو کر اُن کے نزدیک ہی حدیثیں
تھیں اگرچہ اس روایت سے کئی مباحث متعلق ہیں مگر بخوف تطویل صرف
پر اکتفا کیا گیا انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بحسب موقع ذکر کی جائیں گی یہاں اسی قدر
بیان کرنا مقصود ہے کہ امام مالک رح نے ان آیات سے وہ ادب استنباط کیا۔ کہ
قیامت تک اہل ایمان جس کی بدولت بہرہ اندوز اور متمتع رہیں گے جزاہ اللہ
تعالیٰ عنہا خیر الجزا۔ و بخاری شریف میں روایت ہے۔ عن السائب بن یزید
قال کنت قائما فی المسجد فحصبنی رجل فنظرت فاذا عمر بن الخطاب فقال اذہب
فائتنی بہذین فجئتہ بہما قال من انتما او من این انتما قالا من اہل الطائف قال لو
کنتما من اہل البلد لاوجعتکما ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ترجمہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایکبار مسجد نبوی میں کھڑا
تھا۔ کہ کسی نے مجھے کنکری ماری دیکھا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں کہا جاؤ
اور ان دو شخصوں کو لے آؤ جب ان دونوں کو انکے پاس لے گیا تو پوچھا۔ تم
کون ہو یا کہاں والے ہو کہا طائف والے فرمایا اگر تم اس شہر والے ہوتے
تو میں ضرور تم کو اذیت پہنچاتا اور مارتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں
تم آواز بلند کرتے ہو انتہی۔ اس خبر سے ظاہر ہے کہ مسجد شریف میں کوئی آواز
بلند نہیں کر سکتا تھا اور اگر کرتا تو مستحق تعزیر سمجھا جاتا تھا باوجودیکہ سائب
بن یزید چنداں دور نہ تھے مگر اسی ادب سے عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو پکارا نہیں
بلکہ کنکری پھینک کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ یہ تمام ادب اسی وجہ سے تھے کہ آنحضرت

Marfat.com

الله علیہ وسلم بحیات ابدی وہاں تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ اگر لحاظ صرف
بلد ہونے کا ہوتا تو تی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کی کوئی ضرورت
تھی۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اس تعزیر کو اہل بلد کیلئے خاص فرمایا جنکو مسجد
طایف کے آداب بخوبی معلوم تھے اگر صرف مسجد ہی کا لحاظ ہوتا تو اہل طایف بھی
بلد ور نہ کیے جاتے کیونکہ آخر وہاں بھی مسجدیں تھیں اس سے بھی قول امام مالک رحمۃ
اللہ علیہ کا صادق آگیا جو خلیفہ منصور رح سے کہا تھا ان حرمتہ میتا کحرمتہ حیاً
بخاری شریف میں روایت ہے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ ام عطیہ
رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جب کبھی ذکر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
کرتیں بِاَبِیْ کہتیں فرماتی ہیں وقلما ذکرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا قالت بِاَبِیْ
یعنی کم اتفاق ہوتا تھا کہ ذکر شریف کے وقت یہ لفظ نہ کہتی ہوں معنی اس کے
یہ ہیں کہ میرے باپ فدا ہوں حضرت پر سے۔ صحابہ اکثر بابی انت وامی یارسول
اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا کرتے تھے۔ چنانچہ کتب صحاح میں موجود ہے۔
مطلب اس کا یہ ہے کہ آپ کے اشفاق ومراحم کے روبرو مہر مادری و
پدری کی کچھ حقیقت نہیں ان دونوں کو آپ پر سے فدا کرنا چاہیئے سبحان اللہ
کیا ادب تھا کہ روبرو تو روبرو غائبانہ بعد وفات شریف کے بھی وہ ادب
یہی تھا کہ جبتک ماں باپ کو فدا نہیں کرتے نام مبارک کو ذکر نہیں کرتے تھے۔
کیوں نہ ہو یہ نام مبارک وہ تھا کہ کفار بھی جس کے ذکر میں بسا وقت متادب ہو
جاتے تھے۔ چنانچہ قسطلانی رح نے مواہب میں اور زرقانی رح نے اس کی
شرح میں لکھا ہے کہ ایک جماعت قبیلہ کندہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ الفاظ تحیت کے ادا کئے جو اس زمانہ میں سلاطی
کے حضور میں کیے جاتے تھے یعنی ابیت اللعن حضرت نے فرمایا۔ میں بادشا
نہیں ہوں محمد بن عبد اللہ ہوں کہا ہم آپ کو نام لے کر نہ پکاریں گے۔ فرما
میں ابوالقاسم ہوں کہا اے ابوالقاسم فرمائیے کہ ہم نے اپنے دل میں کیا چھ
ہے فرمایا یہ تو کاہنوں کا کام ہے اور کاہن اور ان کا پیشہ دوزخی ہے۔ کہا پھر
کیونکر معلوم ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
مٹھی کنکریاں اٹھائیں اور فرمایا دیکھو یہ گواہی دیتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہ
اور سالتھ ہی کنکریاں دست مبارک میں تسبیح کرنے لگیں۔ پھر تو سب کے سب گھبرا اٹھ
کہ ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور سب مشر
با سلام ہوئے انتہیٰ ملخصاً۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ قبل امتحان مشرف یا سلام نہیں
تھے باوجود اس کے نام لینے میں ترک ادب سمجھا۔ کیا تعجب ہے کہ یہی ادب پ
آگیا ہو جس سے ابدالآباد کے لئے عزت و شرافت حاصل ہو گئی۔ ہر چند کہ نا
پاک خود ایک ایسا جامع لقب ہے۔ جس میں تمام القاب پسندیدہ اور محامد
برگزیدہ شامل کر دئے گئے ہیں مگر با این ہمہ ادب والوں کی زبانیں وہاں خود
بخود رک جاتی ہیں اور جنکی زبانوں نے خیرہ سری کی اور بیباکانہ نام لینا شروع کیا
حق تعالیٰ کی جانب سے انکی تادیب ہو گئی۔ چنانچہ امام سخاوی رح نے بروایات
متعددہ ثابت کیا ہے۔ کہ بعض لوگ جو نام لے کر حضرت کو پکارتے تھے اُن کو حق
تعالیٰ نے منع فرما دیا۔ جس سے عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معلوم ہ

کما قال فی القول البدیع قال الضحاک عن ابن عباس انہم کانوا یقولون یا محمد

Marfat.com

با القاسم فنہاہم اللہ عزوجل اعظاماً لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال قولوا یا نبی اللہ
رسول اللہ وکذا قال مجاہد وسعید بن جبیر وقال مقاتل ابن حبان لاتسموہ اذا
عوتموہ یا محمد ولاتقولوا یا ابن عبداللہ ولکن شرفوہ تقولوا یا رسول اللہ یا نبی اللہ
قال قتادۃ امر اللہ ان یہاب نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم وان یجل وان یعظم وان
یسود وقال مالک عن زید بن اسلم امرہم ان یشرفوہ وقیل فی معنی الآیۃ غیر ہذا
ہاں یہ بات معلوم کرنا چاہیئے کہ اہل اسلام پہلے ہی سے جانتے تھے کہ نام لینا
ادبی ہے اسلئے بکمال ادب یا رسول اللہ وغیرہ القاب کے ساتھ خطاب کیا کرتے تھے
لبتہ کفار جو اس بے ادبی کے مرتکب ہوتے تھے اُن کے لئے آیۃ شریفہ لَا تَجْعَلُوْا
دُعَاءَ الرَّسُوْلِ نازل ہوئی ابن قیم رح نے جلاء الافہام میں لکھا ہے حیث
قال ان اللہ تعالیٰ قال لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ
بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ فامر سبحانہ ان لا یدعی رسولہ بما یدعو الناس بہ بعضہم بعضاً بل
یقال یا رسول اللہ ولا یقال یا محمد وانما کان ہذا فی خطابہ تسمیۃ باسمہ وقت
الخطاب للکفار واما المسلمون فکانوا یخاطبونہ بیا رسول اللہ نقلہ القسطلانی فی مسالک
الحنفا عن جلاء الافہام لابن قیم رح۔ یہاں ایک اعتراض کو گنجائش مل سکتی ہے
کہ ابی امامہ بن سہل سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص کسی ضرورت سے عثمان
رضی اللہ عنہ کے پاس ہر روز حاضر ہوا کرتا تھا مگر آپ اُس کی طرف توجہ نہیں
فرماتے تھے۔ ایک روز انہوں نے عثمان بن حنیف سے یہ واقعہ بیان کیا انہوں نے
کہا کہ وضو کرکے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھو اور پھر یہ دعا کرو اَللّٰھُمَّ اِنِّی
اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ

Marfat.com

الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فیقضی لی حاج
اور پھر اپنا مقصود بیان کرو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب عثما
رضی اللہ عنہ کے حضور میں گئے۔ وہ ہنوز وہاں پہنچے نہ تھے۔ کہ بواب سید
کریم اُن کے پاس آیا اور اُن کا ہاتھ پکڑ کے عثمانؓ کی خدمت میں حاضر کیا ع
نے اُن کو باعزاز تمام قالین پر بٹھا کر حال دریافت کیا جب انہوں نے اپ
احتیاج بیان کی فرمایا میں نے ابتک سمجھا نہ تھا کہ تمہاری یہ حاجت تھی اور
فوراً وہ حاجت روا کر کے فرمایا کہ جب کبھی تمہیں کچھ احتیاج ہو کہہ دیا کرو راو
کہتے ہیں کہ وہ عثمانؓ کے پاس سے سیدھے عثمان بن حنیف کے پاس آئے اور کہا
کہ حق تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ کی سفارش سے پہلے عثمانؓ نہ میری طر
دیکھتے تھے نہ میری حاجت کی طرف۔ کہا مجھ سے آج تو بات ہی نہیں ہوئی
اثر اُسی نماز و دعا کا ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو
اس قسم کا واقعہ درپیش ہوا تھا کہ ایک نابینا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے درخواست کی کہ بصارت اپنی پھر عود کرے حضرت نے اسی نماز و دعا
کی تعلیم فرمائی۔ چنانچہ وہ شخص فوراً بینا ہو گیا۔ امام سخاوی رح نے قول بدیع
میں لکھا ہے کہ روایت کیا اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی اور اما
احمد بن حنبل اور ابن خزیمہ اور حاکم اور بیہقی نے اور کہا حاکم نے کہ یہ حدیث صحی
شرط شیخین پر ہے۔ انشاء اللہ کسی مقام پہ یہ حدیث بعینہٖ بھی نقل کی جائیگ
مقصود یہاں اسی قدر ہے کہ اس دعا میں صراحتہً نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بلا لقب کے مذکور ہے حالانکہ ایسی ممانعت اس کی ثابت کی گئی ہے۔ جواب

Marfat.com

اس اشکال کا امام سخاوی رح نے قول بدیع میں دیا ہے کہ وہ دعا جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کی تھی بعینہٖ انہیں الفاظ کے ساتھ عثمان بن حنیف نے بھی تعلیم کی اس لئے کہ دعاؤں کے الفاظ میں تصرف اور کمی وزیادتی نہیں چاہیئے اور جانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلال ہر مسلمان کے دل میں ہوا کرتے ہے۔ حیث قال تحتمل ان یکون الصحابی و من نحا نحوہم اختصاص ہذا الموطن بما ارشد الیہ صلی اللہ علیہ وسلم و رای ان لفاظ الدعوات والاذکار لا تصرف فیہا بالزیادة والنقص بل تقیصر فیہا علی النص او اکتفی بما وقر فی قلب کل مسلم من تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اجلالہ واللہ الموفق امام سخاوی رح نے جو لکھا ہے کہ الفاظ دعا میں کمی وزیادتی نہیں چاہیئے۔ اسی بنا پر بزرگان دین اور مشایخین کے نزدیک جو اعمال و اشغال یا عزائم وغیرہ سینہ بسینہ چلے آتے ہیں اسمیں کمال درجہ کا احتیاط کیا جاتا ہے کہ کمی وزیادتی بالکل نہ ہونے پائے اور تجربوں سے بھی ثابت ہے کہ اگر ان الفاظ معینہ میں فرق کر دیا جائے یا بغیر اجازت کے وہ اعمال عمل میں لائے جائیں تو کچھ تاثیر بھی نہیں ہوتی **الحاصل** اس دعا میں نام مبارک ضرورة بلا لقب ذکر کیا گیا۔ ورنہ صحابہ و تابعین جب کبھی نام مبارک کو ذکر کرتے لقب کے ساتھ ذکر کیا کرتے اسی وجہ سے متاخرین رحمہم اللہ نے مستحسن سمجھا ہے کہ نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جب لیا جائے خواہ درود شریف میں یا سوائے اس کے لفظ سیدنا کہنا چاہیئے خصوصًا حرمین شریفین کے علما و مشایخین کو تو اس میں نہایت ہی اہتمام ہے اور چونکہ احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ آخری زمانہ میں ایمان

فائدہ

کا مرجع مدینہ منورہ ہی ہوگا کما فی المشکوٰۃ عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرہا متفق علیہ
اسلئے طالبین حق کو چاہیئے کہ جن امور کو وہاں کے علماء دینی حیثیت سے مستحسن
سمجھتے ہیں اسمیں انکا اتباع کیا کریں۔ یہاں ایک شبہ ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن شخیر
کہتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفد بنی عامر میں تشریف لے گئے
اور میں بھی ساتھ تھا میں نے عرض کیا (انت سیدنا) فرمایا السید اللہ تبارک و تعالیٰ
ظاہر اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے اس لفظ کو جائز نہیں
رکھا جواب اسکا یہ ہے کہ اس موقع میں تواضعاً یہ فرمایا ہوگا ورنہ اطلاق اس لفظ
کا اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں پر کئی حدیثوں میں وارد ہے چنانچہ حدیث قوموا الی سیدکم
بخاری شریف سے بحث قیام میں ابھی نقل کی گئی اور عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر اور بلال
رضی اللہ عنہما کو بلفظ سیدنا ذکر کیا چنانچہ کنز العمال میں یہ روایت ہے عن عمرؓ قال
ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا یعنی بلالا ابن سعد ش ح ک والخرائطی فی مکارم الاخلاق
یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوبکرؓ ہمارے سیّد ہیں اور ہمارے سید یعنی بلالؓ کو
آزاد کیا۔ جب اطلاق اس لفظ کا صحابیوں پر جائز ہوا تو سید الانبیاء والمرسلین پر جائز و
مستحسن ہونے میں کیا کلام خود حضرت فرماتے ہیں کما فی المستدرک للحاکم عن جابر بن عبد اللہ
قال صعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال من انا قلنا
رسول اللہ قال نعم ولکن من انا قلنا انت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم
بن عبد مناف قال انا سید ولد آدم ولا فخر قال الحاکم ہذا صحیح الاسناد۔ ترجمہ
روایت ہے جابر بن عبد اللہؓ سے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

منبر پر چڑھے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا میں کون ہوں ہم نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول ہیں پھر وہی سوال فرمایا ہم نے عرض کیا آپ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں فرمایا میں سید اولاد آدم ہوں اور کچھ فخر نہیں کہا حاکم رح نے یہ حدیث صحیح ہے انتہیٰ۔ اور مواہب اللدنیہ اور زرقانی میں ہے وقد روی الترمذی وقال حسن صحیح واحمد وابن ماجہ وصححہ الحاکم عن ابی سعد الخدری رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیمۃ ولا فخر وفی حدیث ابی ہریرۃ مرفوعا عند البخاری ومسلم والترمذی واحمد انا سید الناس یوم القیمۃ وفی روایۃ للبیہقی انا سید العالمین انتہیٰ ملخصًا ان احادیث سے سید اولاد آدم بلکہ سید الناس بلکہ سید العالمین ہونا حضرت کا ثابت ہے۔ غرض حضرت کی سیادت اور لفظ سیدنا کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔ البتہ نہیں کلام ہوسکتا ہے کہ ہم میں صلاحیت ہے یا نہیں۔ اسی وجہ سے بزرگوں نے کہا ہے ؎ نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم ؛ زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی۔ مگر چونکہ یہ بارگاہ رحمۃ للعالمینی ہے اس لئے امید قوی ہے کہ اس قسم کی بے ادبی کا لحاظ نہ ہوگا۔ اب رہا یہ کہ صاحب قاموس مجدالدین فیروزآبادی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔ کہ جن درودوں کی تعلیم حضرت نے کی ہے اس میں لفظ سیدنا نہیں ہرچند تواضعًا یہ لفظ نہ فرمایا ہوگا مگر تاہم امتثال امر اولیٰ ہے اور اسی طرح شیخ السنوی رح نے لفظ سیدنا کی زیادتی میں اس وجہ سے تردد کیا ہے کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اس مسئلہ کی بنیاد اسی پر رکھی ہے کہ امتثال امر افضل ہے یا سلوک ادب امام

Marfat.com

سخاوی رح نے قول بدیع میں اسکا جواب یہ دیا ہے کہ ادب بلفظ سیدنا شرعًا
مطلوب ہے چنانچہ بہ روایت صحیحین ثابت ہے کہ قوموا الی سیدکم خود حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اطلاق اس لفظ کا عمومًا درست ہے پھر
اگر یہ لفظ درود شریف میں زیادہ کیا جاوے تو امتثال امر میں کوئی نقصان
لازم نہ آئیگا اور ایک ایسے امر واقعی کا بیان ہوگا جسمیں ادب ملحوظ ہے اسلئے زیادتی
اس لفظ کی افضل ہے قال وقرات بخط بعض محققی من اخذت عنہ ما نصہ ان
الادب مع من ذکرہ مطلوب شرعًا بذکر السید ففی الصحیحین قوموا الی سیدکم ای سعد بن
معاذ وسیادتہ بالعلم والدین وقول المصلین اللھم صل علی سیدنا محمد فیہ الاتیان
بما امرنا بہ زیادۃ الاخبار بالواقع الذی ہو ادب فھو افضل من ترکہ فیما یظھر من
الحدیث السابق وان تردد فی افضلیتہ الشیخ الاسنوی ذکر ان فی حفظہ قدیما ان الشیخ
عز الدین بن عبد السلام بناہ علی ان الافضل سلوک الادب او امتثال الامر واللہ
المعین یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اگر لفظ سیدنا زیادہ کیا جاوے. تو امتثال
امر میں کس قدر فرق لازم آئیگا جسکی وجہ سے صاحب قاموس رح نے اس لفظ کو
ترک کرنا مناسب سمجھا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ مقصود درود شریف کے پڑھنے سے یہ ہے
کہ بارگاہ ربوبیت میں ظاہر کیا جائے کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے
دعاگو اور خیر خواہوں میں ہم بھی شریک ہیں ورنہ خود حق تعالی جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ صلوۃ بھیجتا ہو تو ہماری دعا وصلوۃ کس شمار میں دوسرے
یہ کہ اگر درود دعا ہی ہوتا تو ہر شخص پر درود پڑھنا درست ہوتا حالانکہ کئی روایتوں
سے کراہت اور ممانعت اسکی ثابت ہے چنانچہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سوائے نبی صلی اللہ علیہ

کے کسی پر درود پڑھنا نہیں چاہیئے ۔ اور ایسا ہی سفیان ثوری رح بھی
اس کو مکروہ سمجھتے تھے ۔ اور عمر بن عبد العزیز رح نے کسی عامل کو لکھا کہ قصہ
گویوں نے بادشاہوں اور امیروں پر درود بھیجنا ایجاد کیا ہے انکو حکم کر دو کہ
صلوٰۃ خاص انبیاؑ پر پڑھا کریں اور عام مسلمانوں کے حق میں دعا کریں چنانچہ
امام سخاوی رح نے قول بدیع میں لکھا ہے عن ابن عباسؓ قال ما اعلم الصلوٰۃ
ینبغی علی احد من احد الا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولکن یدعی للمسلمین والمسلمات اخرجہ
ابن ابی شیبۃ واسمٰعیل القاضی فی احکام القرآن والصلوٰۃ النبویۃ والطبرانی والبیہقی
وسعد بن منصور وعبد الرزاق بلفظ لا ینبغی الصلوٰۃ من احد علی احد الا علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ورجالہ رجال الصحیح وقال سفیان الثوری رح یکرہ ان یصلی علی غیر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ البیہقی وفی روایۃ اخرجہا ہو وعبد الرزاق ایضا یکرہ
ان یصلی الا علی نبی وجاء عن عمر بن عبد العزیز فیما رویناہ فی فضل الصلوٰۃ لاسمٰعیل
القاضی واحکام القرآن لہ من طریق ابی بکر بن ابی شیبۃ باسناد حسن ان عمر
کتب اما بعد فان ناسا من الناس قد التمسوا عمل الدنیا بعمل الآخرۃ وان ناسا من
القصاص قد احدثوا فی الصلوٰۃ علی خلفائہم وامرائہم عدل صلوتہم علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فاذا جاءک کتابی فمرہم ان تکون صلوتہم علی النبیین خاصۃ ودعاءہم للمسلمین
عامۃ ویدعوا ما سوی ذلک انتہی اور یہ بھی قول بدیع ہی میں لکھا ہے قال
البیہقی رح عقب حدیث ابن عباسؓ وقول الثوری بالمنع ما نصہ واتما اراد واللہ
اعلم اذا کان علی وجہ التکریم عند ذکرہ تحیۃ فانما ذلک للنبی صلی اللہ علیہ
وسلم خاصۃ فاما اذا کان ذلک علی وجہ الدعاء والتبرک فانہ ذلک جائز لغیرہ انتہی

Marfat.com

ہذا عبارتہ فی الشعب وقال نحوہ فی السنن الکبری یعنی بیہقی رح نے شعب الایمان
سنن کبری میں لکھا ہے کہ ابن عباسؓ اور سفیان ثوری رح سے غیر انبیاؑ پر درود
کی ممانعت جو مروی ہے مقصود اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بطور تکریم و تحیت
نہ چاہیئے کہ وہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ اگر بطور دعا
تبرک ہو تو کچھ مضایقہ نہیں انتہٰی اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صلوٰۃ جو مخصوص
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ وہ صرف دعا نہیں جس سے حضرت کی
بھلائی مقصود ہو۔ بلکہ مقصود اس سے ہماری بھلائی ہے اور فائدہ اس کا
ہماری طرف ہی عود کرتا ہے چنانچہ امام فاکہانی رح نے فجر المنیر فی صلوٰۃ علی البشیر
النذیر میں لکھا ہے فان قلت اذا کان اللہ صلی علیہ فما فائدۃ طلب الحاصل
والکامل الموجود قلت صلوتنا علیہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادۃ لنا وزیادۃ حسنات
اعمالنا وترقی البرکات المشوقۃ فیہا النزلۃ علینا یعنی اگر کوئی کہے کہ جب
تعالیٰ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے تو پھر دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ
حضرت پر صلوٰۃ بھیجے اس سے کیا فائدہ یہ تو تحصیل حاصل اور ایجاد موجود ہے
جواب اس کا یہ ہے کہ صلوٰۃ طلب کرنا ہمارے لئے عبادت ہے جس سے اعمال
ناموں میں ہماری زیادتی حسنات کی ہووے اور ہم پر برکات نازل ہوں
اسی طرح ابن حجر ہیثمی رح نے درمنضود میں لکھا ہے۔ فان جمیع فائدتھا للمصلی
لدلالتھا علی وضوح العقیدۃ وخلوص النیۃ واظہار المحبۃ والمداومۃ علی الطاعۃ
والاحترام للواسطۃ الکریمۃ فمی محبتہ لہ وتوقیرہ من اعظم شعب الایمان لما فیھا
اداء شکرہ الواجب علینا بتعظیم منۃ علینا وتخلصنا من الجحیم وتوزنا بالنعیم

Marfat.com

فائدے درود شریف کے درود پڑھنے والے کیلئے ہیں اس لئے کہ اُس سے
حسن اعتقاد اور خلوص نیت معلوم ہوتا ہے اور اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ ہم محبت
اور اطاعت اور احترام میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرگرم ہیں۔ جو
مکرم واسطہ ہیں ہمارے اور حق تعالےٰ کے درمیان ہیں اور اس سے محبت و
توقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیجانی ہے۔ جو ایک بڑا شعبہ ایمان کا ہے۔
کیونکہ اُس سے حضرت کے احسانوں کی شکرگزاری ہوتی ہے جو ہم پر ثابت ہیں
انتہی **الحاصل** مقصود درود شریف سے اپنی بہبودی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے خیر خواہوں اور دعا گویوں میں شریک ہو کر مغفرت ذنوب کا
استحقاق حاصل کریں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اکثروا الصلوٰۃ علی فان صلوتکم
علی مغفرۃ لذنوبکم الحدیث ابن عساکر نے حسن بن علی سے اور عن ابی ہریرہ
رواہ فی کنز العمال ترجمہ ابن عساکر عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ سے اور
ترمذی وحاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر تم زیادہ درود پڑھا کرو کہ تمہارا مجھ پر درود
پڑھنا تمہارے گناہوں کی مغفرت ہے انتہی جب مقصود یہ ٹھہرا تو جس قدر
ثنا وصفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درود شریف میں کی جاوے بے موقع
نہ ہوگی مویداسکی یہ حدیث شریف بھی ہو سکتی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انکم
تعرضون علی باسمائکم وسیمائکم فاحسنوا الصلوٰۃ علی عبدالرزاق عن مجاہد مرسلا
میح کذا فی کنز العمال ترجمہ مجاہد رح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ پیش کئے جاتے ہو مجھ پر ناموں اور علامتوں کے

Marfat.com

ساتھ اس لئے اچھی طرح سے مجھ پر درود بھیجا کرو یہ روایت صحیح ہے انتہےٰ۔
الحاصل لفظ سیدنا کی زیادتی میں اس اعتبار سے تو کوئی تقصیر لازم نہیں بلکہ من وجہ مقصود کی تائید ہی ہو گی۔ ہاں یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جو الفاظ زبان مبارک سے نکلے تھے اُن میں فرق پڑ گیا۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ امتثال امر میں کوئی بے اعتنائی ہوئی ہو۔ اس لئے کہ جتنے الفاظ کہنے کا ارشاد ہوا تھا اس زیادتی سے اُن میں کوتاہی نہ ہوئی۔ اگر کہا جاوے کہ خاص اُن الفاظ کی برکت اس میں نہ ہو گی تو ہم کہیں گے کہ اس برکت کے لئے وہ الفاظ بعینہا موجود ہیں اگر صرف اس لفظ زاید میں وہ برکت نہیں تو ادب و تعظیم و توقیر جو اس لفظ سے معلوم ہوتی ہے۔ خالی از برکت نہ ہو گی اور اس وجہ سے کہ مقصود اس لفظ سے ادب ہے تو اُس کے زیادہ کرنے میں کوئی محل تردد نہیں اس لئے کہ جہاں فقط امتثال امر میں کوتاہی لازم آتی تھی۔ صدیق اکبر اور علی رضی اللہ عنہما نے ادب ہی کو ترجیح دی جس کا حال ابھی معلوم ہوا تو پھر یہاں ادب کے اختیار کرنے میں کیا کلام۔ با دنیٰ تامل یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اولین و آخرین بلکہ تمام عالم کا سردار بنا دیا ہے جس کی خبر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے تو ہم کو بھی چاہیے کہ اُس سیادت کا اقرار ہر وقت حق تعالیٰ کے روبرو یعنی بحضور قلب کیا کریں جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میدان حشر میں حق تعالیٰ کے روبرو عرض کریں گے بلکہ خود حق تعالیٰ کی طرف سے اُس کا اظہار ہو گا چنانچہ کنز العمال میں مسند امام احمد و بخاری و ابن راہویہ اور حاکم اور ابو یعلی اور ابو عوانہ اور

Marfat.com

صحیح ابن حبان وغیرہ کتب حدیث سے ایک روایت طویل ابوبکر صدیقؓ سے منقول ہے جس میں اسکی تصریح ہے فیفتح اللہ علیہ من الدعاء شیئا لم یفتحہ علی بشر قط فیقول ای رب خلقتنی سید ولد آدم ولا فخر الحدیث یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کی اجازت لینے کا قصد فرماوینگے اسوقت حق تعالیٰ ایک ایسی دعا کا الہام حضرت کو فرمائیگا کہ کسی کو وہ الہام نہ ہوا ہو عرض کریں گے اے رب تونے مجھے سردار بنی آدم کا پیدا کیا اور کچھ فخر نہیں وغیرہ وغیرہ اس سے اور ایک بات معلوم ہوئی کہ سیادت حضرت کی تخلیق ہی کے وقت ملحوظ تھی۔ جو لفظ خلقتنی سے ظاہر ہے۔ پھر اس سیادت کا کون انکار کرسکے الحاصل لفظ سیدنا سے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی تعظیم مقصود ہے۔ جو نص قطعی سے ثابت ہے کما قال تعالیٰ لتعزروہ وتوقروہ اس میں کسی مسلمان کو کلام کی گنجائش نہیں۔ بطفیل حضرت کے اس شخص کی تعظیم کی ضرورت ہے جس کا نام محمد ہو جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمیتم محمدا فلا تضربوہ ولا تحرموا رواہ البزار ترجمہ روایت ہے ابی رافع سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم کسی کا نام محمد رکھو تو اس کو مت مارو اور مت محروم کرو انتہیٰ۔ وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمیتم الولد محمدا فاکرموہ واوسعوا لہ فی المجلس ولا تقبحوا لہ وجہا خط ترجمہ روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم کسی لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسکی بزرگی کرو اور مجلس میں اس کے لئے جاے کشادہ کرو اور مت کرو اسکی

Marfat.com

مذمت اور توہین انتہی وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمیتم محمدا فلا
تخیبوہ ولا تحرموہ وتقبحوہ بورک فی محمد وفی بیت فیہ محمد ومجلس فیہ محمد رواہ الدیلمی
ترجمہ روایت ہے جابرؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم کسی
کا نام محمد رکھو تو اس کو بے نصیب اور محروم مت کرو برکت دی گئی ہے۔ محمد
میں اور اس گھر میں جسمیں محمد ہو اور جس مجلس میں محمد ہو انتہی۔ وعن انسؓ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسمون محمدا ثم تسبونہ رواہ عبد بن حمید ترجمہ
روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ
نام محمد رکھتے ہو پھر اس شخص کو گالیاں دیتے ہو وعن انسؓ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسمون اولادکم محمدا ثم تلعنونہم البزار ع ک ترجمہ روایت
ہے انسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم اپنی اولاد کا نام محمد
رکھتے ہو پھر اُن پر لعنت کرتے ہو انتہی۔ یہ پانچوں روایتیں کنز العمال میں
ہیں الحاصل ان روایتوں سے ثابت ہے کہ علاوہ نام مبارک کی بزرگی کے
جس شخص کا وہ نام رکھا جائے اس شخص کی بزرگی اور اس سے ادب کرنا
ضرور ہو جاتا ہے۔ اب بظاہر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اُس نام والے کی
بزرگی کیوں کی جائے اگر نام کی توہین کا لحاظ ہے تو صرف نام لیکر بدگوئی کرنا
ممنوع ہوتا تاکہ ایہام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ ہو جیسا کہ حضرت عمرؓ کے ارشاد
سے معلوم ہوتا ہے۔ عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال نظر عمر بن الخطاب الی ابی
عبد الحمید وکان اسمہ محمدا ورجل یقول لہ فعل اللہ بک وفعل وجعل یسبہ فقال
عند ذلک یا ابن زید ادن منی الا اری محمدا یسب بک واللہ لا تدعی محمدا ما دمت حیا

Marfat.com

وسماه عبد الرحمن ثم ارسل الی بنی طلحۃ وہم یومئذ سبعۃ واکبرہم وسیدہم محمد بن طلحۃ فاراد ان یغیر اسمہ فقال محمد بن طلحۃ یا امیر المومنین انشدک اللہ ان سمانی محمدا الا محمد فقال عمر قوموا فلا سبیل الی شیء سماہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابن سعد حم وابو نعیم فی المعرفۃ ذکرہ فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص ابی عبد الرحمن کو جن کا نام محمد تھا سخت سست کہہ رہا ہے ان کو اپنے نزدیک بلایا اور فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ محمد تمہاری وجہ سے گالیاں دئے جاتے ہیں قسم خدائے تعالیٰ کی آج سے تم بنام محمد کبھی نہ پکارے جاؤگے اور اُن کا نام عبد الرحمن رکھ دیا پھر فرزندان طلحہ کو بلوایا جن میں بڑے فرزند کا نام محمد تھا اس غرض سے کہ اُن کا بھی نام بدل دیں محمد بن ابی طلحہ نے کہا کہ خدا کے لئے آپ یہ کیا کرتے ہو۔ خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام محمد رکھا ہے فرمایا جب حضرت نے یہ نام رکھا ہے تو اُس کے بدلنے کی کوئی سبیل نہیں اور اُن کو اجازت دی انتہیٰ۔ اگرچہ بظاہر اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد کا گالیاں دئے جانا گوارا نہ ہوا مگر اصل واقعہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس شخص نے نام لے کر گالیاں نہیں دیں جس میں شائبہ توہین نام کا ہوتا اُس نے تو خطاب کر کے فعل اللہ بک وفعل کہا تھا تو یہ کہ فعل اللہ بمحمد وفعل اگر باوجود اُن کی حضوری کے نام لے کر یہ کہتا تو عمر رضی اللہ عنہ بے سزا دئے اُس کو کبھی نہ چھوڑتے بہرحال عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ملال جو ہوا سو اس شخص ہی کی توہین سے ہوا اور مذکورہ احادیث سے بھی ثابت ہے کہ اس نام والے کی تعظیم وتوقیر چاہیئے کیونکہ اس کو مجلس میں کشادہ

Marfat.com

جگہ دینا اور محروم نہ کرنا ذات سے متعلق ہے نام سے ان امور کو کچھ تعلق نہیں
نہیں معلوم اس قدر شرافت اُس شخص کی ذات میں کہاں سے آگئی کیونکہ
کوئی ایسی چیز نہیں کہ ذات میں سرایت کر جائے۔ وہ تو ایک لفظ ہے جو
زبان پر جاری ہوتا ہے مسمی سے اس کو کیا علاقہ پھر اس نام کی شرافت عقلاً
ثابت ہونا دشوار ہے جب خود اس نام کی شرافت ثابت نہ ہو سکے تو دوسرا
شخص اس نام کی وجہ سے کیونکر مشرف و مکرم ہو سکے گا مگر چونکہ اس باب میں
صراحۃً حدیثیں وارد ہو گئیں تو اہل ایمان سے پھر یہ کب ہو سکتا ہے کہ ارشاد کے
مقابلہ میں عقل کی سنیں ایمان تو اسی کا نام ہے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اسکو مان لیا پھر اگر وہ مطابق عقل کے بھی ہے تو فبہا ورنہ عقل کو اس
ارشاد کے آگے قربان کر دیا۔ غرض کہ کسی چیز پر متبرک نام آنے کی وجہ سے اس کا
مکرم ہونا شارع علیہ السلام کے ارشاد سے ثابت ہے۔ اب نام مبارک کی برکت
کو دیکھئے وفی الحلیۃ لابی نعیم عن وہب بن منبہ قال کان رجل عصی اللہ مائۃ سنۃ
ای فی بنی اسرائیل ثم مات فاخذوہ فالقوہ فی مزبلۃ فاوحی اللہ تعالیٰ الی موسیٰ علیہ
الصلوٰۃ والسلام ان اخرجہ فصل علیہ قال یارب ان بنی اسرائیل شھدوا انہ عصاک مائۃ
سنۃ فاوحی اللہ الیہ ھٰکذا الا انہ کان کلما نشر التوراۃ ونظر الی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قبلہ ووضعہ علی عینیہ فشکرت لہ ذلک وغفرت لہ وزوجتہ سبعین حورا انتہیٰ ذکرہ فی
سیر الحلبی ترجمہ وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت
گنہگار تھا جس نے سو برس تک حق تعالیٰ کی نافرمانی کی جب اس کا انتقال
ہوا تو اس کو لوگوں نے کسی مزبلہ میں پھینک دیا جہاں نجاست ڈالی جاتی تھی

Marfat.com

ساتھ ہی موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی۔ کہ اس شخص کو وہاں سے نکال لاؤ، اور
اس پر نماز پڑھو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب بنی اسرائیل گواہی دیتے
ہیں کہ وہ شخص سو برس تک تیری نافرمانی کرتا رہا ارشاد ہوا یہ سچ ہے لیکن
اس کی عادت تھی کہ جب توریت کو کھولتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام
کو دیکھتا تو بوسہ دیکر اسکو آنکھوں پر رکھ لیا کرتا تھا اسلئے میں نے اسکی شکر
گزاری کی اور اسکو بخش دیا اور ستر حوریں اُس کے نکاح میں دیں انتہیٰ۔ اب
یہاں کس کس چیز کا بیان کیا جائے اگر اُن بزرگوار کی بیباکی کو دیکھئے تو موسیٰ
علیہ السلام کے سے نبی کے وقت میں عمر بھر نافرمانی کرکے ایمان سلامت لے
جانا بغیر کسی تائید باطنی کے ایک امر خطرناک ہے اور اگر خوش اعتقادی کو
سوچئے تو باوجود اُس ظاہری بیگانگی اور معاصی کے کبھی یہ خیال نہ کیا کہ ایسے
عملوں کے ساتھ اس قسم کے ادب سے کیا ہوگا اور سابقہ ازلی کی طرف نظر
بڑھائی جائے تو کیسا مقبول ذریعہ قائم کیا گیا کہ سو برس کے گناہ ایک طرف
رکھے رہے اور اس سے وہ کام نکالا گیا کہ تمام عمر کی جانفشانی سے نکلنا دشوار
ہو۔ اگر اس ادب کی وقعت کا خیال کیا جائے تو حق تعالیٰ کو غضب میں
لانے والا عمر بھر کے اعمال پر سبقت کرکے سب کو بخشوا لینا اُسی کا کام تھا۔
غرض کہ جب ادب کا یہ رتبہ ہو کہ گذشتہ اُمت والوں کو اس خوبی کے ساتھ
سرفراز کرائے تو ہم خاص غلاموں کو اس سے کس قدر توقع ہوگی۔ اس پر بھی
اگر ہم نام مبارک کو دیکھکر اور سُنکر کبھی بوسہ نہ لیں تو اتنا ضرور چاہیئے کہ حق تعالیٰ
سے اُس کی توفیق طلب کریں۔ اگر فضل الٰہی شامل حال ہوا اور ہم لوگ حضرت

Marfat.com

کا نام مبارک سن کر تقبیل کیا کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ برکات دارین کے مستحق ہو سکتے ہیں چونکہ یہ مسئلہ اس زمانہ میں مختلف فیہ ہو رہا ہے اس لئے کسی قدر اس میں بحث کی جاتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ اہل انصاف کو اس سے حظ وافر نصیب ہوگا۔ تفسیر روح البیان میں قہستانی کی شرح کبیر اور محیط۔ اور قوت القلوب وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ جب مؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے تو سننے والے کو مستحب ہے کہ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہے اور دوسرے بار میں انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھے اور قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہہ کر یہ دعا پڑھے اللھم متعنی بالسمع والبصر۔ اور محیط میں لکھا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر دونوں انگوٹھوں کے ناخن اپنے آنکھوں پر رکھے اور مضمرات میں لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام جب جنت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے مشتاق ہوئے حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کو ان کے دونوں ابہام کے ناخنوں میں جلوہ فرمایا انہوں نے اسپر بوسہ دے کر اپنی آنکھوں پر ملا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہو گئی۔ پھر جب جبرئیل علیہ السلام نے یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ فرمایا حضرت نے جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور انگوٹھوں پر بوسہ دیکر اپنی آنکھوں پر ملے تو کبھی اندھا نہ ہوگا۔ پوری عبارت تفسیر روح البیان کی یہ ہے قال القہستانی فی شرح الکبیر نقلا عن کنز العباد واعلم انہ یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشہادۃ الثانیۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند سماع الثانیۃ قرۃ عینی بک یا رسول اللہ ثم یقال اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع الابہامین علی

Marfat.com

چنین گفته صلی اللہ علیہ وسلم یکون قائدًا لہ الی الجنۃ انتہٰی) وقال بعضہم پشت ابہامین
چشم مالیدہ ایں دعا بخواند۔ اللّٰھم متعنی الخ و در صلوات نجمی فرمود کہ ناخن ہر دو
ابہام را بر چشم نہد بطریق وضع نہ بطریق مد و در محیط آوردہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم بہ مسجد در آمد و نزدیک ستون بنشست و صدیق رضی اللہ عنہ در برابران
حضرت نشستہ بود بلال رضی اللہ عنہ برخاست و باذان اشتغال فرمود
چون گفت اشہدان محمدا رسول اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر دو ناخن ابہامین
خود را بر ہر دو چشم خود نہادہ گفت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ چوں بلال
رضی اللہ عنہ فارغ شد حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ یا ابابکر ہر کہ
بکند چنیں کہ تو کردی خدا بیامرزد گناہاں جدید و قدیم او را اگر بعمد بودہ باشد
و اگر بخطا وحضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکی رفع اللہ درجتہ در قوت القلوب
روایت کردہ از ابن عیینہ رحمہ اللہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام بمسجد
در آمدہ در دہۂ محرم وبعد از آن کہ نماز جمعہ ادا فرمودہ بود نزدیک
اسطوانہ قرار گرفت و ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بظہر ابہامین چشم خود را مسح کرد
و گفت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ و چوں بلال رضی اللہ عنہ را از اذان فراغتی
روئے نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ اے ابابکر ہر کہ
بگوید آنچہ تو گفتی از روئے شوق بلقائے من و بکند آنچہ تو کردی خدائے
درگذارد گناہاں ویرا آنچہ باشد تو و کہن خطا و عمد نہاں و آشکارا و من
درخواستگیم جرائم ویرا و در مضمرات بریں وجہ نقل کردہ۔ وفی قصص الانبیاء وغیرہا
ان آدم علیہ السلام اشتاق الی لقاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین

Marfat.com

کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالی الیہ ہو من صلبک یظہر فی آخر الزمان فسأل لقا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالی الیہ فجعل اللہ النور المحمدی
اصبعہ المسبحۃ من یدہ الیمنی فسبح ذلک النور فلذلک سمیت تلک الاصبع مسبحۃ
کما فی الروض الفایق او اظہر اللہ تعالی جمال حبیبہ فی صفاء ظفری ابہامیہ مثل
المرآۃ فقبل آدم ظفری ابہامیہ ومسح علی عینیہ فصار اصلا لذریتہ فلما اخبر جبریل
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہذہ القصۃ قال علیہ السلام من سمع اسمی فی الاذان
فقبل ظفری ابہامیہ ومسح علی عینیہ لم یعم ابدا قال الامام السخاوی فی المقاصد الحسنۃ
ان ہذا الحدیث لم یصح فی المرفوع والمرفوع من الحدیث ہو ما اخبر الصحابی عن قول
رسول اللہ علیہ السلام وفی شرح الیمانی ویکرہ تقبیل الظفرین ووضعہما علی العینین
لانہ لم یرد فیہ حدیث والذی فیہ لیس بصحیح انتہی یقول الفقیر قد صح عن العلماء تجویز
الاخذ بالحدیث الضعیف فی العملیات فکون الحدیث المذکور غیر مرفوع لا یستلزم
ترک العمل بمضمونہ وقد اصاب القہستانی فی القول باستحبابہ وکفانا کلام الامام
المکی فی کتابہ فانہ قد شہد الشیخ السہروردی رح فی عوارف المعارف بوفور
علمہ وکثرۃ حفظہ وقوۃ حالہ وقبل جمیع ما اوردہ فی کتابہ قوت القلوب وللہ در
ارباب الحال فی بیان الحق وترک الجدال انتہی اور امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے
مقاصد حسنہ میں لکھا ہے حدیث مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد
تقبیلہما عند سماع قول المؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ مع قولہ اشہد ان محمدا
عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ذکرہ الدیلمی
فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق انہ لما سمع قول المؤذن اشہد ان

Marfat.com

ہذا رسول اللہ قال ہذا وقبل باطن الانملتین السبابتین ومسح عینیہ فقال صلی اللہ
علیہ وسلم من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی ولا یصح وکذا ما اوردہ ابو العباس
احمد بن ابی بکر الرداد الیمانی المتصوف فی کتابہ موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ بسند فیہ
مجاہیل مع انقطاعہ عن الخضر علیہ السلام انہ من قال حین یسمع المؤذن یقول اشہد
ان محمدا رسول اللہ مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم یقبل
ابہامیہ ویجعلہما علی عینیہ لم یرمد ابدا ثم روی بسند فیہ من لم اعرفہ عن اخیہ
الفقیہ محمد بن البابا فیما حکی عن نفسہ انہ ہبت ریح فوقعت منہ حصاۃ فی عینہ و
اعیاہ خروجہا والمتہ اشد الالم وانہ لما سمع المؤذن یقول اشہد ان محمدا رسول اللہ قال
ذلک فخرجت الحصاۃ من فورہ قال الرداد وہذا یسیر فی جنب فضائل الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم وحکی الشمس محمد بن صالح المدنی امامہا وخطیبہا فی تاریخہ عن
المجد احد القدماء من المصریین انہ سمعہ یقول من صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا
سمع ذکرہ فی الاذان وجمع اصبعیہ المسبحۃ والابہام وقبلہما ومسح بہما عینیہ لم یرمد
ابدا قال ابن صالح وسمعت ذلک ایضا من الفقیہ محمد بن الزرندی عن بعض
شیوخ العراق او العجم۔ انہ یقول عند ما یمسح عینیہ صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ
یا حبیب قلبی ویا نور بصری ویا قرۃ عینی وقال لی کل منہما منذ فعلتہ لم ترمد عینی
قال ابن صالح وانا ولللہ الحمد والشکر منذ سمعتہ منہما استعملتہ فلم ترمد عینی وارجو ان
عافیتہما تدوم وانی اسلم من العمی انشاء اللہ قال وروی عن الفقیہ محمد بن سعید
الخولانی قال اخبرنی الفقیہ العالم ابو الحسن علی بن حدید الحسینی اخبرنی
الفقیہ الزاہد البلالی عن الحسن علیہ السلام انہ قال من قال حین یسمع المؤذن یقول

Marfat.com

اشہد ان محمداً رسول اللہ مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ویقبل ابہامیہ ویجعلہما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد وقال الطاؤسی انہ سمع من الشمس
محمد بن ابی نصر البخاری خواجہ حدیث من قبل عند سماعہ من المؤذن کلمۃ
الشہادۃ ظفری ابہامیہ ومسہما علی عینیہ وقال عند المس اللہم احفظ حدقتی و
نورہما ببرکۃ حدقتی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونورہما لم یعم ولا یصح فی
المرفوع من کل ہذا شیئ انتہٰی۔ ترجمہ روایت کی دیلمی رح نے فردوس میں
کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مؤذن سے اشہد ان محمداً رسول اللہ سنتے تو کہتے
اشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ
وسلم نبیا اور بوسہ دیتے کلمہ کی انگلیوں کے باطن پر اور ملتے ان کو اپنی آنکھوں
پر اور کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو کوئی کرے جیسا کہ کیا خلیل نے میرے تو ثابت ہوگی اس کے لئے شفاعت
میری لیکن یہ حدیث درجہ صحت کو نہیں پہنچی اور ایسا ہی وہ روایت
کو ابو العباس احمد بن ابی بکر الرداد الیمانی نے کتاب موجبات الرحمۃ
عزائم المغفرۃ میں خضر علیہ السلام سے ذکر کیا ہے کہ جو شخص مؤذن سے اشہد
ان محمداً رسول اللہ سنکر مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کہے پھر بوسہ دے انگوٹھوں پر اپنے اور رکھے ان کو آنکھوں پر تو اس کی
آنکھوں میں رمد کی بیماری کبھی نہ ہوگی۔ اس حدیث کی روایت میں بعض مجاہیل
ہیں اور انقطاع بھی ہے پھر روایت کی ابو العباس رح نے اپنے بھائی
محمد بن البنا یا سے کہ ایک بار حضرت مولا علی جعفی سے ایک عالم ... ان کی

میں گری بہتیرا اسکو نکالا نہ نکلی اور شدت سے آنکھ میں درد ہونے لگا۔ جب موذن سے اشہد ان محمدا رسول اللہ سنا حدیث مذکور پر عمل کیا فوراً آنکھ سے کنکری نکل پڑی رداد کہتے ہیں کہ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضیلتوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے اور شمس محمد بن صالح مدنی اپنی تاریخ میں مجد مصری سے جو قدمائے مصر میں سے ہیں حکایت کرتے ہیں۔ کہ جو شخص نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اذان میں سن کر درود پڑھے اور انگشتان شہادت اور آنکھوں پر جمع کرکے ان پر بوسہ دے پھر ملے دونوں آنکھوں پر تو مرض رمد میں کبھی مبتلا نہ ہوگا۔ ابن صالح مذکور کہتے ہیں کہ فقیہ محمد بن [illegible] سے بھی میں نے ایسا ہی سنا ہے۔ لیکن وہ روایت [illegible] صحیح عراقی سے کہ آنکھوں پر انگوٹھے ملنے کے وقت کہتے [illegible] رسول اللہ یا حبیب قلبی ویا نور بصری ویا قرۃ عینی ابن صالح کہتے ہیں کہ یہ دونوں شیخ کہتے تھے کہ جب سے ہم نے یہ شروع کیا ہے کبھی ہمیں آشوب چشم نہ ہوا اور الحمد للہ جب سے میں نے سنا ہے میرا بھی عمل اس پر جاری ہے اور مجھے بھی کبھی آشوب چشم نہ ہوا۔ الحاصل دین میں ادب کی نہایت ضرورت ہے اور جس کسی کی طبیعت میں گستاخی اور بے ادبی ہو ضرور ہے کہ دین میں اس کے کچھ نہ کچھ علت ہوگی۔ سبب اس کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب شیطان نے آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں گستاخانہ انا خیر منہ کہا اور اپنا بڑا پا دکھانے کے لئے مردود بارگاہ کبریائی ٹھہرا اسی وقت سے آدمیوں کی عداوت اس کے دل میں جمی اور ان کی خرابی کے درپے ہوا۔

Marfat.com

کما قال وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ الآیۃ اقسام کی تدابیر سوچیں مگر اس غرض کی
پوری کرنے میں اس سے بہتر کونسی تدبیر ہو سکتی ہے جس کا تجربہ خود اُسی کی ذات
پر ہو چکا ہے یعنی دعویٰ انانیت اور ہمسری بزرگان دین۔ جب دیکھا کہ
گستاخی اور بے ادبی کو مردود بنانے میں نہایت درجہ کا اثر اور کمال
ہے اس لئے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا کی عام تعلیم شروع کر دی چنانچہ ہر زمانہ
کے کفّار انبیاء علیہم السّلام کے مقابلہ میں یہی کہا کئے اب اس کلام کو دیکھئے تو
اس میں بھی وہی بات ہے جو انا خیر منہ میں تھی اور اگر کسی قدر فرق ہے
تو وہ بھی بے موقع نہیں کیونکہ تابع و متبوع کی ہمتوں میں اتنا فرق ضرور
ہے جس پر تفاوت درجات و درکات مرتب ہو۔ غرض کہ انبیاء علیہم السّلام
ہزارہا معجزے دکھائے مگر کفّار کے دلوں میں اُن کی عظمت اُس نے جمنے
نہ دی۔ پھر جن لوگوں نے ان کی عظمت کو مان لیا اور مسلمان ہوگئے اُن سے
کسی قدر اس کو مایوسی ہوئی۔ کیونکہ اُن سے تو وہ بیباکی نہیں ہو سکتی تھی
جو کفّار سے ظہور میں آئی یہاں اس فکر کی ضرورت ہوئی کہ وہ چیز دکھائی
جائے جو دین میں بھی محمود ہو آخر یہ سوچا کہ راست گوئی کے پردہ میں یہ
مطلب حاصل ہو سکتا ہے۔ بس یہاں سے دروازہ بے ادبی کا کھول دیا
اب کیسی ہی ناشائستہ بات کیوں نہ ہو اس لباس میں آراستہ کرکے احمقوں کے
فہم میں ڈال دیتا ہے اور کچھ ایسا بیوقوف بنا دیتا ہے کہ راست گوئی کی دھن میں
نہ اُنکو کسی بزرگ کی حرمت و توقیر کا خیال رہتا ہے نہ اپنے انجام کا اندیشہ چنانچہ
کسی بیوقوف نے خود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ جو یہ مالی بانٹتے

Marfat.com

ہیں اُس میں عدل و انصاف کیجئے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے عن ابی سعید
الخدری رضی اللہ عنہ انہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقسم
قسما اذا تاہ ذو الخویصرۃ وہو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ اعدل فقال
ویلک ومن یعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اکن اعدل فقال عمرؓ یا
رسول اللہ ائذن لی فیہ فاضرب عنقہ فقال دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلوتہ مع
صلوتہم وصیامہ مع صیامہم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق
السہم من الرمیۃ ینظر الی نصلہ فلا یوجد فیہ شیء ثم ینظر الی رصافہ فلا یوجد فیہ شیء ثم ینظر الی نضیہ
وہو قدحہ فلا یوجد فیہ شیء ثم ینظر الی قذذہ فلا یوجد فیہ شیء قد سبق الفرث والدم
آیتہم رجل اسود احدی عضدیہ مثل ثدی المراۃ او مثل البضعۃ تدردر ویخرجون
حین فرقۃ من الناس قال ابو سعید فاشہد انی سمعت ہذا الحدیث من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم واشہد ان علی ابن ابی طالب قاتلہم وانا معہ فامر بذلک
الرجل فالتمس فاتی بہ حتی نظرت الیہ علی نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی نعتہ
ترجمہ روایت ہے ابو سعید خدریؓ سے کہ ایکبار ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے اور حضرت کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ ذو الخویصرہ
آیا جو قبیلہ بنی تمیم سے تھا۔ اور کہا یا رسول اللہ عدل کیجیے۔ حضرتؐ نے فرمایا
تیری خرابی ہو جب میں ہی عدل نہ کروں تو پھر کون کرے گا اور جب میں نے
عدل نہ کیا تو تو محروم اور بے نصیب ہو گیا۔ عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ حکم دیجیے
کہ اُس کی گردن ماروں فرمایا جانے دو۔ اُس کے رفقا ایسے لوگ ہیں کہ ان کی
نماز اور روزوں کے مقابلہ میں تم لوگ یعنی نماز و روزوں کو حقیر سمجھو گے۔

Marfat.com

وہ قرآن پڑھیں گے لاکن اُن کے گلے کے نیچے نہ اُترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ باوجودیکہ اُس جانور کے پیٹ کی آلائش وخون میں سے پار ہوتا ہے۔ مگر نہ اس کے پیکاں میں کچھ لگا ہوتا ہے نہ اُس کے بندن میں جس سے پیکاں باندھا جاتا ہے نہ لکڑی میں نہ پر میں نشانی اُن کی یہ ہے کہ اُن میں ایک شخص سیہ فام ہوگا جسکی ایک بازو مثل عورت کی پستان کے یا مثل گوشت پارہ کے حرکت کرتی ہوگی۔ وہ لوگ اس وقت نکلینگے جب لوگوں میں تفرقہ ہوگا ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس حدیث کو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور یہی گواہی دیتا ہوں کہ علی کرم اللہ وجہہ نے ان لوگوں کو قتل کیا اور میں بھی علیؓ کے ساتھ تھا انہوں نے بعد فتح کے حکم کیا کہ اس شخص کی تلاش کی جائے جس کی خبر حضرت نے دی تھی چنانچہ جب اُس کی لاش لائی گئی دیکھا میں نے کہ جتنی نشانیاں اُس کی حضرت نے کہی تھیں سب اُس میں موجود تھیں انتہیٰ الحاصل شیطان نے اس احمق کے ذہن میں یہی جمایا کہ عدل بیشک عمدہ شے ہے اگر صاف صاف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں کہہ دیا جاوے تو کیا مضایقہ اُس بیوقوف نے یہ نہ خیال کیا کہ بات تو چھوٹی ہے مگر بہ نسبت شان نبوی کتنی بڑی بے ادبی ہوگی اور انجام اس کا کیا ہوگا۔ چنانچہ اسی بے ادبی پر واجب القتل ہوگیا تھا۔ مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور تھا۔ کہ علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے اپنے تمام مشربوں کے ساتھ مارا جائے اس لئے باوجود عمرؓ کی درخواست کے اس وقت اغماض فرمایا چنانچہ اس حدیث سے ظاہر ہے عن نبیط بن شریط قال لما فرغ من قتال اہل النہروان قال

Marfat.com

قلبوا القتلی قلبتناہم حتی خرج فی آخرہم رجل اسود علی کتفہ مثل حلمۃ الثدی فقال علی اللہ اکبر واللہ ما کذبت ولا کذبت کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد قسم فجاء ہذا فقال یا محمد اعدل فواللہ ما عدلت منذ الیوم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثکلتک امک ومن یعدل علیک اذالم اعدل فقال عمر بن الخطاب یارسول اللہ الا اقتلہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا دعہ فان لہ من تقتلہ فقال صدق اللہ خط کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے نبیط ابن شریط سے کہ جب فارغ ہوئے علیؓ اہل نہروان کے قتل سے کہا کشتوں میں اس شخص کو تلاش کرو جب ہم نے خوب ڈھونڈا۔ تو سب کے آخر میں ایک شخص سیہ فام نکلا جس کی شانہ پر ایک گوشت پارہ مثل سر پستان کے تھا یہ دیکھتے ہی علیؓ نے کہا اللہ اکبر قسم ہے خدا کی نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی نہ میں اس کا مرتکب ہوا ایک بار ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حضرت غنیمت کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عدل کیجئے۔ کہ آج آپنے عدل نہیں کیا۔ حضرت نے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے جب میں عدل نہ کروں تو پھر کون عدل کرے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا اس کو قتل نہ کروں فرمایا نہیں چھوڑ دو اس کو قتل کرنے والے کوئی اور شخص ہیں۔ علیؓ نے یہ کہہ کر کہا صدق اللہ انتہی۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ سب سے پہلے وہی شخص قتل کیا گیا اس لئے کہ اس کی لاش سب لاشوں کے نیچے تھی۔ اب دیکھئے کہ اس ایک گستاخی نے اس شخص کو کہاں پہنچا دیا اور وہ کثرت عبادت اور ریاضت اس کی کس کام پر آئی۔

Marfat.com

جس کی تصریح اس حدیث میں ہے۔ عن ابی برزۃ قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدنانیر فجعل یقسمہا وعندہ رجل اسود مطموم الشعر علیہ ثوبان ابیضان بین عینیہ اثر السجود وکان یتعرض لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یعطہ فاتاہ فعرض من قبل وجہہ فلم یعطہ واتاہ من قبل یمینہ فلم یعطہ شیئاً ثم اتاہ من قبل شمالہ فلم یعطہ شیئاً ثم اتاہ من خلفہ فلم یعطہ شیئاً فقال یا محمد ما عدلت منذ الیوم فی القسمۃ فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبا شدیداً ثم قال واللہ لا تجدون احداً اعدل علیکم منی ثلاث مرات ثم قال یخرج علیکم رجال من قبل المشرق کان ہذا منہم ہکذا یقرؤن القران لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ ثم لا یعودون الیہ ووضع یدہ علی صدرہ سیماہم التحلیق لا یزالون یخرجون آخرہم مع المسیح الدجال فاذا رأیتموہم فاقتلوہم ثلثا ہم شر الخلق والخلیقۃ یقولہا ثلثا حم ن وابن جریر طب ک کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے ابی برزۃؓ سے کہ کہیں سے دینار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تھے اسکو تقسیم فرمانا شروع کیا اور حضرت کے پاس ایک شخص سیہ فام تھا سر کے بال کترایا ہوا اور سفید کپڑے پہنا ہوا جس کے دونوں آنکھوں کے بیچ میں اثر سجدہ کا نمایاں تھا۔ چاہتا تھا کہ حضرت کچھ عنایت فرما دیں مگر کچھ نہ دیا۔ روبرو آکر سوال کیا کچھ عنایت نہ فرمایا داہنے طرف سے آکر سوال کیا جب بھی کچھ نہ ملا بائیں طرف سے آکر مانگا کچھ نہ ملا پیچھے سے آکر سوال کیا۔ جب بھی کچھ نہ پایا کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آج آپ نے تقسیم میں عدل نہ کیا حضرت اس بات پر بہت خفا ہوئے اور نہایت غضب سے تین

بار فرمایا خدا کی قسم مجھ سے زیادہ عدل کرنے والا تم کسی کو نہ پاؤ گے پھر فرمایا
یہ اُن لوگوں سے ہے جو تم پر مشرق کے طرف سے نکلیں گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے
لیکن وہ اُن کے گلوں سے نیچے نہ اُترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے
جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پھر نہ لوٹیں گے۔ دین کی طرف اور
دست مبارک سینہ پر رکھ کر فرمایا نشانی اُن کی یہ ہے کہ سر کے بال منڈوایا
کریں گے۔ ہمیشہ وہ لوگ نکلتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ آخر دجال کے ساتھ ہونگے
پھر تین بار فرمایا۔ کہ جب تم ان کو دیکھو تو قتل کر ڈالو وہ لوگ تمام
مخلوقات سے بدتر ہیں یہ جملہ تین بار فرمایا روایت کیا اس کو امام احمد
اور نسائی اور ابن جریر اور طبرانی اور حاکم نے انتہی۔ اس حدیث سے
ظاہر ہے کہ وہ شخص نہایت عابد تھا کہ کثرت صلوٰۃ سے پیشانی میں اسکے گھٹا
پڑ گیا تھا۔ غرض کہ ان احادیث میں تامل کرنے کے بعد ہر شخص معلوم
کر سکتا ہے کہ باوجود کثرت عبادت اور ریاضت شاقہ کے وہ شخص اور
اس کے ہم خیال جو واجب القتل اور بدترین مخلوقات ٹھہرے وجہ
اُس کی سوائے بے ادبی اور گستاخ طبعی کے اور کوئی نہ نکلے گی۔ اب
اس قوم کا حال سنئے۔ جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
بے ادب کے اصحاب فرمایا ہے۔ ابن اسیر رح نے تاریخ کامل میں لکھا ہے
کہ ابتداءً اس گروہ یعنی خوارج کی یہ ہوئی کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور
معاویہ رض میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں طرفین سے ہزارہا صحابہ رض اور تابعین شہید
ہوئے آخر یہ ٹھہرا کہ دونوں طرف سے دو شخص معتمد قرار پائیں۔ جو

Marfat.com

موافق کتاب و سنت کے کوئی ایسی تدبیر نکالیں کہ لڑائی موقوف ہو اور باہمی جھگڑے مٹ جائیں۔ چنانچہ علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اور معاویہؓ کی طرف سے عمرو بن عاصؓ مقرر ہوئے اور طرفین سے عہدنامہ لکھا گیا۔ پھر اشعث بن قیس نے اس کاغذ کو لیکر ہر قبیلہ میں سنانا اور اس کا اشتہار دینا شروع کیا۔ جب قبیلہ بنی تمیم میں پہنچے۔ عروہ بن ادیہ تمیمی نے سنکر کہا کہ اللہ کے امر میں آدمیوں کو حکم بناتے ہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی حکم نہیں کر سکتا یہ کہہ کر اشعث بن قیس کے سواری کے جانور کو تلوار ماری اور اس پر سخت جھگڑا ہوا جب علیؓ کو یہ خبر پہنچی فرمایا بات تو سچی ہے مگر مقصود اس سے باطل ہے اگر وہ لوگ سکوت کریں تو ہم ان پر مصیبت ڈالیں گے اور اگر گفتگو کریں تو ان پر دلیل قائم کریں گے اور اگر مقابل ہوں تو ہم اُن سے لڑینگے یہ سنتے ہی یزید بن عاصم محاربی اُٹھ کھڑا ہوا اور خطبہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے حمد اللہ کو سزاوار ہے جس سے ہم مستغنی نہیں ہو سکتے یا اللہ پناہ مانگتے ہیں ہم تجھ سے کہ اپنے دین میں دنارت اور کم ہمتی کو عمل میں لاویں کیونکہ اس میں مداہنت ہے اللہ کے امر میں اور ذلت ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے غصہ کی طرف لے جاتی ہے۔ اے علیؓ کیا ڈراتے ہو تم ہم کو قتل سے آگاہ رہو قسم ہے اللہ کی میں اُمید رکھتا ہوں کہ ماریںگے ہم تمکو تلواروں کی دھار سے تب تم جانو گے کہ ہم میں سے کون مستحق عذاب ہے پھر اُسکے بھائی نکلے اور خوارج کے ساتھ مل گئے اسی طرح روز بروز جمعیت اُنکی بڑھتی چلی ایک روز سب عبداللہ بن وہب راسبی کے گھر میں جمع ہوئے اور اس نے خطبہ پڑھا جس میں دنیا کی بے ثباتی اور خواہش

Marfat.com

دنیا کی خرابیاں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت بیان کی - پھر کہا کہ اس شہر کے لوگ ظالم ہیں - ہمیں ضرور ہے کہ پہاڑوں یا دوسرے شہروں کے طرف نکل جائیں تاکہ ان گمراہ کرنے والی بدعتوں سے ہمارا انکار ثابت ہو جائے اس کے بعد حرقوص ابن زبیر کھڑا ہوا اور خطبہ پڑھا کہ لوگو متاع اس دنیا کی بہت تھوڑی ہے اور جدائی اس سے قریب ہے کہیں زینت اور تازگی اس کی تمہیں اسی میں مقام کرنے پر آمادہ نہ کرے اور طلب حق اور انکار ظلم سے نہ پھیرے اور یہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ؕ یعنی اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے اس خطبہ کے بعد حمزہ ابن سنان اسدی نے کہا اے قوم رای وہی ہے جو تم نے سوچی ہے - مگر اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک شخص مقرر ہو جو متولی تمامی اُمور کا ہو سکے سب نے زید بن حصین طائی پر اتفاق کیا مگر اس نے امارت کو قبول نہ کیا - پھر حرقوص ابن زبیر پر سب کی رائے قرار پائی - اُس نے بھی انکار کیا اسی طرح حمزہ بن سنان اور شریح ابن اوفی عبسی نے بھی انکار کیا - پھر سب نے عبداللہ بن وہب کی طرف رجوع کیا جب اُس نے دیکھا کہ کوئی قبول ہی نہیں کرتا بجبوری قبول کیا - اور کہا خدا کی قسم مجھے اس امارت کے قبول کرنے میں مطلقاً خواہش دنیوی نہیں اور نہ موت سے خوف ہے کہ اس سے باز رہوں غرض کہ میں نے صرف اللہ کے واسطے قبول کیا ہے اگر اسمیں مر جاؤں تو کچھ پروا نہیں پھر سب شریح ابن اوفی عبسی کے گھر جمع ہوئے - اس مجلس میں ابن وہب نے کہا اب کوئی شہر ایسا دیکھنا چاہیئے کہ ہم سب اسی میں جمع ہوں اور اللہ تعالےٰ کا حکم جاری کریں -

Marfat.com

کیونکہ ہزار ۔۔۔ ہیں لوگ ہو سب یا لاتفاق نہروانکو لپٹتا کیا اور روانہ ہو گئے پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انکو نامہ لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم طرف سے عبداللہ علی امیرالمومنین کے زید بن حصین اور عبداللہ بن وہب اور اُن کے اتباع کو معلوم ہو کہ وہ دو حکم جن کے فیصلہ پر ہم راضی ہوئے تھے۔ انہوں نے کتاب اللہ کے خلاف کیا اور بغیر اللہ کی ہدایت کے اپنی خواہشوں کی پیروی کی جب انہوں نے قرآن و سنت پر عمل نہیں کیا تو اللہ اور اللہ کے رسول اور سب اہل ایمان ان سے بری ہو گئے تم لوگ اس خط کے دیکھتے ہی ہماری طرف چلے آؤ تاکہ ہم اپنے اور تمہارے دشمن کی طرف نکلیں اور اب ہم اپنی اسی پہلی بات پر ہیں انتہی اس نامہ کے جواب میں انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اب تمہارا غضب خدا کے واسطے نہیں ہے اس میں نفسانیت شریک ہے۔ اب بھی اگر اپنے کفر پر گواہی دیتے ہو اور نئے سرے سے توبہ کرتے ہو تو دیکھا جائیگا ورنہ ہم نے تم کو دُور کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا انتہی۔ اب دیکھئے کہ وہ لوگ کیسے بڑے موحد تھے کہ جن کے نزدیک آدمی کو حکم بنانا شرک تھا اور بدعت سے انہیں کس قدر تنفر تھا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہر کو اس خیال سے کہ بدعتیوں کا شہر ہے چھوڑ دیا اور دنیا کی بے ثباتی اور زہد و تقویٰ کی ترغیب و تحریص اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام اور امارت کے قبول کرنے میں ہر ایک کا عذر و حیلہ وغیرہ وغیرہ یہ سب امور ایسے ہیں کہ جو شخص سنے کمال دینداری پر اُس گروہ کے گواہی دینے کو مستعد ہو جائے۔ اس سے بڑھ کر کیا ہو کہ خود صحابہ کو اُن کی حقانیت کا دھوکا ہوتا تھا جیسا کہ جندب رض کے

Marfat.com

بیان سے معلوم ہوتا ہے عن جندب قال لما فارقت الخوارج علیاً خرج فی طلبهم وخرجنا معه فانتهینا الی عسکر القوم فاذا لهم دوی کدوی النحل من قراءة القرآن واذا فیهم اصحاب الثفنات واصحاب البرانس فلما رأیتهم دخلنی من ذلک شدة فتنحیت فرکزت رمحی ونزلت عن فرسی ووضعت برنسی فنشرت علیه درعی واخذت بمقود فرسی فقمت اصلی الی رمحی وانا اقول فی صلاتی اللهم ان کان قتال هولاء القوم لک طاعة فأذن لی فیه وان کان معصیة فارنی برأیک فانا کذلک اذا اقبل علی بن ابی طالبؓ علی بغلة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما جاء الی قال نعوذ باللہ یا جندب من شر السخط فجئت اسعی الیه ونزل فقام یصلی اذا اقبل رجل فقال یا امیر المومنین الک حاجة فی القوم قال وما ذاک قال قطعوا النهر فذهبوا قال ما قطعوه قال سبحان اللہ ثم جاء آخر فقال قطعوا النهر فذهبوا قال ما قطعوه قال سبحان اللہ ثم جاء آخر فقال قد قطعوا النهر فذهبوا قال علی ما قطعوه ثم جاء آخر فقال قطعوا النهر فذهبوا فقال علی ما قطعوه ولا یقطعوه ولیقتلن دونه عهد من اللہ ورسوله ثم رکب فقال لی یا جندب اما انا فابعث الیهم رجلا یقرأ المصحف یدعوهم الی کتاب ربهم وسنة نبیهم فلا یقبل علینا بوجهه حتی یرشقوه بالنبل یا جندب امانه لا یقتل منا عشرة ولا ینجو منهم عشرة ثم قال من یاخذ هذا المصحف فیمشی به الی هولاء القوم فیدعوهم الی کتاب اللہ وسنة نبیهم وهو مقتول وله الجنة فلم یجبه الا شاب من بنی عامر بن صعصعة فقال له علی خذ هذا المصحف اما انک مقتول ولست مقبلا علینا بوجهک حتی یرشقوک بالنبل فخرج الشاب بالمصحف الی القوم فلما دنا منهم حیث یسمعوا قاموا ونشبوا الفتی قبل ان یرجع فرماه انسان فاقبل علینا بوجهه فقال علی دونکم القوم قال

جندبؓ فقلت بکفی ہذہ ثمانیہ قبل ان اصلی الظہر و ما قتل منا عشرۃ ولا نجا منہم عشرۃ کما قال طس کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے جندبؓ سے کہ جب خوارج علیحدہ ہو گئے۔ علی رضی اللہ عنہ ان کی تلاش میں نکلے اور ہم بھی ساتھ تھے۔ جب ہم اُنکے لشکر کے قریب پہنچے تو ایک شور قرآن شریف پڑھنے کا سُنا گیا اور حالت اُنکی یہ کہ تہمند بندھے ہوئے اور ٹوپیاں اوڑھے ہوئے یعنی کمال درجہ کے زاہد عابد نظر آتے تھے ان کا یہ حال دیکھنے سے تو ان کا قتال مجھ پر نہایت شاق ہوا اور ایک طرف نیزہ گاڑھ کر ٹوپی اور زرہ اس پر لگا دیا اور گھوڑے سے اُتر کر نیزہ کیطرف نماز پڑھنا شروع کیا۔ اور اسمیں یہ دعا تھی کہ الٰہی اگر اس قوم کا قتل کرنا تیری طاعت ہے تو مجھے اجازت مل جائے اور اگر معصیت ہے تو مجھے اس بُرائی پر اطلاع ہو ہنوز اس سے فارغ ہوا نہ تھا۔ کہ علی رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا اے جندب شر نار ضامندی سے پناہ مانگو میں یہ سنتے ہی اُن کی طرف دوڑا اور وہ اُتر کر نماز پڑھنے لگے اتنے میں ایک شخص آیا۔ اور کہا یا امیر المومنین کیا آپ کو ان لوگوں سے کچھ حاجت ہے۔ فرمایا کیا بات کہا وہ سب نہر سے پار ہو گئے یعنی اب اُن کا تعقب مشکل ہے فرمایا پار نہیں ہوئے اس نے کہا سبحان اللہ پھر دُوسرا شخص آیا اور کہا کہ وہ لوگ نہر کے پار اُتر گئے فرمایا نہیں کہا سبحان اللہ پھر تیسرا شخص آیا ویسا ہی کہا اور وہی جواب پایا پھر چوتھا شخص آیا اور وہی کہا فرمایا نہ وہ پار اُترے اور نہ اُتریں گے اسی طرف سب قتل کئے جائیں گے۔ خدا و رسول کی طرف سے یہ بات ٹھہری ہوئی ہے۔ پھر سوار ہوئے اور فرمایا اے جندب میں ایک شخص اُن کی طرف

Marfat.com

تا ہوں جو قرآن پڑھ کے اُن کو اُن کے رب کی کتاب اور اُن کے نبی کی سنت
رف بلائے دیکھ لینا کہ وہ شخص ہماری طرف متوجہ ہونے نہ پائے گا۔کہ
ں کو تیروں سے ماریں گے۔اب جندب ہم ہیں سے دس شخص نہ مارے
یں گے اور ان میں سے دس آدمی نہ بچیں گے۔پھر فرمایا کوئی ہے کہ
صحف اس قوم کی طرف لے جائے اور اُن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور
ن کے نبی کی سنت کی طرف بلائے اور مارا جائے۔پھر اُس کے لیئے
نت ہو۔کسی نے جواب نہ دیا سوائے ایک جوان کے جو بنی عامر سے تھا۔
یا کہ یہ مصحف لے جاؤ اور تم لوٹ کے نہ آؤ گے۔وہ جوان قرآن لے کر ان کی
ت روانہ ہوا جب ایسے موقع پر پہنچا کہ اس کی آواز اُن تک پہنچنے لگی۔وہ
ے کھڑے ہوگئے اور تیر مارنا شروع کیا۔قبل اس کے کہ وہ لوٹے ایک
ص کا تیر اُس کے لگا وہ جوان تیر کے لگتے ہی ہمارے لشکر کی طرف مُنہ
اور بیٹھ گیا اس وقت علی کرم اللہ وجہہ نے حکم دیا کہ اب اس قوم کو لو۔
دبؓ کہتے ہیں کہ میں نے قبل نماز ظہر اس ہاتھ سے آٹھ آدمیوں کو قتل کیا اور
یسا کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ ہمارے دس آدمی شہید
ہوئے اور اُن کے دس آدمی نہ بچے۔روایت کیا اُس کو طبرانی نے انتہیٰ
یکھئے جندب رضی اللہ عنہ پر اُن کے زہد و عبادت کا کس قدر اثر پڑا کہ
ن کے ساتھ جنگ کرنے میں اُن کو تردد ہو گیا تھا اگر وہ تمام پیشین گوئیاں
کرم اللہ وجہہ کی وقوع میں نہ آتیں۔معلوم نہیں کہ ملال اُس کا کیونکر رفع
یا۔باوجود اُس کے قتل کے بعد پھر اُن کے حالات کا سب کو خیال آیا

Marfat.com

اور یہ فکر ہوئی کہ کہیں بہترین مردم ہمارے ہاتھ سے قتل نہ ہوئے ہوں۔ اور اس فکر نے یہانتک اثر ڈالا کہ سب کے سب رونے لگے۔ کما فی کنز العمال عن طارق بن زیاد قال خرجنا مع علی الی الخوارج فقتلهم قال اطلبوا فان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ یخرج قوم یتکلمون بکلمۃ الحق لایجاوز حلوقھم یخرجون من الحق کما یخرج السہم من الرمیۃ سیماھم ان فیھم رجلاً اسود مخدج فی یدہ شعرات اسود فانظروا ان کان ھو فقد قتلتم شر الناس وان لم یکن فقد قتلتم خیر الناس فبکینا فقال اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخدج فخرزنا سجودا وخر علی معنا الدورقی وابن جریر ترجمہ روایت ہے طارق بن زیاد سے کہ نکلے ہم علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ خوارج کی طرف اور ان کو قتل کیا پھر علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قریب ہے کہ ایک قوم نکلے گی جن کی بات حق ہوگی لیکن اُن کے حلق کے نیچے سے وہ بات نہ اُترے گی نکل جائینگے وہ لوگ حق سے جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ علامت اُن کی یہ ہے کہ اُن میں ایک شخص سیہ فام ہوگا جس کا ہاتھ ناقص اور اس پر سیاہ بال ہونگے اُس کو ڈھونڈو اگر وہ شخص اُن میں ہے تو سمجھ جاؤ کہ تم نے سب آدمیوں سے بدتر لوگوں کو مارا اور اگر وہ نہ ملا تو سمجھو کہ سب سے اچھے لوگوں کو تم نے قتل کیا یہ سُن کر سخت پریشانی ہوئی اور سب رونے لگے فرمایا ڈھونڈو تو سہی خوب تلاش کی گئی تو اُس شخص کی لاش مل گئی تمام اہل لشکر باری خوشی سجدۂ شکر میں گرے اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہمارے ساتھ سجدۂ شکر بجالایا انتہیٰ خیال کرنا چاہیئے کہ اس قوم کا تقویٰ اور تورع اور عبادت وغیرہ ہر کس درجہ

Marfat.com

ہوا تھا کہ بعد قتل کے اُن حضرات کو اس قدر خوف ہوا ور نہ یہی حضرات لشکر معاویہؓ کو برابر قتل کرتے رہے جنمیں ہزار ہا صحابہ و تابعین شریک تھے۔ پھر کسی روایت میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ اُن کے قتل میں ایسے متردد ہوئے ہوں۔ اس قوم کی عبادت کا یہ حال تھا کہ عبداللہ بن عباسؓ کے سے شخص کہتے ہیں کہ ایسے زاہد و عابد میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ جیسا کہ اس حدیث میں مصرح ہے جس کو امام نسائی رح نے خصائص علی کرم اللہ وجہہ میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔ عن ابی زمیل سماک الحنفی قال حدثنا عبداللہ بن عباس قال لما خرجت الحروریۃ اجتمعوا فی دارہم ستۃ الاف اتیت علیا علیہ السلام فقلت یا امیر المومنین ابرد الظہر لعلی آتی ہولاء القوم فاکلمہم قال انی اخاف علیک قلت کلا قال فخرجت الیہم ولبست احسن مایکون من حلل الیمن قال ابو زمیل کان ابن عباس جمیلا جہیراً قال ابن عباس فاتیتہم وہم مجتمعون فی دارہم قائلون فسلمت علیہم فقالوا مرحبا بک یا ابن عباسؓ فما ہذہ الحلۃ قال قلت ما تعیبون علیّ لقد رایت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحسن مایکون من الحلل ونزل قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قالوا فما جاء بک قلت اتیتکم من عند صحابۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المہاجرین والانصار لابلغکم ما یقولون وتخبرون بما تقولون فعلیہم نزل القرآن وہم اعلم بالوحی منکم وفیہم انزل ولیس فیکم منہم احد فقال بعضہم لاتخاصموا قریشا فان اللہ تعالی یقول بل ہم قوم خصمون قال ابن عباس واتیت قوماً لم ار قوما قط اشد اجتہاداً منہم مسہمۃ وجوہہم من السہر کان ایدیہم ورکبہم

Marfat.com

تمشي عليهم قمص مرحضة فقال بعضهم لنكلمنه ولننظرن ما يقول قلت اخبروني
ما نقمتم على ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وصهره والمهاجرين والانصار قالوا ثلاثا
قلت ما هن قالوا اما احداهن فانه حكم الرجال في امر الله تعالى وقال الله تعالى ان
الحكم الا لله وما للرجل وما للحكم وما للرجل فقلت هذه واحدة واما الاخرة فانه قاتل
ولم يسب ولم يغنم فلئن كان الذي قاتل كفارا لقد حل سبيهم وغنيمتهم ولئن كانوا
مومنين ما حل قتالهم قلت هذه ثنتان فما الثالثة قالوا انه محى اسمه من امير المومنين
فهو امير الكافرين قلت اعندكم سوى هذا قالوا حسبنا هذا فقلت لهم ارايتم ان قرات
عليكم من كتاب الله ومن سنة نبيه صلى الله عليه وسلم ما يرد به قولكم اترضون قالوا
نعم فقلت لهم اما قولكم حكم الرجال في امر الله تعالى فانا اقرا عليكم ما قد رد حكمه الى
الرجال في ثمن ربع درهم في ارنب ونحوها من الصيد فقال يا ايها الذين آمنوا
لا تقتلوا الصيد وانتم حرم الى قوله تعالى يحكم به ذوا عدل منكم فنشدتكم بالله احكم
الرجال في ارنب ونحوها من الصيد افضل ام حكمهم في دمائهم وصلاح ذات بينهم
وان تعلموا ان الله تعالى لو شاء لحكم ولم يصير ذلك الى الرجال وفي المرأة وزوجها
قال الله عز وجل وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها ان
يريدا اصلاحا يوفق الله بينهما فجعل الله تعالى حكم الرجال سنة ماضية اخرجت من
هذه قالوا نعم قلت واما قولكم قاتل ولم يسب ولم يغنم اتسبون امكم عائشة رضي الله عنها
ثم تستحلون منها ما تستحل من غيرها فلئن فعلتم فقد كفرتم وهي امكم وان قلتم ليست بامنا
لقد كفرتم ان الله تعالى يقول النبي اولى بالمومنين من انفسهم وازواجه
امهاتهم فانتم تدورون بين ضلالتين ايهما صرتم اليهما صرتم الى ضلالة فنظر

Marfat.com

بعضهم الی بعض قلت اخرجت من هذه قالوا نعم قلت اما قولکم محی اسمه من امیر المومنین فانا انبئکم من ترضون ارأکم قد سمعتم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ کاتب سہیل بن عمرو وابا سفیان بن حرب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لامیر المومنین اکتب یا علی ہذا ما اصطلح علیہ محمد رسول اللہ فقال المشرکون واللہ ما نعلم انک رسول اللہ لو نعلم انک رسول اللہ ما قاتلناک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انک تعلم انی رسول اللہ اکتب یا علی ہذا ما اصطلح علیہ محمد بن عبد اللہ فواللہ لرسول اللہ خیر من علی وما اخرجہ من النبوۃ حین محی نفسہ قال عبد اللہ بن عباس فرجع من القوم الفان وقتل سائرہم علی ضلالۃ انتہی قال الحاکم ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم

ترجمہ روایت ہے ابو زمیل سماک حنفی سے کہ ابن عباس رض نے کہا کہ جب نکلے حروریہ اور جمع ہوئے چھ ہزار شخص اپنے مقام میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر کہا کہ یا امیر المومنین نماز ظہر میں کسی قدر توقف کیجیے میں چاہتا ہوں کہ اس قوم میں جاؤں اور ان سے کچھ گفتگو کروں فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ تمہیں کہیں ضرر نہ پہنچائیں میں نے کہا کچھ خوف نہ کیجیے پھر میں عمدہ حلہ یمنی پہن کر نکلا۔ ابو زمیل کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بہت خوبصورت اور بلند آواز تھے ابن عباس رض رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس قوم میں گیا جہاں وہ سب جمع تھے اور ان پر سلام کیا انہوں نے اس کے جواب میں کہا مرحبا اے ابن عباس اور یہ حلہ کیسا میں نے کہا مجھ پر کیا عیب دھرتے ہو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میں نے عمدہ سے عمدہ حلہ دیکھا ہے اور یہ آیت قرآن

Marfat.com

شریف میں موجود ہے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ یعنی کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون حرام کیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی اپنے بندوں کے لئے پھر میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے پاس سے جنمیں مہاجرین انصار موجود ہیں اس غرض سے آیا ہوں کہ تمہیں اُن کے اقوال پہنچادوں وہ لوگ وہ ہیں جن پر قرآن نازل ہوا اور وہ تم سے زیادہ حق کو جانتے ہیں انہیں کے معاملات میں قرآن نازل ہوا اور اُن میں سے تم میں کوئی نہیں ہے ۔ جب اُنہوں نے یہ سُنا تو بعضوں نے کہا قریش سے مباحثہ مت کرو کیونکہ حق تعالیٰ انکی شان میں فرماتا ہے هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ یعنی وہ لوگ جھگڑنے والے ہیں ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں ایسی قوم میں گیا ۔ کہ عبادت میں کوشش کرنے والے اُن سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا تھا چہرے اُن کے زیادہ جگنے سے سوکھے ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ٹیڑھے سفید کپڑے پہنے ہوئے غرض بعضوں نے مباحثہ سے انکار کیا اور بعضوں نے کہا ۔ کہ ہم مباحثہ کرتے ہیں دیکھیں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں ۔ میں نے کہا ۔ یہ تو بتلاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اور داماد میں اور مہاجرین و انصار میں تم نے کیا عیب دیکھا ہے کہا تین عیب ہیں میں نے کہا وہ کیا ۔ کہا ایک تو یہ کہ انہوں نے اللہ کے کام میں لوگوں کو حکم بنایا ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ یعنی نہیں ہے حکم مگر اللہ کے لئے آدمی کو حکم سے کیا علاقہ کہا دوسرا یہ کہ انہوں نے جنگ کیا پھر نہ ان لوگوں کو قید کیا نہ اُن کا مال لوٹا ۔ اگر وہ لوگ کافر تھے تو اُن کا مال حلال تھا

ر غنیمت تھا اور اگر مسلمان تھے تو ان کے ساتھ لڑنا ہی درست نہ تھا۔ کہا
ں دو ہوئے تیسری بات کیا ہے کہا انھوں نے اپنے نام سے لفظ امیرالمومنین
مٹا دیا تو اب وہ امیر الکافرین ہیں۔ میں نے کہا اس کے سوائے بھی کچھ اور الزامات
ہیں۔ کہا یہی بس ہیں۔ میں نے کہا اگر ان اعتراضات کے جواب میں قرآن کی
یتیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں پڑھوں تو کیا تم راضی ہوگے کہا
ں۔ میں نے کہا کہ جو تم کہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ کے امر میں انھوں نے ان
دمیوں کو حکم بنایا سو یہ آیت سنو کہ حق تعالیٰ نے ربع درہم کے معاملہ کو آدمیوں
رائے پر رکھا یعنی محرم اگر خرگوش برابر جانور کو شکار کرے تو اس کی جزا
جس کا اندازہ ربع درہم ہوگا۔ دو شخص عدل کے حکم کی ضرورت ہے کہا
لےٰ تعالیٰ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ الیٰ قولہٖ تعالےٰ
مُ بِہٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ اب میں قسم دیکر تم سے پوچھتا ہوں کہ آدمیوں کا حکم ہونا
گوش کے باب میں افضل ہے یا مسلمانوں کے خون اور ان کے اصلاح کے معاملہ
ں اور تم جانتے ہو کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس معاملہ میں خود ہی حکم فرماتا
اسی طرح عورت اور مرد کے مقدمہ میں حکم بنانے کی اجازت اس آیۃ شریفہ
ثابت ہے قال تعالیٰ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِہِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَھْلِہٖ
حَکَمًا مِّنْ اَھْلِہَا اِنْ یُّرِیْدَا اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیْنَہُمَا۔
ں سے معلوم ہوا کہ آدمیوں کو حکم بنانا سنت جاریہ ہے کیا اس اعتراض
جواب ہوگیا۔ کہا ہاں۔ پھر میں نے کہا تم جو کہتے ہو کہ انھوں نے جنگ کیا۔
سی کو قیدی نہ بنایا۔ اور نہ غنیمت لی سو میں پوچھتا ہوں کیا تم اپنی ماں

Marfat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنا لوگے اور اُن سے حلال سمجھوگے جاور روں حلال سمجھتے ہو اگر اس کے قائل ہوئے تو کافر ہو گئے کیونکہ وہ تمہاری ماں ہیں اور اگر تم نے کہا کہ ماں نہیں ہیں تب بھی کافر ہو گئے کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ اس صورت میں تم دو گمراہیوں میں سرگرداں رہو گے جسکو اختیار کیا گمراہ ہوئے یہ سنتے ہی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے ہیں کہا اس اعتراض کا بھی جواب ہو گیا۔ کہا ہاں پھر میں نے کہا۔ تم جو کہتے ہو کہ لفظ امیرالمومنین کو مٹا دیا سوئیں اُن کے حال سے خبر دیتا ہوں جس سے تم راضی ہو جاؤ گے اور میں خیال کرتا ہوں کہ تم نے بھی سنا ہو گا۔ کہ جب حدیبیہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن عمرو اور ابو سفیان بن حرب کے ساتھ مصالحت کی اور صلحنامہ امیرالمومنین کے ہاتھ لکھوایا۔ فرمایا اے علی لکھو ہٰذا ما اصطلح علیہ محمد رسول اللہ ان لوگوں نے کہا یہ نہ ہو گا۔ وہ نہیں جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ورنہ جنگ ہی نہ کرتے حضرت نے فرمایا اللہ تو جانتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں لکھو اے علیؓ ہٰذا ما اصطلح علیہ محمد بن عبداللہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر ہیں علیؓ سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم لفظ رسول اللہ کو مٹاتے سے رسالت سے ہرگز نہیں نکلے۔ عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ یہ تقریر سن کر دو ہزار شخصوں نے توبہ کی اور باقی اسی گمراہی پر مارے گئے انتہی۔ اس حدیث سے اُن کے عبادات اور خیالات کا حال معلوم ہوا احتیاط کا یہ حال تھا کہ بات بات پر قرآن و حدیث سے دلیل طلب کیجاتی تھی اور رائے سے بالکل احتراز تھا جیسا کہ اس حدیث

Marfat.com

سے ظاہر ہے عن علی بن ابی ربیعہ قال سمعت علیاً علی المنبر واتاہ رجل فقال یا امیرالمومنین مالی اراک تستحل الناس استحالۃ الرجل ابلہ بعہد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او شیئاً رائیتہ قال واللہ ماکذبت ولاضللت ولاضل بی بل عہد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہدہ الی وقد خاب من افتری عہدا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین البزار ع کذا فی کنزالعمال ترجمہ روایت ہے علی ابن ابی ربیعہ سے کہ علی کرم اللہ وجہہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا اے امیرالمومنینؓ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ آدمیوں کی خونریزی ایسی حلال سمجھ رہے ہیں جیسے کوئی اپنے اونٹوں کو ذبح کرتا ہے کیا کوئی وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسباب میں آپ کو ہوئی ہے یا آپ اپنی رائے سے یہ کام کرتے ہو فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ نہ میں جھوٹ کہا نہ مجھ کو جھوٹی خبر دیگئی اور نہ گمراہ ہوا نہ گمراہ کیا گیا اور بے نصیب ہے جو افترا کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی کہ جو لوگ عہد شکنی کریں اور حق بات سے عدول کریں اور خروج کریں تو ان کے ساتھ جنگ کروں انتہیٰ اسی طرح دوسری روایت میں وارد ہے عن الحسن قال لما قدم علی البصرۃ فی امر طلحۃ واصحابہ قام عبداللہ بن الکوا وابن عباد فقالا یا امیرالمومنین اخبرنا عن مسیرک ہذا وصیۃ اوصاک بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام عہد عہدہ ام رای رائیتہ الحدیث رواہ ابن راہویہ وصحح کذا فی کنزالعمال۔ ترجمہ روایت ہے حسن بصری رح سے کہ جب علی کرم اللہ وجہہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کے بارہ میں بصرہ کو تشریف لائے۔

Marfat.com

عبداللہ بن کوا اور ابن عباد کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے امیرالمومنین خبر دیجئے کہ یہ آپ کا جانا کیسا ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے یا اقرار لیا ہے یا صرف آپکی رائے ہے انتہیٰ۔ مقصود یہ کہ اگر رائے ہو تو ہم اتباع نہ کریں گے۔ اُن لوگوں کو رائے سے کچھ ایسا احتراز تھا کہ اس کو بالکل بیکار ہی کردیا تھا اسی وجہ سے بھانجے اور بھتیجوں کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح جائز رکھتے تھے اس لئے کہ قرآن شریف میں صرف لڑکیوں اور بھانجی بھتیجیوں کی حرمت کا ذکر ہے۔ اُن کی اولاد کا ذکر نہیں۔ یہ بات عبدالکریم شہرستانی نے الملل ونحل میں لکھی ہے اور قرآن شریف پر عمل کرنے میں ان کو اس قدر غلو تھا کہ جب تک نص قطعی سے کوئی بات ثابت نہ ہو کسی کی نہ مانیں یہانتک کہ زانی کے رجم کے کے قائل نہ تھے اور نہ اُس حدقذف کے قائل تھے جو محصن مرد کو کوئی گالی دے اس لئے کہ ان دونوں مسئلوں کا حکم صرف حدیث سے ثابت ہے۔ صراحۃً قرآن شریف میں مذکور نہیں کذا فی الملل والنحل۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ بات بات پر قرآن سے دلیل طلب کرتے ہیں۔ تو تنگ ہو کر ایک بار قرآن منگوایا اور کہنے لگے اے قرآن ان لوگوں سے تو ہی بات کر کہا

وردعن عبداللہ بن عیاض بن عمرو الفارسی قال جاء عبداللہ بن شداد فدخل علی عائشۃ رض ونحن عندھا جلوس مرجعہ من العراق لیالی قتل علی رض فقالت لہ یا عبداللہ بن شداد ھل انت صادق عما اسالک عنہ حدثنی عن ھولاء القوم الذین قتلھم علی رض قال ان علیا لما کاتب معاویۃ وحکم الحکمین علیہ خرج علیہ ثمانیۃ الاف من قراء الناس فنزلوا ارضا یقال لھا حروراء من جانب الکوفۃ وانھم

عتبوا علیہ فقالوا انسلخت من قمیص البسکہ اللہ واسم سماک اللہ بہ ثم نطلقت
فحکمت فی دین اللہ ولا حکم الا اللہ فلما بلغ علیا ما عتبوا وفارقوہ امر موذنا فاذن
لا یدخل علی امیر المومنین الا رجل قد حمل القرآن فلما ان امتلات الدار من قرار
الناس دعا بمصحف امام عظیم فوضعہ بین یدیہ فجعل یصکہ بیدہ ویقول ایہا
المصحف حدث الناس فقالوا یا امیر المومنین انسأل عنہ فانما ہو مداد فی ورق
ونحن نتکلم بما رونیا عنہ فما ترید قال اصحابکم ہولاء الذین خرجوا بینی وبینہم کتاب
اللہ الحدیث حم والعدنی ع ک کرص کذا فی کنز العمال - ترجمہ روایت ہے
عبداللہ بن عیاض سے کہ ایک بار عبداللہ بن شداد حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا کے پاس آئے اور ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ عائشہ رضی نے ان سے پوچھا
اے عبداللہ سچ بتاؤ کہ علی رضی اللہ عنہ نے جن لوگوں کو قتل کیا ان کا
حال کیا تھا کہا جب علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما نے صلحنامہ لکھا اور دو
شخصوں کو حکم قرار دیا آٹھ ہزار قاری قرآن علیحدہ ہو گئے اور حرورا
میں جو ایک مقام ہے کوفہ کے گرد و نواح میں جا ٹھہرے اور علی رض پر الزام
لگایا کہ جو قمیص اللہ نے تمہیں پہنایا تھا اسکو تم نے نکال دیا اور جو لقب کہ
اللہ کی طرف سے تمہیں ملا تھا اس کو تمنے مٹا دیا اور اپنے ہاتھ سے آپ ہی
معزول ہو گئے اور اللہ کے دین میں تم نے حکم بنایا۔ حالانکہ حکم خاص اللہ کے
لئے ہے علی رض نے یہ سنکر اعلان دیا کہ جو شخص امیر المومنین کے پاس آوے۔
قرآن ساتھ لیتے آئے جب دار الحکومت قاریوں سے بھر گیا مصحف امام کو
منگوا کر روبرو رکھا اور اس کو مار مار کہنے لگے اے مصحف ان لوگوں سے بات کر

Marfat.com

انہوں نے کہا اے امیرالمومنین ہم قرآن سے نہیں پوچھتے وہ تو سیاہی ہے
کاغذوں میں ہم اسمیں کلام کرتے ہیں جو ہم سے بیان کیا گیا ہے آپ چاہتے کیا
ہیں فرمایا یہ لوگ تمہارے ساتھ والے جو علیحدہ ہو گئے ہیں۔ ان کے اور
میرے بیچ میں کتاب اللہ ہے روایت کیا اس کو امام احمد اور عدنی اور
ابوالعلی اور حاکم اور ابن عساکر نے انتہیٰ قیاس کرنا چاہیئے ان لوگوں نے
دلائل پوچھ پوچھ کر علیؓ کو کس قدر دق کیا ہوگا کہ یہ حرکت ان سے صادر
ہوئی اور تنزیہ جناب باری میں ان لوگوں کو اس بلا کا احتیاط تھا کہ سورۃ
یوسف کو قرآن شریف سے اس لحاظ سے خارج کردیا کہ خدائے تعالیٰ کی
شان سے بعید ہے کہ عشق کا قصہ بیان کرے اور عمل میں ان کو اس قدر
اہتمام تھا کہ مرتکب کبیرہ کو کافر اور مخلد فی النار اور صغیرہ پر اصرار کرنیوالوں کو مشرک
کہتے تھے صاحب ملل ونحل نے انکا قول نقل کیا ہے کہ نماز کو ترک کرنیوالا کافر ہے نہ
اس وجہ سے کہ نماز کو ترک کیا بلکہ اس وجہ سے کہ حق تعالیٰ کو نہیں جانا کیونکہ اگر
جانتا اور اعتقاد رکھتا کہ حق تعالیٰ تمام احوال پر مطلع اور طاعت پر جزا
اور معصیت پر سزا دینے والا ہے تو اس گناہ پر جرأت نہ کرتا اس جرأت
سے معلوم ہوا کہ اس نے جانا ہی نہیں اور اگر جانا ہے تو تکلیف کی کچھ پرواہ
نہ کی۔ اس باب میں تارک صلوٰۃ اور ہر مرتکب کبیرہ کافر ہونے میں برابر
ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابلیس صرف کبیرہ کے مرتکب ہونے سے کافر
ہوا کہ باوجود حکم کے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا ورنہ اس کی توحید
میں کسی قسم کا شک نہیں اور یہ بھی اعتقاد ہے کہ اجنبی عورت کو دیکھ لینا

Marfat.com

یا چھوٹی جھوٹ کہنا صغیرہ ہے اور جب اس پر اصرار ہو تو شرک ہو جاتا ہے
خیال کر نیکی جائے ہے کہ جن لوگوں نے یہ اصول مان لئے ہوں گے اُن کے
اعمال کا کیا حال ہوگا۔ جتنے ذریعے نجات کے آدمی خیال کر سکتا ہے وہاں
سب منقطع ہیں۔ دوزخ ہر وقت پیش نظر ہے کہ جہاں امر الٰہی کے امتثال میں
سستی ہوئی یا کوئی حرام فعل صادر ہو گیا قطعًا دوزخی بن گئے اب نہ کسی کی
شفاعت سے کام چلتا ہے نہ خدائے تعالیٰ کی رحمت کی اُمید ہے کیونکہ کفار
کا رحمت الٰہی سے مایوس ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اس خیال شبانہ
روزی نے اُن کے چہروں پر کیسا رنگ خضوع جمایا ہوگا۔ اور اعضا پر
کیسی کیفیت انکسار طاری ہوگی۔ اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے کہا اُنکی سی حالت
کسی قوم کی میں نے نہیں دیکھی اور ظاہر بھی یہی ہے اس لئے صحابہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے اور خدائے تعالیٰ کی رحمت کے قائل تھے
اور جانتے تھے کہ صرف عمل سے کبھی نجات نہیں مل سکتی پھر اُن حضرات پر
اُنکی سی مصیبت ہی کیوں آتی جو ویسی حالت بنتی۔ غرضکہ توحید عبادت زُہد
تقویٰ وغیرہ اُمور جن کا حال بتفصیل معلوم ہوا ان لوگوں میں نہایت
درجہ بڑے ہوئے تھے۔ اگر یہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں نہ ہوتے
تو بادی النظر میں اولیا اللہ سمجھے جاتے اور اُنکے مخالف کو نہیں معلوم لوگ
کیا سمجھتے۔ مگر الحمد للہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کارروائیوں اور احادیث
صحیحہ کی تصریحات سے تمامی اہل اسلام پر اُن کی قلعی کھل گئی۔ اور بے دین
اور دوزخی ہونا اُن کا ثابت ہو گیا۔ اب دیکھنا چاہیے۔ کہ وہ

Marfat.com

کونسی بات تھی جس نے باوجود ان اوصاف کمال کے اُن پر بے دینی کا حکم صادر کر دیا اصل منشا اگر دیکھا جائے تو صرف بیباکی اور بے ادبی اُنکی پیش نظر ہو جائیگی جس سے پہلی خرابی یہ ہوتی کہ بزرگان دین کی عظمت نہ ہونیکی وجہ سے طبیعت میں تقلید کی صلاحیت نہ رہی اور ہمسری کا دعویٰ کر کے مجتہدین بیٹھے۔ حضرت علیؓ کے قول کا جب اُن کے نزدیک کچھ اعتبار نہ اور ہر بات میں ان سے دلیل طلب کرتے تھے تو اور کسی بزرگ کے قول کو وہ کب مانتے تھے۔ حالانکہ علیؓ کا قول و فعل خود واجب القبول اور بجائے خود دلیل تھا۔ آخر یہی ترک تقلید جس کو انہوں نے تحقیق سمجھا تھا۔ عین ماد گمراہی ہوا۔ دیکھ لیجئے جب مسئلہ حکم اُن کے سمجھ میں نہ آیا اور اس میں تقلید بھی نہ کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر شرک و کفر کا الزام لگا دیا اور خود کافر بنے نعوذ باللہ من ذلک اس سے بڑھ کر اور کیا گستاخی اور بے ادبی ہوگی کہ کیسے کیسے جلیل القدر صحابہ کی انہوں نے تکفیر کی جس کا حال معلوم ہوگا اور مخبر صادق کی بشارتوں کا کچھ خیال نہ کیا۔ ملل و نحل میں لکھا ہے کہ زیاد بن امیہ نے عروہ ابن ادبیہ سے جو خارجی تھا پوچھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کیا حال تھا کہا اچھے تھے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا کہا ابتدا میں چھ سال تک اُن کو میں بہت دوست رکھتا تھا پھر جب انہوں نے نئی نئی باتیں اور بدعتیں شروع کیں ان سے علیحدہ ہو گیا اس لئے کہ وہ آخر میں نعوذ باللہ کافر ہو گئے تھے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا کہا وہ بھی اوائل میں اچھے تھے جب حکم بنایا نعوذ باللہ کافر ہو گئے اسلئے اُن سے بھی علیحدہ

Marfat.com

ہو گیا پھر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا کہ انکو ایک سخت گالی دی پھر
زیاد بن امیہ نے اپنا حال پوچھا کہا تمہارا اوّل زینت تھا اور آخر گندگی اور
دونوں حالتوں کے بیچ میں تم اپنے رب کے نافرمان ہو زیاد نے اسکی گردن مارنے کا حکم دیا
اور اسکے غلام کو بلا کر کہا کہ اسکا مختصر سا حال بیان کر کہا جب میں اسکے پاس کھانا
لیجاتا یا بچھونا کر دیتا تو غرض ہر حال میں یہی اعتقاد اور اجتہاد اس کا دیکھتا تھا
لکھا ہے کہ طلحہ زبیر عائشہ عبداللہ بن زبیر اور تمام اہل اسلام جو انکے ساتھ تھے
رضی اللہ عنہم اجمعین سبکی تکفیر کیا کرتے اور سبکو مخلد فی النار کہتے تھے نعوذ باللہ من ذلک
اور ان کا یہ بھی قول تھا کہ جائز ہے کہ حق تعالیٰ ایک ایسا نبی بھیجے کہ بعد نبوت
کے کافر ہو جائے یا قبل نبوت کے کافر رہا ہو اور ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ
حق تعالیٰ عجم میں ایک نئی ملت صابیہ سے پیدا کرے گا اور اس پر ایک
کتاب وقت واحد میں نازل ہو گی جو آسمان پر لکھی جا چکی ہے اور محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو چھوڑ دے گا۔ ملل و نحل میں سوائے اسکے
اور کئی اعتقاد ان کے نقل کئے ہیں بخوف تطویل اسی پر اکتفا کیا گیا اس سے
ظاہر ہے کہ کسر شان نبوت بھی انکو مقصود تھی چنانچہ اس حدیث سے یہ بھی
بات معلوم ہوتی ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔ عن ابی یحییٰ قال سمع
رجلا من الخوارج وھو یصلی صلوۃ الفجر یقول ولقد اوحی الیک والی الذین
من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین قال فترک سورتہ
التی کان فیہا قال وقرأ فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنک الذین لا یوقنون
روایت ہے ابی یحییٰ سے کہ ایک خارجی نے صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھی۔

Marfat.com

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ یعنی آپ کی طرف اور اگلے نبیوں کی طرف یہ وحی کی گئی
کہ اگر شرک کروگے۔ تم تو تمہارے عمل اکارت ہو جائیں گے اور ہوگے تم
نقصان پانے والوں سے انتہیٰ۔ پھر اس سورہ کو چھوڑ کر دوسرے سورہ
کی یہ آیت پڑھی فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ الاٰیة یعنی صبر کرو یقیناً اللہ کا
وعدہ سچا ہے اور نہ ہلکا کریں آپکو وہ لوگ جو یقین نہیں کرتے اس قسم کی آیتیں
چُن چُن کے پڑھنے سے مقصود اُس شخص کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ عظمت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لوگوں کے دلوں سے کم ہو جائے کیونکہ اگر اسکو
قراءت ہی مقصود ہوتی تو مرتب آئیتیں پڑھتا راوی کو بھی حیرت ہوئی پھر
وہ سمجھ گئے کہ یہ بات مسلمان سے ہو نہیں سکتی بعد تحقیق کے پہلے تصریح اس
امر کی کردی۔ کہ وہ شخص خارجی تھا پھر وہ قصہ بیان کیا۔ اگر اُس شخص کی
برائی بیان کرنا راوی کو مقصود نہ ہوتا تو اس قصہ کے بیان کی کوئی ضرورت
نہ تھی اس لئے کہ قرآن ہر شخص نماز میں پڑھتا ہے۔ ان تمام احادیث وغیرہ
سے اس قوم کا طریقہ اور طرز رفتار معلوم ہو گیا کہ جب اپنی سمجھ کے کوئی بات
خلاف پائے اس پر اعتراض کر بیٹھے اور ادب کو پاس آنے نہ دیتے۔ توحید کی
حفاظت اور شرک وبدعت کے مٹانے کو اپنا فرض منصبی ٹھہرایا تھا پھر اس ٹٹی
کے آڑ میں ہزارہا مسلمانوں کی تکفیر کردی جو آیتیں کفار کی شان میں نازل
ہوئیں مسلمانوں کو اُن کا مصداق بنایا جیسا کہ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ کو جو
کفار قریش کی شان میں ہے صحابہ کے مقابل پڑھ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی تنقیص شان کی آیتیں ڈھونڈا کرتے وغیر ذلک الحاصل

Marfat.com

ستاخیوں اور بے ادبیوں میں وہ لوگ ہر زمانہ کے بے ادبوں کے پیشوا
ور مقتدا تھے جس مسئلہ و مقام میں انہوں نے کچھ کلام کیا۔ اُن کے پیرووں
یں وہ مسئلہ معرکۃ الآرا بنا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ قریب معلوم ہوگا۔ پھر
ں بے دینیوں پر اُن کو وثوق تھا کہ اپنے مخالفوں کو کافر اور اُن کے مال کو
غنیمت سمجھے تھے کما فی الملل والنحل ظاہر اس بات پر وہ لوگ دلیل بھی رکھتے
تھے کہ نہ اُن کا سا کوئی عابد و زاہد اس وقت تھا نہ صاف صاف کہنے والا
دینی اُمور میں کسی کی رو رعایت نہیں خواہ ولی ہو یا صحابی یا نبی جہاں خلاف
بات دیکھی فوراً کہہ دیا۔ ہرچند یہ دلیل ظاہراً قوی معلوم ہوتی ہے مگر انجام کار
کے معلوم ہونے سے ہمیں تو یقین ہوگیا۔ کہ واقع میں وہ دلیل بالکل باطل
اور سیدھی دوزخ میں لیجانیوالی تھی اب اُن کے انجام کار کا حال سنئے مصنّف
ابن ابی شیبہ میں ہے۔ عن سعید بن جمهان قال کانت الخوارج قد دعونی حتی
کدت ان ادخل فیھم فرایت اخت ابی بلال فی المنام کانھا رأت ابا بلال
قالت فقلت یا اخی ما شانک قال فقال جعلنا بعدکم کلاب اہل النار
روایت ہے سعید بن جمہان سے وہ کہتے ہیں۔ کہ خوارج مجھے اپنے طرف
بلاتے اور ترغیب دیتے تھے یہانتک کہ قریب تھا کہ میں اُن میں مل جاؤں
ایک رات ابی بلال کی بہن کو خواب میں دیکھا۔ کہ وہ کہہ رہی ہیں کہ میں نے
اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے کہا ہم لوگ
تمہارے بعد دوزخ کے کتے بنائے گئے انتہیٰ۔ یہ خواب تصدیق اُس حدیث
شریف کی ہے جو کنز العمال میں ہے عن ابی غالب قال کنت فی مسجد دمشق فجاؤ

Marfat.com

بسبعین راسا من راس الحروریة فنصبت علی درج المسجد فجاء ابوامامة فنظر الیہم
فقال کلاب جہنم شر قتلی قتلوا تحت ظل السماء ومن قتلوا خیر قتلی تحت ظل السماء وبکی قال
یا ابا غالب تقرا آل عمران قلت نعم قال منهن ایات محکمات هن ام الکتاب
واخر متشابہات فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ
ابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ وقال تعالی یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ
فاما الذین اسودت وجوہہم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون
قلت یا ابا امامة انی رایتک تہریق عبرتک قال نعم رحمة لہم انہم کانوا من اہل
الاسلام قال افترقت بنو اسرائیل علی واحدة وسبعین فرقة وتزید ہذہ الامۃ
فرقة واحدة کلہا فی النار الا السواد الاعظم علیہم ما حملوا وعلیکم ما حملتم وان تطیعوہ
تہتدوا والسمع والطاعة خیر من الفرقة والمعصیة فقال لہ رجل یا ابا امامة امن
رایک تقول ہذا ام شیء سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی اذا لجری
بل سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر مرة ولا مرتین ولا ثلثة حتی ذکر
سبعًا ش وابن جریر ترجمہ - روایت ہے ابو غالب سے کہ خارجیوں کے ستر
سر دمشق میں مسجد کی سیڑھیوں پر نصب کئے گئے ابو امامہ رضؓ نے انکی طرف دیکھ کر
کہا کہ یہ جہنم کے کتے ہیں اور بدتر ہیں تمام روئے زمین کے مقتولوں سے اُن
کے قاتلوں سے جو شہید ہوئے وہ تمام روئے زمین کے مقتولوں سے بہتر ہیں
پھر یہ آیتیں پڑھیں اور کہا کہ جتنے فرقے سواد اعظم کے سوا ہیں سب دوزخی ہیں
کسی نے کہا اے ابو امامہ یہ باتیں کیا آپ اپنی رائے سے کہتے ہیں یا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں کہا اگر میں اپنی رائے سے ایسی باتیں کہوں تو مجھ میں بڑی جرأت ہوتی

Marfat.com

باتیں ایک دو بار نہیں بلکہ سات بار سے زیادہ سنی ہیں روایت کیا اس کو
ابن شیبہ اور ابن جریر نے انتہیٰ ملخصاً - اور یہی روایت بادنیٰ اختلاف مستدرک
حاکم میں دو طریقوں سے مروی ہے ایک میں اُن کا کلاب النار ہونا مصرح
ہے۔ غرضکہ اُس قوم کا دوزخی بلکہ دوزخ کے کتے ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے کئی بار کے ارشاد سے ثابت ہے اور تصدیق بھی اُس خواب سے
ہو گئی۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ باوجود اُن فضائل کے دوزخ میں آدمی بھی
نہیں کتے بنے اس کی کیا وجہ ہو گی۔ بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ انھیں کتوں کی صفت
غالب تھی کہ بزرگان کی شان میں زبان درازی کرنا اور ہر کسی پر بیباکانہ حملہ
کر جانا گویا اُن کا شعار ہو گیا تھا چونکہ یہ صفت راسخ تھی اس عالم میں اُس کا
یہ اثر ہوا کہ صورت ظاہری بھی اس کے تابع کر دی گئی نعوذ باللہ من ذلک اس
قوم کی ایک ظاہر نکبت یہ تھی کہ جس کے دل میں انکی محبت آئی آثار برکت کے
اُس سے جاتے رہے چنانچہ اس روایت سے ظاہر ہے عن ابی الطفیل ان
رجلا ولد لہ غلام علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدعا لہ واخذ بشرۃ جبہتہ فقال
بہا ہکذا وغمز جبہتہ ودعا لہ بالبرکۃ قال فنبت شعرۃ فی جبہتہ کانہا ہلب فرس
فشب الغلام فلما کان زمن الخوارج احبہم فسقطت الشعر عن جبہتہ فاخذ ابوہ یقیدہ
مخافۃ ان یلحق فیہم قال فدخلنا علیہ فوعظناہ وقلنا لہ فیما نقول الم تران برکۃ دعوۃ
الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قد وقعت من جبہتک فما زلنا بہ حتی رجع عن رایہم
فرد اللہ الیہ الشعر بعد فی جبہتہ وتاب واصلح کذا فی مصنف ابن ابی شیبہ
ترجمہ روایت ہے ابو الطفیل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ

Marfat.com

میں ایک لڑکا پیدا ہوا حضرت نے اُس کو دعا دی اور اُس کی پیشانی پر ہاتھ
رکھا اور دبا یا۔ اثر اُس کا یہ ہوا کہ پیشانی پر اُس کی خاص طور پر بال اُگے جو
تمام بالوں سے ممتاز تھے وہ لڑکا جوان ہوا اور خوارج کا زمانہ پہنچا اور ان
سے اُس کو محبت ہوئی ساتھ ہی وہ بال جو دست مبارک کا اثر تھا جھڑ گئے اُس کے
باپ نے جو یہ حال دیکھا اسکو قید کر دیا کہ کہیں اُن میں مل نہ جائے ابوالطفیل
کہتے ہیں کہ ہم لوگ اسکے پاس گئے اور وعظ و نصیحت کی اور کہے دیکھو تم
اُن لوگوں کی طرف مائل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کی
برکت تمہاری پیشانی سے جاتی رہی غرض جبتک وہ شخص اُنکی رائے سے رجوع
نہ کیا ہم اُس کے پاس سے ہٹے نہیں پھر جب اُنکی محبت اُسکے دل سے جاتی رہی
حق تعالیٰ نے وہی نشانی دست مبارک کی اسکی پیشانی میں پھر پیدا کر دی پھر
تو اس نے بالکلیہ اُنکے عقاید سے توبہ کی اور اچھی حالت پر ہو گیا انتہے۔ اس
حدیث سے کئی اُمور مستنبط اور ثابت ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ جہاں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک لگ گیا اس مقام کو ہمیشہ کے لئے ایک خصوصیت
اور برکت حاصل ہو گئی پھر کبھی تو حق تعالے نے اُسکے آثار ظاہر بھی فرما دیا اور
اگر کبھی ظاہر نہ فرمایا۔ تو اس مقام میں برکت تو ضرور رکھی اسی وجہ سے بخاری
شریف وغیرہ کتب صحاح سے ثابت ہے کہ ابن عمرؓ وغیرہ صحابہ حضرت کے ماثر
کو تلاش کرنے میں نہایت اہتمام کیا کرتے تھے انشاءاللہ تعالیٰ کسی مقام میں
یہ بحث بھی مفصل آجائیگی۔ دوسرا یہ کہ اُن آثار کے ظہور کے لئے وہ مقامات
خاص کئے جاتے تھے جو برگزیدہ ہوں پھر جہاں کسی قسم کی انمیں خرابی آگئی وہ آثار

Marfat.com

صلاحیت وہاں سے جاتی رہی تاکہ طالبان حق کو اس سے عبرت حاصل ہو تیسرا یہ کہ اُن آثار کے اثر کے لئے بھی وہی لوگ خاص کئے جاتے تھے جو اہل حق ہوں یعنی اس برکت کے قابل اہل ایمان ہی ہوا کرتے تھے۔ اہل باطل کو اس طرف توجہ نہ تھی۔ چوتھا یہ کہ جس کو حضرت نے براہ شفقت دست مبارک لگادیا عقاید باطلہ کا اثر اُس کے دلمیں ہونے نہ پایا دیکھ لیجئے۔ اگر اس شخص کے دل میں اوّل عقاید کا پورا اثر ہو جاتا تو پھر اس کے رجوع کی اُمید نہ تھی جیسا کہ ابی ہریرہؓ کی روایت سے معلوم ہوا اور انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ بھی معلوم ہوگا کہ اس فرقہ کے عقاید کا پورا اثر جسکے دلمیں ہو جاتا ہے تو کبھی وہ راست پر نہیں آتا۔ احادیث و آثار جو خوارج کے باب میں ہیں اس کثرت سے وارد ہیں کہ اُن کی نقل کے لئے کئی جز چاہیئے جن لوگوں کو حق تعالیٰ نے فہم سلیم دیا ہے اتنا بھی اُن کے لئے کافی ہے۔ ہر چند یہ فرقہ خاص ان عقیدوں کے ساتھ جس پر بانی مذہب نے بنا کیا معلوم نہیں ابتک موجود ہے یا نہیں مگر اتنا تو یقین ہے کہ اس رفتار پر چلنے والوں سے کوئی زمانہ خالی نہ ہوگا اس لئے کہ اُوپر معلوم ہو چکا کہ مسلمانوں کو گمراہ اور مردود بنانے کے باب میں شیطان کے پاس بے ادبی اور بیباکی سے بہتر کوئی طریقہ نہیں جس کا تجربہ خود اُسکی ذات پر ہو چکا ہے اور بیباکیاں اور بے ادبیاں اس فرقہ کے اُصول میں داخل ہیں۔ اور سوائے اس کے اس حدیث شریف سے یہ بات بھی ظاہر ہے عن ابی جعفر

الفراء مولیٰ علیؓ قال شہدت مع علی رضی اللہ عنہ النہر فلما فرغ من قتلہم قال اطلبوا

المخدج فطلبوہ فوجدوہ فی وہدۃ رجل اسود منتن الریح فی موضع یدہ کہیئۃ الثدی

Marfat.com

علیہ شعرات فلما نظر الیہ قال صدق اللہ ورسولہ فسمع احدا بنیہ اما الحسن او الحسین

یقول الحمد للہ الذی ارا ہا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم من ہذہ الاصابۃ فقال علی لو لم

یبق من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا ثلثۃ لکان احدہم علی رأی ہولاء انہم لفی

اصلاب الرجال وارحام النساء کذا فی کنز العمال ترجمہ ابو جعفر فراء کہتے ہیں

کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہر کی لڑائی میں شریک تھا جب علیؓ ان کے

قتل سے فارغ ہوئے فرمایا اس شخص کو ڈھونڈو جس کا ہاتھ ناقص ہے چنانچہ

اس شخص کی لاش ملی وہ شخص سیاہ فام تھا اور اس سے بدبو آتی تھی اور اس کے

ہاتھ کی جگہ بشکل پستان ایک گوشت پارہ تھا جس پر چند بال تھے۔ علیؓ نے اس کو

دیکھ کر فرمایا سچ کہا خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسنؓ یا

امام حسین علیہما السلام نے خدائے تعالیٰ کا شکر بجالایا علیؓ نے فرمایا کہ اگر محمد صلی

اللہ علیہ وسلم کی امت سے صرف تین ہی شخص رہ جائیں ان میں بھی ایک شخص

اس فرقہ کی رائے اور طریقہ پر ہوگا۔ وہ لوگ ہنوز مردوں کی پیٹھ اور عورتوں کے

رحم میں ہیں روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں انتہٰی اور اس حدیث شریف

سے بھی یہی ثابت ہے کہ یہ فرقہ کئی بار ظہور کریگا عن ابن عمر قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم کل

ما قطع قرن نشأ قرن حتی یکون آخرہم یخرج مع مسیح الدجال حم طب ک حل۔

ترجمہ روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کئی

لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے پڑھیں گے وہ قرآن مگر ان کے حلق کے نیچے

نہ اترے گا جب ایک سینگ کاٹا جائیگا تو دوسرا نکلے گا۔ یعنی جب ایک فرقہ

دفتر ۱۰ کنز العمال

Marfat.com

کا استیصال کیا جاویگا تو دوسرا ظہور کریگا یہانتک کہ وہ آخر میں دجال کیساتھ رہیگی۔ روایت کی اسکو امام احمد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے انتہیٰ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خوارج بھی مشرق ہی کے طرف سے نکلے اور وہابی بھی جنکا فتنہ مدتوں ملک عرب میں رہا غالبًا یہ وہی فرقہ ہے جس کی طرف اس حدیث شریف میں اشارہ ہے

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا وفی یمننا قال قالوا وفی نجدنا فقال قال اللھم بارک لنا فی شامنا وفی یمننا قال قالوا وفی نجدنا قال قال ھناک الزلازل والفتن وبہا یطلع قرن الشیطان رواہ البخاری

ترجمہ روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ الٰہی ہمارے شام اور یمن میں برکت دیجیو صحابہؓ نے عرض کی اور ہمارے نجد میں مقصود یہ کہ نجد کو بھی حضرت دعا میں شریک فرمالیں پھر وہی دعا کی کہ الٰہی ہمارے شام اور یمن برکت دیجیو پھر صحابہ نے نجد کے لئے عرض کی حضرت نے فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں شیطان کا سینگہ نکلے گا روایت کی اُس کو بخاری نے انتہیٰ۔ اُس حدیث شریف سے بتصریح معلوم ہوا کہ نجد سے فتنے برپا ہونگے اور اوپر کی حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ مشرق سے نکلیں گے اگرچہ مشرق عام ہے کہ ہندوستان بھی مدینہ طیبہ کے شرق ہی میں واقع ہے مگر مدینہ طیبہ کے عام وخاص لوگ نجد ہی کو شرق اور وہابیوں کو شرقی کہا کرتے ہیں۔ جن کی اقامت ملک نجد میں ہے پس معلوم ہوا کہ ان حدیثوں سے وہابیوں کا فتنہ مراد ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی چند علامتیں بیان فرمائیں منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ مشرق سے نکلیں گے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا

Marfat.com

اور ایک یہ کہ بات نہایت عمدہ کہیں گے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان سفہاء الاحلام یقولون من قول خیر البریۃ یقرؤن القران لا یجاوز تراقیہم من لقیہم فلیقتلہم فان فیہ اجرا لمن قتلہم الحکیم کذا فی کنز العمال ترجمہ۔ روایت ہے ابن مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلیں گے آخر زمانہ میں بیوقوف لوگ بات نہایت اچھے لوگوں کی سی کہیں گے اور قرآن پڑھیں گے۔ مگر وہ اُن کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ جو شخص اُن سے ملے چاہیئے کہ اُن کو قتل کر ڈالے کیونکہ اُن کے قتل میں ثواب ہے انتہی ظاہر ہے کہ ان کا دعویٰ یہی تھا کہ شرک و بدعت کو مٹاتے ہیں۔ اور ایک علامت یہ ہے کہ وہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ چنانچہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے۔ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من امتی قوم یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرہم یقتلون اہل الاسلام فاذا خرجوا فاقتلوہم فطوبی لمن قتلہم وطوبی لمن قتلوہ کلما طلع منہم قرن قطعہ اللہ عزوجل حم کذا فی کنز العمال ترجمہ۔ روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلے گی۔ ایک قوم میری اُمت سے کہ قرآن پڑھیں گے مگر اُن کے حلق سے نہ اترے گا۔ قتل کریں گے وہ اہل اسلام کو خوشخبری ہے اُس کو جس نے انہیں قتل کیا اور جس کو انہوں نے شہید کیا جب کوئی شاخ اُن کی نکلے گی۔ حق تعالیٰ اُس کو قطع کر دیگا۔ روایت کی اس کو امام احمد نے انتہی یہ بات ثابت ہے کہ ہزارہا مسلمانوں کو اُن لوگوں نے قتل کر کے حرمین شریفین اور تمامی ملک عرب پر تسلط کر لیا تھا۔ اب بنیا کی کو دیکھئے حق تعالیٰ فرماتا ہے

Marfat.com

وَمَنْ يُّرِدْ فِيهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ یعنی جو شخص مسجد حرام
میں شرارت سے کجروی کرنا چاہے چکھائیں گے ہم اسکو عذاب دردناک انتہی حافظ محی
السنۃ بغوی رح تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ
عنہما کا قول نقل کرتے ہیں ان تقتل فیہ من لا یقتلک او تظلم من لا یظلمک یعنی الحاد
ظلم یہ ہے کہ قتل کرے تو اس شخص کو جو تجھ کو نہ مارے یا ظلم کرے تو اس پر جو
تجھ پر ظلم نہ کرے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے لو ان رجلا ہم
بخطیئۃ لم یکتب علیہ مالم یعلمہا ولو ان رجلا ہم بقتل رجل بمکۃ وہو بعدن او
ببلاد اخرا ذاقہ اللہ من عذاب الیم۔ اگر کوئی کہیں گناہ کا قصد کرے تو جبتک اسکا
وقوع نہ ہوگا۔ گناہ لکھا نہ جائیگا بخلاف اس کے کہ جو شخص مکہ میں رہتا ہو۔ تو
اسکے قتل کے قصد پر عذاب الیم چکھایا جائے گا اگرچہ کہ قصد کرنیوالا عدن میں
ہو یا دوسرے شہر میں اور مدینہ طیبہ کی نسبت ارشاد ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ
عنہا قالت سمعت سعداً قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یکید اہل
المدینۃ احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء رواہ البخاری یعنی بخاری شریف میں
روایت ہے سعد سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مدینہ والوں
کے ساتھ مکر و حیلہ کرے تو ایسا گلے گا جیسا نمک پانی میں پگلتا ہے ابن حجر رح
فتح الباری میں اس حدیث کے تحت میں مسلم کی روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرید احد اہل المدینۃ بسوء الا اذابہ اللہ فی
النار ذوب الرصاص او ذوب الملح فی الماء یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جو شخص مدینہ والوں کو برائی پہنچانیکا ارادہ کرے گلائے گا۔ اس کو

Marfat.com

حق تعالیٰ دوزخ میں مثل سیسہ کے یا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے انتہی جب مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں قتل اور برائی کے ارادہ پر یہ سزائیں ہوں تو جنہوں نے وہاں قتل عام کیا اور وہ وہ اذیتیں پہنچائیں جس سے ہزارہا لوگ جلاوطن ہو گئے ان کا کیا حال ہو گا۔ اور ایک علامت اس قوم کی یہ کہ قرآن پڑھیں گے جیسا کہ کئی حدیثوں سے یہ بات معلوم ہو چکی۔ قرآن شریف پڑھنے کا اس قوم میں اس قدر اہتمام تھا۔ کہ دلائل الخیرات کے صدہا نسخے جلادئے تاکہ اس کا وقت بھی تلاوت قرآن ہی میں صرف ہو جیسا کہ درر السنیہ میں مذکور ہے ایک علامت یہ ہے کہ اس قوم میں جو کوئی داخل ہوا سکے پھر نیکی توقع نہیں۔ عن ابی برزۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزماں قوم کان ہذا منہم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الاسلام کما یمرق السہم من الرمیۃ ثم لا یرجعون الیہ سیماہم التحلیق لا یزالون یخرجون حتی یخرج آخرہم مع المسیح الدجال فاذا لقیتموہم فاقتلوہم ہم شر الخلق والخلیقۃ ش حم ن طب ک کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے ابی برزہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم نکلیگی وہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ اُن کے حلق سے نہ اتریگا اسلام سے وہ ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر نہ پھرینگے اسلام کی طرف علامت ان کی یہ ہے کہ سر منڈایا کریں گے یہ قوم ہمیشہ خروج کرتی رہیگی یہانتک کہ آخر دجال کیساتھ ہونگے جب کبھی تم انسے ملو انکو قتل کر ڈالو کیونکہ وہ کل آدمیوں اور جانوروں سے بدتر ہیں روایت کی اسکو ابن شیبہ اور امام احمد نسائی طبرانی اور حاکم نے انتہیٰ اسمیں شک نہیں کوئی باطنی نکبت اس قوم میں

Marfat.com

ضرور ہے جسکی وجہ سے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ دین میں نہ آئیں گے مگر بظاہر ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ حمایت توحید اور دفع شرک وبدعت کے غرور میں محبوبان بارگاہ الٰہی کی نہ صرف توہین کرتے ہیں بلکہ مثل اصول دین کے تعلیم و تعلم میں اس کو داخل کرتے ہیں جس کی وجہ سے غیرت الٰہی انکو تباہ کر دیتی ہے اور ایک علامت یہ کہ بنی تمیم سے ہونا جیسا کہ درر السنیہ میں کتاب جلاء الظلام سے نقل کیا ہے کہ ظن غالب ہے کہ محمد ابن عبدالوہاب ذو الخویصرہ تمیمی کی اولاد سے ہوگا جس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں دی ہے عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من ضئضئ ہذا او فی عقب ہذا قوما یقرؤن القرآن لایجاوز حناجرہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ یقتلون اہل الاسلام ویدعون اہل الاوثان لئن ادرکتہم لاقتلنہم قتل عاد رواہ البخاری ترجمہ روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس شخص کے خاندان یا نسل میں ایک قوم ہوگی کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے نہ اتریگا دین سے وہ ایسے نکل جائیں گے۔ جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے وہ مسلمانوں کو قتل کرینگے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اگر میں انکو پاتا تو قتل کرتا مثل قوم عاد انتہٰی روایت کیا اسکو بخاری نے انتہٰی۔ اس شخص کا نام ذو الخویصرہ تھا چنانچہ اس حدیث سے ظاہر ہے جو مسلم شریف میں ہے عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقسم قسما اتاہ ذو الخویصرہ وہو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ اعدل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویلک من یعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت

Marfat.com

ان لم اعدل فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ ائذن لی فیہ اضرب عنقہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلوتہ مع صلوتہم و صیامہ مع صیامہم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الاسلام کما یمرق السہم من الرمیۃ الحدیث ترجمہ روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ ایک بار ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے حضرت کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ بنی تمیم کے قبیلہ والا ایک شخص آیا جسکا نام ذوالخویصرہ تھا اور کہا یا رسول اللہ عدل کیجئے فرمایا حضرت نے خرابی ہو تیری اگر میں عدل کروں تو پھر کون کریگا عمر رضی نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو اسکی گردن ماروں فرمایا جانے دو اسکے ساتھ والے ایسے لوگ ہونگے کہ تم اپنی نماز و روزہ کو انکی نماز و روزہ کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھینگے مگر حلق سے آگے نہ بڑھیگا اسلام سے وہ ایسے نکل جائینگے جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے روایت کی اسکو مسلم رح نے انتہی ملخصا اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ذوالخویصرہ قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور ابن عبدالوہاب بھی تمیمی ہے تعجب نہیں کہ اُس کی نسل سے ہو اور اگر نہ بھی ہو تو ہم خاندان ہونے میں شک نہیں اور ایک علامت یہ ہے کہ سر کے بال منڈوایا کرینگے جیسا کہ کئی حدیثوں سے بھی معلوم ہو چکا عن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج قوم من المشرق محلقان الرؤس یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرہم طوبی لمن قتلوہ وطوبی لمن قتلہم ابو نصر السجزی فی الابانہ والخطیب و ابن عساکر کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے عمر رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک قوم مشرق سے نکلیگی جو سر منڈوائے ہوئے ہونگے پڑھینگے وہ قرآن مگر انکے حلق سے نہ اتریگا خوشخبری ہے اسکو جو انکے ہاتھ سے شہید ہوا اور

Marfat.com

جس نے اُن کو قتل کیا انتہیٰ اور در رسنیہ میں بخاری اور مسلم سے یہ روایت نقل کیا ہے

کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق ویقرؤن القرآن لایجاوز

تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ لایعودون فیہ حتی یعود السھم

الی فوقہ سیماھم التحلیق جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرق کی طرف سے ایک فرقہ نکلیگا کہ قرآن پڑھیں گے مگر نکل جائیں گے دین سے پھر نہ لوٹیں گے جیسے تیر شکار سے نکل کر لوٹتا نہیں علامت انکی یہ ہے کہ سر منڈوایا کریں گے انتہیٰ۔ پھر قول عبدالرحمٰن اھدل مفتی زبید کا نقل کیا کہ ابن عبدالوہاب کے رد میں کوئی کتاب لکھنے کی ضرورت نہیں صرف یہ نشانی کافی ہے جسکی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ (سر منڈوایا کرینگے) کیونکہ اس شخص نے جیسا سر منڈوانے میں اہتمام کیا تھا کسی فرقہ میں نہ ہوا اس نے دستور ٹھہرا دیا تھا کہ جو شخص اپنی ملت میں داخل ہو اسکو سر منڈوانا ضرور ہے یہانتک کہ عورتوں میں بھی یہ حکم جاری کر دیا تھا ایک روز کسی عورت نو گرفتار سے بحسب عادت سر منڈوانے کو کہا اس نے جواب دیا کہ عورتوں کے سر کے بال اور مردوں کی ڈاڑھیاں برابر ہیں اگر مردوں کی ڈاڑھیاں منڈوائی جائیں تو عورتوں کے سر کے بال منڈوانا بجا ہوگا یہ سنکر مبہوت ہو گیا اور کچھ جواب نہ دے سکا الحاصل علامات مذکورۂ بالا سے ثابت ہے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم فرقہ وہابیہ کے نکلنے کی خبر دے چکے ہیں اور جو علامتیں بیان فرمائیں۔ سب اسمیں پائی گئیں اور سوائے احادیث مذکورۂ بالا کے در رسنیہ میں کئی حدیثیں نقل کئے جنمیں علامتیں اس گروہ کی مذکور ہیں اور وہ سب انمیں پائی گئیں احادیث مذکورہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ فرقہ خوارج کی وہ ایک شاخ ہے مگر اس وجہ سے کہ نئے طور پر اس کا خروج ہوا اسلئے اسکا نام جداگانہ قرار پایا اور اس کے بانی کی طرف منسوب کیا گیا اسی وجہ سے

Marfat.com

یہ لوگ محمدی کہلاتے ہیں مگر محتاط علمانے جب دیکھا کہ عوام الناس انکو ضرور گالیاں دینگے اور اسمیں توہین لفظ نام مبارک کی ہوگی اسلئے محمد ابن عبد الوہاب کے نام سے جزو دوم کی طرف منسوب کر کے باختصار لفظ وہابی مقرر کیا غرض وہابی اور محمدی کے یہاں ایک معنی ہیں محمد ابن عبد الوہاب کا مجملاً حال یہ ہے ۱۱۱۱ھ گیارہ سو گیارہ میں وہ پیدا ہوا اور بعد کسی قدر تحصیل علم کے ۱۱۴۳ھ گیارہ سو تینتالیس میں اپنے خیالات فاسد کو رواج دینے کیواسطے خطہ نجد میں گیا پہلے صرف اسی بات پر زور دیا کہ اس زمانہ میں شرک ہر طرف پھیل گیا ہے اور اسلام کی حالت روز بروز گھٹتی جا رہی ہے اس وقت ہر مسلمان پر واجب ہے کہ توحید کو رواج دینے اور شرک کو مٹانیکا فکر کرے چونکہ یہ دعویٰ قابل تسلیم تھا لوگ اُسکے دام میں پھنسنے لگے چنانچہ ۱۱۵۰ھ گیارہ سو پچاس میں اُس کی شہرت ہوئی اور درعیہ اس کے اطراف وجوانب کے لوگ اسکے تابع ہوگئے اور روز بروز ترقی ہونے لگی جب کسی قدر مجمع ہوگیا جہاد پر آمادہ ہوا اور اپنے ہوا خواہوں کو جمع کر کے لکھ دیا کہ سوائے اس خطہ کے اسوقت کل روئے زمین پر شرک پھیلا ہوا ہے اور سوائے تم چند شخصوں کے جتنے لوگ آسمان کے تلے ہیں سب مشرک ہیں اب ہم کو ضرور ہے کہ جہاد کر کے مشرکوں کو قتل کریں تمہیں یاد رہے جو کوئی مشرک کو قتل کرتا ہے اسکے لئے جنت ہے پھر سب سے بیعت لیکر جہاد کا حکم دیا۔ یہ فتنہ ایک مدت تک رہا اس قوم نے ہزارہا مسلمانوں کو شہید اور جلا وطن کر دیا اور حرمین شریفین پر قبضہ کر کے کئی سال بالاستقلال حکم رانی کی آخر ۱۲۲۷ھ بارہ سو ستائیس میں بحکم سلطان محمود حرمین وغیرہ سے نکالے گئے مادہ تاریخ انکے اخراج کا قطع دابر الخوارج ۱۲۲۷ھ ہے اس فتنہ کی کسی قدر تفصیل اور حال ان مصیبتوں کا جو اہل حرمین شریفین پر گذریں

Marfat.com

دحلان مکی رح نے الدرر السنیہ میں لکھا ہے اس فرقہ کو بھی مثل خوارج کے عمل
نہایت اہتمام تھا یہاں تک کہ تارک فرض کو کافر حلال الدم سمجھتے اور توحید میں
اسقدر غلو تھا کہ یا رسول اللہ کہنے والے اور بزرگوں سے مدد مانگنے والے
کافر سمجھتے ابن عبدالوہاب ہر جمعہ کے خطبہ میں کہا کرتا کہ جو شخص نبی کا توسل کرے
کافر ہے اور زیارت قبور سنا جائز سمجھی جاتی تھی چنانچہ لکھا ہے کہ ایک قافلہ احسا سے
ینہ طیبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے گیا تھا واپسی کے وقت جب
عیہ پہنچا جہاں وہ تھا اس نے انکی یہ سزا ٹھہرائی کہ ڈاڑھیاں سبکی منڈوائی جائیں
گدھوں پر اس رسوائی کے ساتھ سوار کئے جائیں کہ دم کی طرف منہ ہو اور یہی حالت
سا تک رہے جہاں انکا گھر ہے تا تشہیر ہو جائے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ
م کی زیارت کو جائے اسکی یہ سزا ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ بدعت سے ان
وں کو اسقدر احتراز تھا کہ صدہا دلائل الخیرات اور دوسرے علوم کی کتابیں جلا
ئیں اس میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ نابینا اذان کے بعد منارہ پر باآواز بلند
ود شریف پڑھا کرتے تھے ابن عبدالوہاب نے اسکو منع کیا جب انہوں نے نہ مانا
ل کر ڈالا اور کہا کسی عورت کے گھر سے رباب کی آواز درود کی آواز سے بہتر
جو مناروں پر پڑھا جائے اور مولود شریف کسی کو پڑھنے نہ دیتا صرف نحو و فقہ
رہ علوم کے مطالعہ سے منع کرتا اس کا قول تھا کہ اصل شریعت ایک تھی ان
وں کو کیا ہوا جو اسمیں چار مذہب کردئے کبھی کہتا کہ قول ائمہ اربعہ بالکل قابل
تبار نہیں اور کبھی کہتا وہ تو حق پر تھے مگر ان کے اتباع کتابیں تصنیف کرکے
د گمراہ ہوئے اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ شیخ سلیمان بن سحیم حنبلی نے جو معاصر ابن

Marfat.com

عبدالوہاب کے ہیں ایک استفتا کیا جسکا جواب علامہ احمد بن علی قبیانی نے
استفتا میں لکھا ہے کہ ابن عبدالوہاب نے یہاں اقسام کی بدعتیں نکالیں
اور لوگوں کو گمراہ کرنے پر کمر باندھی ہے منجملہ اُنکے چند یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
وسلم پر ہر جمعہ کے دن اور رات میں درود پڑھنے سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے
ایسی بدعت ہے کہ اس سے آدمی دوزخی بن جاتا ہے دلائل الخیرات اور روض
الریاحین کے کئی نسخے اُس نے جلادئے اُس کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نام پر لفظ سیدنا کہنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے اور کہتا ہے کہ کبھی جو قدرت ہو
قبہ شریف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈھادیگا۔ زید بن خطاب اور اُن
ساتھ والے صحابہ کی قبروں کو کھدوا ڈالا۔ غرضکہ اسکے بیباکیاں اور گستاخیاں
کوئی شمار و حساب نہیں رکھتے اس سے بڑھ کر کیا ہو کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی نسبت کمال بے ادبی کے الفاظ کہتا ہے اور سن کر چپ رہتا ہے چنانچہ رسو
کے معنی طارش کہتا ہے جو ان لوگوں کی زبان میں ہرکارہ کو کہتے تھے اور اسکی اتباع
کہتے تھے کہ جو اس عصا سے کام نکلتا ہے وہ بھی اُن سے نہیں نکلتا اور وہ ایسی
باتیں سنکر خوش ہوتا اور سوائے اسکے صدہا خرافات ان لوگوں کے زبان زد
تھے یہ فرقہ نجد میں ابتک موجود ہے اہل انصاف غور کر سکتے ہیں کہ کون مسلمان ایسا
ہوگا کہ ان اعتقادوں کو پسند کرے گا۔ مگر ہمارے حضرات زیادتی کرکے ادنیٰ احتمال
پر کسی کو بھی وہابی کہہ دیتے ہیں جو قطع نظر فتنہ و فساد کے شرعاً جائز بھی نہ ہوگا

Marfat.com

متن انوار احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر حق اس نظم میں ہیں وہ مضامین دلپذیر — جس سے ایماں تازہ ہو اور ہوں دل اعدا پہ تیر
ہے حدیثوں کا جو یہ مضمون بلا ریب و نکیر — جو محدث ہیں وہ اسکو مان لیں گے ناگزیر

گرچہ یہ اشعار ہیں پر شاعری اسمیں نہیں
ترجمہ منقول کا ہے خود سری اسمیں نہیں

لکھا اسکو نظم میں ہر چند میں شاعر نہیں — کیونکہ خوش ہوتے تھے اکثر نظم ہی سے شاہ دیں
تھا یہی لم جو مداح حسان کے تھے روح الامیں — کعب اور ابن رواحہ کو اسی کا تھا یقیں

ذکر ختم المرسلیں اس نظم سے مقصود ہے
جو ازل سے تا ابد ممدوح اور محمود ہے

حضرت عباسؓ نے جب نعت میں اس شاہ کی — اک قصیدہ لکھا جس سے ہو خجل سحبان بھی
سن کے فرمایا صلہ شاعر کو دیتے ہیں سبھی — ہم نے دی اسکے صلہ میں سلطنت اسلام کی

مل گیا پروانہ با مہر قضا اک بات میں
سلطنت کی کنجیاں دیں خاندان کے ہاتھ میں

ٹھیرا کفارہ گناہوں کا جو ذکر اولیا — اور از قسم عبادت ہو جو ذکر انبیا
پھر ہو ذکر سرور عالم کا کیا مرتبا — جن کا ذکر پاک ہے گویا کہ ذکر کبریا

Marfat.com

رفعِ ذکرِ پاک ثابت ہے کلام اللہ سے
مطمئن ہوتے ہیں دل ذکرِ شہ لولاک سے

ذکرِ نامِ پاک سے نارِ جہنم سرد ہو
بو البشر نے کی وصیت وقتِ آخر شیثؑ کو
اور سمی حضرت کا دوزخ بن جائیگا کبھو
کہ قرینِ ذکرِ حق ذکرِ محمد کیجیو

وحشتِ آدم گئی نام شہ لولاک سے
مُردہ زندہ ہو گئے تاثیرِ نام پاک سے

حضرتِ آدمؑ نے اُس فرزند سے یہ بھی کہا
دیکھا ذکرِ احمدی میں ہر ملک مصروف تھا
میں تفرّج کیلئے جب آسمانوں پر گیا
اور ہر اک پتہ پہ جنت کے نام اُن کا لکھا

سینے حوروں کے ملائک کے جبینیں تا بعرش
ہر جگہ اس نام کا ہے عالمِ علوی میں نقش

ہے درودِ پاک ہی ذکرِ شہ عالی مقام
بھیجتا ہے خود درود اس فخرِ عالم پر سلام
ہر طرح سے جس کا ہے خالق کو منظور اہتمام
اور فرشتہ دائما مشغول ہیں جس میں تمام

کیسی طاعت ہوگی وہ جس میں خود حق بھی شریک
ہے جو طاعت سے بری جس کا نہیں کوئی شریک

کیا فضیلت ہے پڑھے یکبار گر کوئی درود
اور ملائک کے درود اس پر کریں پیہم درود
بھیجتا ہے اُس پہ ستر رحمتیں ربِ ودود
ہو مدام اس کی ترقی مدارج زود زود

دیکھ لیگا قبل موت اپنا وہ جنت میں مقام
اور مرتبہ شہیدوں کا رہے با احترام

محو ہوتے ہیں گنہ پڑھنے سے اسکے لاکلام
دفع ہوں سب ہم و غم جو کوئی پڑھتا ہو مدام

Marfat.com

نکلیں اسکی وجہ سے دونوں جہاں کے سارے کام
جو پڑھے دائم رہے منصور و محبوب انام

ذکر خالق اور دعا ذکر نبی کے سات ہے
کیا صلوۃ احمدی یہی افضل الطاعات ہے

جو وضو کیوقت حضرت پر نہ پڑھتا ہو صلوۃ
ہے طہارت اسکی ناقص سمیں ہیں کیا کیا نکات
بے صلوۃ احمدی کامل نہ ہو ہرگز صلوات
التحیات اسکی ہو جاتی ہے بالکل واہیات

اور جو نام شاہ دیں سنکر نہ پڑھتا ہو درود
جائے رغما نار میں وہ ابخل الناس عنود

حضرت آدمؑ کو پہلے میل طبعی جب ہوا
عرش کی خاتوں نے حضرت مہر ہو اول ادا
بولے یارب مہر کیا دوں حق تعالی نے کہا
صاحب لولاہ پر پڑھ لو درود باصفا

یعنی استحلال چاہئے درود پاک سے
تا کھلیں گل رشک افلاک و ملائک خاک سے

جتنا کل اہل زمیں پاویں عمل کر کے ثواب
لیجے اتنا پڑھکے دم بھر میں درود مستطاب
لکھی جائیں نیکیاں اسکی بدولت بیحساب
ساتھ اسکے جو دعا کیجے ہو بیشک مستجاب

ہے فضیلت میں زیادہ تر وہ سب طاعات سے
حج سے اور صدقات سے اعتاق سے غزوات سے

جو کہ پڑھتا ہو درود اسکو شفاعت ہو نصیب
راضی ہوگا حق گواہی دینگے جب سب کے حبیب
عرش کا سایہ ملیگا ہوگا حضرت کے قریب
ہووے روز عید اس کو حشر کا روز مہیب

اور اس کثرت سے ہوگا نور اس دل کے ساتھ
جسکی وسعت میں سما سکتی ہو ساری کائنات

Marfat.com

ہے بہت سارے فرشتوں کی عبادت بس یہی
پھر جو پا دیں ٹھہریں اسکے گھر یہ باصد تجلی
کہ کریں دایم تلاش شخص ہمنام نبی
دیکھئے کس طرح ہے تعظیم نام پاک کی

صرف نام پاک جب ہوئے ملائک کا مطاف
کیوں نہ در انکا ہو روحوں کا محل اعتکاف

جس مکانمیں ہو سمی حضرت کا وہ گھر دائما
تو بہ حضرت صفی اللہ قبول اس دم ہوا
رزق و برکت سے رہے مملو بصد نشو و نما
کہ وسیلہ شاہ دیں کے نام اطہر کو کیا

خاتم حضرت سلیمان میں جو وہ تسخیر تھی
نقش نام شاہ جن و انس کی تاثیر تھی

گرچہ انکی مدح میں قرآن ہے ناطق سر بسر
رتبہ انکا کوئی کیا جانے جو دیوے کچھ خبر
وصف انکی کر سکے کیا کوئی بیچارہ بشر
عقل حیران ہے یہاں اور وہم کے جلتے ہیں پر

ہر مسلمان چھوڑے ہے کیونکر نعت کو بالکلیہ
لیس تیرک کل مالا یدرک بالکلیہ

خود خدا نے کی ثنائے رحمۃ للعالمین
اور جماد و جانور بھی نعت سے چھوٹے نہیں
انبیا دایم رہے مداح ختم المرسلیں
بت زبان قال سے کرتے تھے وصف شاہ دیں

ہاں مگر شیطان کو شاید ہو تو ہو اسمیں کلام
ماسوئی کی اسنے جب تعظیم سمجھی ہے حرام

نعت وہ ہے جسکا حضرت نے کیا خود اہتمام
ہو جو محروم اس سے ہے ایمان اسکا ناتمام
حق تعالیٰ نے لیا جملہ نبیوں سے یہ کام
اور جو دشمن ہو تو اسکے کفر میں پھر کیا کلام

کی بذات خود خدا نے نعت جب محبوب کی

Marfat.com

پھر ثنا دل سے کریں کیونکر نہ سب محبوب کی

…نکہ دل میں جب کسی کی ہو محبت جاگزیں — اُسکو ہے ذکر و ثنائے دوست چین آتا نہیں
…طرح ہوتا ہے دل میں جب کسی سے بغض و کیں — اسکی بدگوئی میں رہتا ہے سدا وہ عیب چین

قلب کی کیفیتیں اظہار پاتی ہیں ضرور
دل کی موجیں لب پہ جوش اپنا دکھاتی ہیں ضرور

…طبہ جب ہوا منبر کا مستحکم اساس — اور ستون نے جان عالم کو پایا اپنے پاس
…شق صادق تھا جب دیکھا کہ ہے قربت سے یاس — گریہ زاری لگا کرنے وہ غمگین بے قیاس

تھا تو چوب خشک لیکن عشق بھی بیتازہ تھا
زمرہ عشاق میں نادر بلند آوازہ تھا

…جو خالق کو محبت اُسنے اسکا ذکر کیا — ہو جو تابع اُنکا اسکو دوست اپنا کہدیا
…ں کو اُن سے ہو محبت ہے وہ محبوب خدا — رتبہ اسکا پا نہیں سکتی کبھی عقل رسا

ہوگا روز حشر خود خیر الورٰی کے ساتھ وہ
پاوے عالی مرتبہ بے کثرت طاعات وہ

…نے حب اولیاء اللہ میں دیکھو کیا کہا — کہ میں ہو جاتا ہوں اُنکے چشم و گوش و دست و پا
…محبت ہو طفیلیوں سے یہ بے انتہا — جب شاہ مرسلیں ہو کس قدر سوچو ذرا

انتہا اس حب کی عقلوں سے ہمارے دور ہے
مارمیت کی حقیقت جس طرح مستور ہے

…رض یہ حمد ہے اور نعت محبوب خدا — لب پہ ہو صل علیٰ اور قلب میں جل و علا
…زبان پر نام احمد کا احد دل میں چھپا — چاہئے یہ ہوں سراپا چشم و گوش اہل صفا

Marfat.com

جلوۂ نور خدا از خود عیاں ہونے کو ہے
راز جو مخفی تھا خود صرف بیاں ہونیکو ہے

یعنی جب خالق نے چاہا غیب کا اظہار ہو
فیض بخش کن دکھاں گنجینۂ اسرار ہو
اور عبودیت کا ساری خلق میں اقرار ہو
کنج تاریک عدم جو لا تگہ انوار ہو

نور سے اپنے کیا اک نور پیدا بے مثال
اور محمد اس کا رکھا نام حمداً لایزال

گو یہ حضرت ہیں محمد پر ستودہ ہے خدا
لیک جب خود حق تعالیٰ نے محمد کہہ دیا
کیونکہ جملہ حمد راجع ہیں سو رب العلا
پھر محمد ہم نے گر انکو کہا تو کیا ہوا

عقدہ یہ کھلتا نہیں کہ کون ہیں اور کیا ہیں وہ
ہاں سمجھتے ہیں بس اتنا برزخ کبریٰ ہیں وہ

حمد ہے اس خالق کون و مکاں کو بے عدد
اور مقام ان کا کیا محمود با صد شد و مد
جس نے ان کو کر دیا ذاتِ محمد تا ابد
پھر بنایا ان کو حامد اپنا وہ رب صمد

تھی جو اصل خلق بس لائق انہیں کے تھا یہ کام
تا ہو ان کا حمد سے حمد کے قایم مقام

الغرض اس نور سے پیدا کیا عالم تمام
نام انکا لیکے نبیوں نے نکالے اپنے کام
لکھا پھر ہر جائے اپنے نام کیسا تھ انکا نام
دی یہ شہرت انکو تا جانیں انہیں سب خاص و عام

وہ بھی اسوقت تھے کہ آدم آب و گل میں تھے
جہاں جب آئی انہیں وہ جا تہیں ناں پردیس میں تھے

پھر کیا یکشان سے آدم میں اسکو جلوہ گر
رکھا پیشانی میں تا ہو سجدہ گاہ بوالبشر

Marfat.com

پھر ملایک سے کرائے سجدے باصد کروفر اور لیا اقرار سب پیغمبروں سے معتبر

کہ وہ ختم الانبیا اور خیر خلق اللہ ہیں
ہیں وہ شمس الانبیا گر انبیا سب ماہ ہیں

تھا جو منظور خدا ہو مستقل اس کا ظہور منتقل ہونے لگا اولاد آدم میں وہ نور
جو کہ قابل تھا ہوا اس نور کا اسمیں مرور جسمیں آیا وہ ہوا اس جا کرامت کا وفور

اسکی ٹھنڈک سے کہیں گلزار بنجاتی تھی نار
حسن کی گرمی کہیں کرتی دلوں کو بیقرار

الغرض بہر ظہور نور عین جان و دیں ٹھیرے عالم میں عرب منظور رب العالمیں
تا کہ ہووین مطلع اس امر سے اہل یقیں کہ ہے جسمانی تعین کا عبورا ور کچھ نہیں

گو مقر اس کا عرب ہے پر وہ کل کا شاہ ہے
سایہ گستر دو جہاں پر ایک ظل اللہ ہے

رفتہ رفتہ صلب عبداللہ میں آیا وہ نور جلوہ گر انمیں ہوا جسوقت مثل شمع طور
عشق سے ہونے لگے دل قابلوں کے چور چور یعنی شیدا ہوتی تھیں انپر زنان رشک حور

پر ہر اک حورت فرین ہر شرف ہوتی نہیں
قابل یکدانہ گوہر ہر صدف ہوتی نہیں

اس امانت کیلئے تھیں آمنہ خاتون بنی آمنہ تھیں ہر طرح سے جو کہ وہ ام نبی
رکھا ایمان کا مادہ انہیں تھا پہلے سے ہی پھر تو پہلی امن ایماں کی تھیں سے روشنی

جسکے ہو فرزند وہ اسکو شرف کیونکر نہو
گوہر نایاب سے فخر صدف کیوں نہ ہو

Marfat.com

گرچہ رسم جاہلیت ان دنوں تھا بیشتر
اسلئے سب تھے بری اس رسم سے تا بوالبشر
لیک تھا ملحوظ خدا اس خاندان کا سر بسر
پس نکاح آنکا ہوا دین خلیل اللہ پر

تھی یہ وہ شادی کہ جسکی آسماں پر دھوم تھی
تہنیت کی ہر طرف کون و مکاں میں دھوم تھی

تھا فقط منظور کھلانا بشر ورنہ وہ نور
اسکو رحم مادر و صلب پدر سے کیا ضرور
جسکی دولت آدم و جملہ جہاں کا ہو ظہور
عقل عاجز ہے یہاں اور فہم ہے جفت قصور

جب خدا قدرت نمائی کا کوئی ساماں کرے
کیا ہی جز تسلیم مقدور اور جو انساں کرے

میں ہوں ابن دو ذبیح ارشاد حضرت نے کیا
اور عبداللہ جو ہیں والد خیرالوریٰ
یعنی اسمٰعیل جو جد عرب ہیں برملا
ذبح کرنے کے لئے تھا باعث الہام کیا

اسمیں یک نکتہ ہے یعنی جسکے ہو ایسا پسر
باپ دادا چاہیئے قرباں ہوں سپر سر بسر

الغرض وہ نور پاک حضرت خیرالوریٰ
شام مثل صبح گھر سے آپکے روشن ہوا
شمس کے مانند جب برج حمل میں آگیا
بلکہ تھی ساری زمیں اسوقت واں چڑھتا

ہو نہ کیونکر روشنی تھی آمد عالیجناب
صبح صادق چاہیئے قبل طلوع آفتاب

پھر تو ہر جانب سے عالم میں بشارت کی تھی دھوم
اور تھے یوں نغمہ سرا سب نکتہ سنجان علوم
پڑھتے تھے اشعار ہاتف تہنیت کے جھوم جھوم
کہ مٹے جاتے ہیں اب سارے نحوست کے نجوم

ہاں ہیں ہشیار ظاہر حق ہوا جاتا ہے اب

Marfat.com

ہے یہ قطعاً صدر باطل فتق ہو اچھنا اب ہے

تھے جہاں نبجاتے بت وہ ان سب نگوں سر ہو گئے
سبزے لہرانے لگے دن قحط کے سر ہو گئے

الٹے اورنگ جہاں باتاں خود سر ہو گئے
قلعہ ہائے دولت واقبال سب سر ہو گئے

کشت عالم سبز ہے باد بہاری آتی ہے
صاحب انا فتحنا کی سواری آتی ہے

حشر اہل عقل ہی میں تھا نہ اسکا اہتمام
کوئی تو کہدے سنا ہے اس طرح کا جشن عام

وحشیوں میں بھی مبارکباد کی تھی دھوم دھام
ابتدائے عالم تکویں سے تا یوم القیام

ہو گئی اخلاق جہاں کو آن دونوں کیسی خوشی
جسکے پرتو سے عیاں تھی ہر طرف ایسی خوشی

جب ولادت کا زمان باسعادت آگیا
باندھیں حوروں نے پیسے جس سے تھا سارا گھر بھرا

پہنچیں خدمت کیلئے جلدی سے مریم آسیا
اور ملایک آفتابے لے کھڑے تھے جا بجا

شب برات و قدر ہو جسپر فدا کیا رات تھی
تھا نمایاں جلوۂ شان خدا کیا رات تھی

پس وہ نور پاک رب العالمین پیدا ہوئے
جان عالم قبلۂ اہل یقین پیدا ہوئے

مبدا کونین وہ ختم المرسلین پیدا ہوئے
شکر ایزد رحمۃ للعالمین پیدا ہوئے

دھوم تھی عالم میں خورشید کرم طالع ہوا
ہاں کریں تعظیم اب نور قدم طالع ہوا

پر تو سب اصنام سر کے بل زمیں پر گر گئے
اٹھ گئیں نا ریں پڑے بیکار سب آتشکدے

اور گرے ایوان کسریٰ کے بھی کتنے کنگرے
واسطے تعظیم کے تارے بھی سارے جھک گئے

Marfat.com

تھا غرض تعظیم کا ارض و سما میں اہتمام
کوئی راکع کوئی ساجد کوئی تھا صرف قیام

سامعین سے ہے توقع غور فرمائیں ذرا
وہ معین روز روزِ عید ٹھہرا گیا

تھا ذبیح اللہ کا جو فرحت فزا جو واقعہ
تہنیت کے سب رسوم اس روز ہوتے ہیں ادا

روز میلاد نبی جسمیں تھا وہ کچھ اہتمام
ہو نہ کیونکر واجب التعظیم پیش حق مدام

مجلس میلاد بھی حاکی ہے وقت خاص کی
پھر بھلا تعظیم وقت ذکر میلاد نبی

جسمیں حسب حکم خالق خلق نے تعظیم کی
ہو خلاف مرضی حق یہ نہیں ممکن کبھی

حق تعالیٰ تو کرائے سجدے با صد عز و شاں
اور کھڑا ہونا نہ ہو جائز یہ کیسا ہے گماں

بولہب جسکی ہے ذم میں سورۃ تبت یدا
ہو کے شاداں انت حرۃ اذہبی اس کو کہا

مژدۂ میلاد حضرت جب ثویبہ سے سنا
ساتھ اس کہنے کے اس کا ہاتھ بھی کچھ مل گیا

عین آتش میں ہے جاری آب اس کے ہاتھ سے
جس کے پینے سے ہے تسکین پیاس کی صداقت سے

یہ اثر اللہ اکبر مجلس میلاد کا
پھر جو ایماں بھی ہو تو اس جشن کے سو حظ اٹھا

کفر و دوزخ میں ہو جسکی آبیاری کا برملا
مبغضوں کی طرح کیا محروم وہ رہ جائے گا

یہ نہیں ممکن کہ رنج و شادمانی ایک ہوں
یہ تو ایسا ہے کہ جیسے آگ پانی ایک ہوں

پھر ہوا ظاہر کہاں نہیں ایک نورانی نقاب
چھپ گئے سردار عالم اسمیں مثل آفتاب

Marfat.com

اور منادی نے کیا پھر غیب سے اسکو خطاب ۔ جلوہ گر سارے عوالم میں نہیں کرتے شتاب

تا خدائی جمانہ انکو دیکھ لے پہچان لے
یعنی ہر ایک اپنے آقا کو بخوبی جان لے

پس ہوئے حضرت روانہ جانب بر و بحار ۔ تا کہ حیوانات بر و بحر کو دیں افتخار
پھر ہوئے روحانیوں کی سمت شاہ دیں سوار ۔ تا کہ ارواح ملایک کو بھی کر لیویں شکار

پھر تو ہر ایک کی زباں پر تھا کہ لو معراج ہے
رویت نور خدا ہم کو میسر آج ہے

پھر حلیمہ وہ کہ جنکا خاندان تک سعد تھا ۔ آئیں خانے میں تو دیکھا انکو شہ نے مسکرا
داہنی جانب کا انکے دودھ نوش جان کیا ۔ جانب چپ انکے بچے کے لئے رکھی بچا

طفل بھی گر تھے تو دانش تھی طفیل انکی لسا
عالم احسان و کرم تھی جلوہ گر صبح و مسا

شاہ دیں کو پھر سواری کے جو لائیں متصل ۔ تین سجدے شکر کے اُس نے کئے با صادق دل
پھر بڑھی سب سے اگرچہ تھی نہایت ہی مضمحل ۔ یہ عجائب دیکھ کر سب ہو گئے تھے پا بگل

بولی تم کچھ جانتے ہو میرا راکب کون ہے
آج جیں وہ ہوں کہ مجھ پر شاہ ہر دو کون ہے

جب شہ ارض و سما کو لائیں خاتون اپنے گھر ۔ تھے پئے گہوارہ جنبانی ملک باندھے کمر
دل کے بہلانے کو تھا حلقہ نگو شانہ قمر ۔ جس طرف کرتے اشارہ شاہ تھا ہی جھکتا ادھر

تمہید میں بھی ہیں تو سیر عالم ملکوت ہے
فکر تمہید تمہاد رونق ناسوت ہے

Marfat.com

جب ہوا رفتار کا عزم اک تماشا تھا بپا
دھوپ میں ہوتا تھا سر پر ابر رحمت چتر سا

خاک کی پابوسیاں تھیں مہر بدم تشنک سما
یا چھپا لیتا تھا منہ خورشید از فرط حیا

تابش خور خلق کی رحمت سے ہو کیونکر قریں
زیب خاور عرش کی زینت سے ہو کیونکر قریں

پھر تو شاہ بحر و بر کا جس طرف ہوتا گزر
تھے جو مرفوع القلم کر لیتے سجدے بے خطر

سجدۂ تعظیم کرتے جھاڑ۔ پتھر۔ جانور
بلکہ تھا کچھ حکم خالق ہی انہیں سطو پر

ورنہ یاں تو تھا تواضع کا کچھ ایسا اہتمام
کر نہیں سکتا تھا کوئی دست بوسی یا قیام

پھر جو چاہا حق نے اظہار نبوت برملا
عالم اسباب کی تاثیر کا خاکہ کھنچا

حالتیں پھر وہ کہاں نقشہ دگرگوں ہو گیا
اور دبستان عبدیت کے رسم و آئیں کا کھلا

آفتاب حسن پر ابر تعصب چھا گیا
دیدۂ خفاش کا پردہ دلوں پر آ گیا

یعنی اہل کفر کی ہر سمت سے یورش ہوئی
کافروں نے کوتہی ایذا رسانی میں نہ کی

در پئے آزار ختم المرسلیں تھا ہر شقی
جس سے ایذا خود خدائے پاک کو ہونے لگی

پھر تحمل آپ کا قدرت خدا کی تھی عیاں
صبر تھا یا سر بسر رحمت خدا کی تھی عیاں

اک اشارہ سے بھلا شق القمر جس نے کیا
پر فقط اخفائے اسرار خدا منظور تھا

اُس کے آگے لشکر کفار کا کیا حوصلہ
دیکھ لو اک حرب خندق سے اشارہ کر دیا

پھر پہاڑوں سے بھلا تائید لیتے کس طرح

Marfat.com

اور ملایک کو مدد کا حکم دینے کس طرح

باوجود اسکے اٹھائے جبکہ صدمے استقلال
ورنہ جو مسجود اک عالم کا ہووے سربسر

تب کیا دعوی کہ ہوں میں بھی تمہیں سا یک بشر
اہل دانش کس طرح رکھتے وہ دعوی معتبر

کس مصیبت سے چھپایا راز کو اغیار سے
پھر بھی لست مثلکم فرمادیا اخیار سے

اولین و آخریں کا علم گو موجود تھا
تھی غرض تعلیم کو کرتے تھے قصدے ظاہرا

پر بحسب مصلحت کرتے تجاہل بارہا
حق نے لما یعلم اللہ کر کہا تو کیا ہوا

حوصلہ چاہئے عالی چشم پوشی کے لئے
چاہئے ہو شرح صدر ایسی خموشی کیلئے

جتنے تھے اصحاب سب یہ جانتے تھے بالیقیں
بلکہ تاخیر اجل چاہیں تو کچھ وقت نہیں

کہ ہیں واقف موت سے ہر یک بشر کے شاہ دیں
جسکی جو مرنیکی جا ٹھہراتے وہ مرتا وہیں

اہل خلد و نار کا رکھا تھا دفتر ہاتھ میں
گویا تھا ہر شخص کا نقش مقدر ہاتھ میں

دست کی توصیف میں ہیہات قاصر ہے زباں
کل خزانوں کی انہیں ہاتھوں میں ہیں سب کنجیاں

کیونکہ دست عقل خود پہنچا نہیں اب تک وہاں
اور انہیں ہاتھوں سے ہوگی فتح ابواب جناں

ہو تصرف کیوں نہ پھر اس ہاتھ کا کونین
جسکو خالق نے یداللہ کہدیا قرآن میں

تھا نظر سے شاہ دیں کے قدرت حق کا ظہور
دیکھتے تھے مقتدیوں کے خواطر کو حضور

یعنی تھا پیش نظر یکساں طرح پر نزدیک و دور
ایکساں تھی چشم نورانی کو تاریکی و نور

Marfat.com

دیکھتے تھے واقعے روز قیامت کے عیاں
جس طرح ہیں دا بجا احوال امت کے عیاں

حضرت موسیٰ نے جب دیکھی تجلی طور پر
گو نہ دیکھا حق کو تسپر بڑھ گئی ایسی نظر
کہ شب یلدا میں دس فرسخ پہ چونٹی ہو اگر
دیکھ لیتے۔ طور کی رویت کا تھا یہ کچھ اثر

پھر جو خود اللہ کو دیکھا شہ دیں نے دو بار
کونسی شے ہے جو حضرت پر نہ ہوتی آشکار

غزل

حبذا اے چشم کز تو دید تیہا دیدہ ام
مرحبا اے گوش کز تو مژدہا بشنیدہ ام

اے نگاہم تا بطوف گنبد خضرا ستی
دل بصد جا نست بہر طواف دیدہ ام

اے مشامم جملہ اجزائے دماغم محو تست
بوئے انس از خاک پائے تا تو بوئیدہ ام

اے دل رہبر فدایت باد سرتا پائے من
کز طفیلیت دیدہ ام لطفیکہ اینجا دیدہ ام

زیر بار منت او گردن من ہست خم
تا بریں درگہ فرود آمد سر شوریدہ ام

از پے بوسہ لبم خم میشود بر پائے من
زانکہ از سعیش بسید اینجا تن کاہیدہ ام

خندہ ام با وا فدائے مقدمت اے گریہ ام
زآب پائی تو من بر خویشتن بالیدہ ام

کے تواند چشم گریانم ادائے شکر تو
اے دہان اینجا تو من شادمان خندیدہ ام

اے لبانم جان من مرہون احسان شماست
زانکہ از دہر شما این عتبہ را بوسیدہ ام

چشم من فرش قدومت اے خیال یار من
کز تو شد بیدار بخت روزہا خوابیدہ ام

مرہم چشم تو دست من بجان منت کشانہ
گرد کوی یار تا ہر دو دست شان مالیدہ ام

Marfat.com

قامتم گشتہ دوتا از بار احسان سرم
جبہہ را تا بر سر خاک درش سائیدہ ام

ہست ممنون سرپایم کہ از نوبر درش
ایستادم با ادب اے قامت بگزیدہ ام

انور اینجا خدائے خود خودم در بیخودی
سخت حیران بادہ ام زحالت پیچیدہ ام

غزل

تشنہ کامان در جوار آب حیوان آمدیم
پیش عیسیٰ استخوانے چند بیجان آمدیم

گرچہ از روز ازل خود زیر فرمان آمدیم
حالیا از فیض لطفت زیر داماں آمدیم

خواہ بخشی خواہ بکشی ما بصد شوق و ہراس
با امید و بیم تو خنداں گریاں آمدیم

ہر کسے امیکشد مہلش بخوبی در جہاں
ما بحمد اللہ پیش شاہ خوباں آمدیم

رحمتی بر حال زار ما کہ از دور و دراز
زیر بار معصیت افتان و خیزاں آمدیم

بر مساکیں ہم نگاہے تا شود دفع علل
اے دوائے دردمندان بہر درماں آمدیم

گریہ بر خود کردتی چوں بود حال زار ما
بیخودانہ زیں سبب چوں اشک غلطاں آمدیم

ماکجا و ذات پاک تو کجا لیکن ز دور
ذرہ آسا در ہوائے شمس قصاں آمدیم

سرخ رو آمد ہر آنکو در مدینہ آمدہ است
ما ہم انور آمدیم اما پشیماں آمدیم

غزل

ہر کسی را با تو با زے دیگرے
تا ز و انداز و نیاز ے دیگرے

شمع آسا دم بدم عشاق را — میرساند سوز و گدازے دیگرے
عاشقانرا تا بخلوتگاہ دوست — ہست پنہاں ترک تازے دیگرے
میرسد در راہ بیچا پیچ عشق — ہر زماں شیب و فرازے دیگرے
ہست صناعی کہ صنعش میدہد — ہر عدم را امتیازے دیگرے
عاشقانرا در بیاں از ہاست — ہر حقیقت را مجازے دیگرے

انورِ افتادہ را اے دستگیر
نیست جز تو چارہ سازے دیگرے

غزل

بجسم پاکیزہ تر ز جانی بجاں چہ گویم کہ جانِ جانی — مرا چہ یارا کہ گویم آنے بروں ز تخمین ہر گمانی
کلیم مدہوش لن ترانی حبیب ما مور من رانی — بمرتبہ فرق درمیانی از انست ظاہر چنانکہ دانی
بیکدم از لطف کبریائی جمیع افلاک طے نمائی — عجیب تر آنکہ ز عرش آئی بیکلخت چو بیام ہانی
تو اولیں نور کبریائی با حمدی نیز دلربائی — ہر آنچہ وصفت کنم سزائی کہ مبداء امر کن فکانی
بکرسی حق تو باشی آندم کہ نفسی نفسی بگوید آدم — ترا چہ نسبت بود بہ عالم مگر بہ مصلحت ز آفاقی
فلک جنابی ز بحر جودت نمی بجاز تیم وجودت — جہاں گل از گلشن نمودت تو اصل ایجاد دو جہانی
زمین و افلاک فرش راہست مقام محمود جائیگاہت — ملائک و انس و جانِ سپاہت تو در دو عالم شہنشاہی

بکوئے تو افتادہ انور زکار ماندہ بحال ابتر
بحقش اے شاہ بندہ پرور رہم آنچہ میخواہی بخوانی

غزل

الٰہی آنکہ نامش را بنام خویش ضم کردی
مرا صورتش نمودی رہ چہا بر من کرم کردی

جزاک اللہ خیر اگر جفا کردی ستم کردی
ہزاراں جور بر عشاق کردی یا زکم کردی

ہلال این خم کہ میداری بدین حسن آنچہ رو باشد
مگر ابروے یارم دیدہ تا پشت خم کردی

ولا تسلیم زلفی شو کہ صاحب این است تسخیر قش
سراپا ما آہوت خوانم اگر زین دام رم کردی

بیک تیر نگاہت یافت تسکینی ز بیتابی
ہزاراں لطف و احسان دل بیچارہ ام کردی

تمنائے تیغ ابرو بیت بود اینہا کہ می گویم
کہ سر ہرگز نہ پیچم گر جدا از تن سرم کردی

روان تا ساحل مقصود کردی کشتی را
بے لطف و کرم بر جانم اے چشم ترم کردی

بشادی می تواں مردن بکوئے یار اے نور
نباشی لایقش گر بار دیگر چشم نم کردی

غزل

اے آنکہ تجلی نخستین خدائی
با حسن کہ داری بیکے رو نہ نمائی

علم تو چہ علمے کہ بآن فوج ملائک
مجردی وا ز بہر جزا لب نکشائی

گردید ہمہ سر نہفتہ ز تو مکشوف
آئینہ روشن گر اسرار خدائی

آرام گہت را نرسد وہم فلک ہم
ہر چند کہ در خیمہ گہ ارض و سمائی

زان رو چہ کہ دوری نتوان یافت بعقلت
دیں طرفہ کہ با این ہمہ نزدیک بمائی

بودی کہ بجا ہست نشان سید بہار ز تو
از ما نشدی دور گوئیم کجائی

Marfat.com

باز آئے و نگاہے بکن از لطف بر انور
رفتی نہ چناں دور کزاں باز نیائی

غزل

یا الہی دل زدستم می برد این روئے کیست
دین و دل بردے جانہائے عزیزاں موئے کیست

یارب این آشوب صبح شام غریباں موئے کیست
فتنہ روز قیامت قامت دلجوئے کیست

والضحیٰ از وجہ می یابی کہ قصد روئے کیست
معنی اللیل میدانی کہ آں گیسوئے کیست

کیست آنکہ وصف اش کرد بیاں اشد مطاف
سجدہ گاہ آسمانہا بر زمیں مشکوئے کیست

باکہ مانی اے قمر تا منظرت شد دلپذیر
دیں حکایت اے ہلال عید ز ابروئے کیست

آنکہ خواندش رحمۃ للعالمیں رب العلیٰ
سر معنی را ازاں دریاب تا ہم خوئے کیست

ہر کہ میجوید لحد لویش حمد را بجوئے
تا کشاید بر تو این معنی کہ حیث وجہے کیست

ناصحا گوئی کہ تسکین دل آوارہ کن
آنکہ دل گوییش باشد لیک در قابوئے کیست

از فسردہ وضع تسکیں دلم ہرگز مجوئے
از نفس ہر دم نمیدانی کہ ہائے و ہوئے کیست

انور اقصد تقرب با سگ کویش کنی
ہیچ میدانی کہ آں سگ پاسبان کوئے کیست

غزل

شکر ایزد کہ سرم بر در کاشانہ تست
جان کشتہ زدہ ہجر تو پروانہ تست

دیدہ کار شدے تو مدہوش فتادہ است دیں
رقص افلاک بیک جرعہ پیمانہ تست

Marfat.com

موقف جن و ملک بارگہ عام توہست ‌ ‌ دخل کس نیست بجائیکہ نہان خانہ تست
ول عشاق فقط جلوہ گہ یاد تو نیست ‌ ‌ در عوالم ہمگی شہرۂ افسانہ تست
رو کسے رانمائی و دلش صید کنی ‌ ‌ دلبری شیوۂ انداز جداگانہ تست
عاشقا ہیچ مترس زسخن دانشمند ‌ ‌ عقل خود حلقہ بگوش دل دیوانہ تست
سدراہت نشود جور حسود و ناصح ‌ ‌ لطف حق پیش روہمت مردانہ تست

در دمی قلع مرضہائے درونیت شود
انورا کوئے مدینہ چو شفاخانہ تست

قصیدہ نعتیہ

محتاج گدا جود کند اہل کرم را ‌ ‌ از سکہ بود دام دام دل آویز درم را
ز فزا سعی کند ہم تگ کافور ‌ ‌ خورشید بکف مشعلۂ نور ظلم را
ے جز بعرق ریزی اجرام تواں شد ‌ ‌ آرائش انواع حلل خاک دژم را
زفیض دل نطق سرا منبع الہام ‌ ‌ منقار نواسنج بود چوب قلم را
فراشت زپامردی رشح ملک اسپاہ ‌ ‌ برخاک فتادہ تن افسردہ علم را
ستادہ ازل محض پئے تربیت شاں ‌ ‌ آرد بدلبستان وجود اہل عدم را
یعنی طبق چرخ پر از انجم رخشاں ‌ ‌ ہر صبح نثاریست چنیں خاک دژم را
خورشید پئے آنکہ دہد نور بسایہ ‌ ‌ در راہ تعقب نہ کند سست قدم را
دکام جسد نفس بصد حیلہ بریزد ‌ ‌ بے من واذا الذت اصناف نعم را
طفل زمادر سپرد راہ تغافل ‌ ‌ از شیر بپرورش کند آمادہ سقم را

Marfat.com

رو تا بدو ہسم سر کشید از مہر مہ تو	لیک او بیعطارہ ندہد کاہش کم را
زاں ساں کہ ز آرام گہش حمت عالم	کردہ پے بہبود جہاں رنجہ قدم را

مطلع دوم

اے نیر برج شرف اسرار قدم را	سوزندہ بیکدم زدن اظلام عدم را
مہر شرفت راز شرف نیست ہبوطے	گو چند خساں قدر ندارند خدم را
زاں ساں کہ محاق است بدر بفلک ماہ	دایم کند انگشت نما بدر اتم را
سرباز بماندہ است کہ بدوشی سر	زاں در کہ برآں سر بسجود است صنم را
نام تو بمالش چو زند دست بکوشش	زہرہ ہمہ تن آب شود شیر اجم را
عزمت چو قمر زہرۂ شیران بشگافد	انس است برد از آہوئے وحشت زدہ رم را
عشاق درت شاہاں نظر انداز نمانید	حوراں کہ بیارند بجلوہ خم وچم را
کیفت عجبش را بدر آرد ز تباہی	لیکہ باضعاف رسیدہ ز تو کم را
طبعت چو شود ملتفت خاطر اصلاح	از تغذیہ چارہ نبود قوت سم را
زان بحر سخاوت کہ محیط است بعالم	نم سر زدہ و نام پدید آمدہ یم را
آن روز کہ حق مسند اقبال تو آراست	افراشت پے ظلگیش ہفت خیم را
آں کیست کہ گوئے سبق از تو برباید	گو طے بکند اشتر رقصاں رہ سم را
از فیض گدایان تو گردشہ شاہاں	ہم پہلو خاک آنکہ کند مسند جم را
مدحے کہ زند دم باصابت زرہ فخر	از فکر و نظر دور بیفراشت علم را
واں مدح کہ نازند حریفاں بدانش	نسبت بجناب تو شبیہ آمدہ ذم را

Marfat.com

برنعت نہ ہر نحیف و سرے چیرہ تواں شد
منطق نہ تواں کرد بفن جذر اصم را

پا لنغز رہست این نتواں رفت گراں سر
زیبد کہ زسر بازتراشند قدم را

نے ہمچو کسا نیکہ سپردند ہمیں راہ
لیکن زسر فخر عصا کردہ ہمم را

زانرو کہ خطا سرزدہ زانہا بفزونی
آنجا کہ خجالت بود افزونی ہم را

بل از سر محو یکہ ز ہستی بدر آرد
دستی نبود نیز بران محض عدم را

تا بیخود و باخود ہمہ تن نعت تواں شد
ذر پرتو ش انوار دہد دست ظلم را

نعتت چویم و مدح سرائیم زان نم
از بے سر و پائے کہ خرد صوت نم را

با فعلیت حسن تقی کار من ارزہن
دادیم من و کار بہر تھلکہ ھسم را

در نعت تو با فکر ردیف است خیالم
زان سانکہ بجستم ز پئے قافیہ غم را

ورنہ چہ سرو کار رہی را بچنین صا
آقا تو رہانی ز غم و فکر امم را

عمر یست کہ از عشق تو دم میزند انور
قربان تو در کار کن این تیغ دو دم را

قطعہ تاریخ طبع کتاب انوار احمدی از محمد مظفر الدین معلّے

قطعہ اُردو

حضرتِ انوار اللہ نے جو لکھی یہ کتاب
ہیں مضامین اسکے پر گنجینۂ اسرار سے

مصرعۂ تاریخ طبع اسکا معلّیٰ نے لکھا
پر تقدس ہے دو عالم احمدی انوار سے

۱۳ ھ ۲۳

قطعہ فارسی تصنعت تخرجہ

مضمون این کتاب ز ارشاد بارشاد
مملوز فیض اقدس لمعات سرمدیست

Marfat.com

مالیدہ چشم اعمش جاہل بہ بین منش	پر نور دل ز جلوۂ انوار احمدیت
(۱)	۲۴ ۱۲ ھ

قطعۂ فارسی بصنعت تدخلہ از محمد اکرام علی بودھنی

کرد ایں کتاب حضرت اُستادمن رقم	از انتخاب دفتر اخبار احمدی
از غور وقت صحت کاپی شد ایں یقیں	ہر حرف اوست گوہر شاہوار احمدی
اکرام سال طبع بگو از زبان جان	زیبا کتاب روشن انوار احمدی
	۲۰ ۱۳ / ۳ / ۲۳ ۱۳

تمام شد

Marfat.com